

اصحاب رسول کی عزت و ناموس کے تحفظ کا ترجمان

صدیق ہی بلا فصل خلیفہ رسول ہے
دشمن ہے جو صدیق کا وہ دشمن رسول ہے



گلگت بلتستان کے مسلمانوں کی مظلومیت



رفیقِ غار

اے ابوبکر معظم اے ہنر مند عجیب
تو دل امت میں بھی آباد ہے جنت نصیب
اہل امت شکر کرتے گیت گاتے ہیں ترے
چار دانگ عالم میں ہم ڈنکے بجاتے ہیں ترے
تو سراپا سازِ ہستی کے لئے مضرب تھا
لحہ لحہ تو عمل کے واسطے بے تاب تھا
اے غنیم کفر و باطل، اے امام چار یار
تو ہے محرابِ عبادت کا نشانِ افتخار
تو نے سیکھی اپنے مرشد سے تشکر کی ادا
اے ہنر مند فراست اے خرد مند جلیل
تیری حکمت آفرینی تیری عظمت کی دلیل
تو خلافت کے جہاں کا چاند سا مسند نشین
کوئی تجھ سا شہسوارِ توسنِ حکمت نہیں
دانش و ادراک و نصرت سب تیری جاگیر تھی
یہ بڑائی جانِ ثارِ دیں تیری تقدیر تھی
تجھ کو قدرت نے نوازا تھا بڑے اکرام سے
نام بھی تیرا سدا زندہ ہے تیرے کام سے
پھر سے امت کی چمن بندی تیرا اعجاز ہے
تو کہ ارفع منزلت ہے، تو کہ سرفراز ہے

حیدر مرزا مرحوم

ثانی اثنین

تلمیذِ خاص فکرِ رسالت کا رازدار
کوہِ سارِ عزمِ شہرِ جسارت کا شہریار
برجِ کمالِ کشورِ ادراک بے بدل
توقیرِ کائناتِ صداقت وہ با وقار
وہ تمنغہ وہ دستِ مشیت کا شاہکار
وہ نائبِ نبی کے تفاخر سے نامدار
عالی نسب وہ اہلِ فضیلت کا تاجدار
کوہِ ثبات پیکرِ تربیتِ رسول
مینارِ جہادِ صداقت وہ با اصول
ارکانِ دین میں اس کو کٹوتی نہ تھی قبول
سو بہرِ دین اس نے گوارا کیا قتل
موت کے بعد بھی آسودہ ہیں سرکار کے ساتھ
زندگی بھر جو رہے احمد مختار کے ساتھ
ہر صحابی مرے ہادی کا ہے مینارِ نور
مہرِ رخشندہ ہیں سب عظمتِ کردار کے ساتھ
ان کی قسمت میں تھا جانبازِ عریشہ ہونا
شہِ تصدیق نے پہرہ دیا تلوار کے ساتھ

حیدر مرزا مرحوم

ناموس صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کا علمبردار

خلافت راشدہ

خیر پور سندھ

مئی

2012ء

شمارہ نمبر 5

جلد 3

فہرست

- 7 تفسیر آیت قتال مرتدین و آیت ولایت ----
- 11 سیدنا ابوبکر صدیق ----
- 17 سیدہ عائشہ صدیقہ کے ابو ----
- 23 اسلامی حکومتیں ----
- 27 حضرت طلحہ بن عبید اللہ تمیمی ----
- 29 مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ----
- 33 صحابہ دشمنی کی انتہا ----
- 35 شیعہ کا مکرو فریب ----
- 37 ولایت علی کا مفہوم ----
- 41 بلتستان کے سنیوں کی مظلومیت ----
- 43 غور و فکر کی دعوت ----
- 47 میری کہانی میری زبانی ----
- 49 دفاع پاکستان کانفرنس ----
- 50 آپ کی مشکلات کا طبی اور روحانی حل ----

مولانا حضرت حق پانچھنگوی شہید

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید

مولانا عظیم شہید نامور جی صاحب

چیف ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

مجلس ادارت

مجلس مشاورت

- | | |
|--------------------------------------|---------------------|
| ☆ سید غازی پریل شاہ (سندھ) | ☆ سید سکندر شاہ |
| ☆ حاجی غلام فی جڈون (خیبر پختونخواہ) | ☆ سید علی معانی شاہ |
| ☆ مولانا شمس الرحمن معاویہ (پنجاب) | ☆ غلام رسول |
| ☆ مولانا ثناء اللہ فاروقی (بلوچستان) | ☆ محمد ظہیر |
| ☆ مولانا تصدق حسین (آزاد کشمیر) | ☆ محمد طارق |
| ☆ مولانا عبداللہ حیدری (گلگت) | ☆ محمود معاویہ |

0306-7810468

041-3420396

Khelafaterashida@yahoo.com tahirmsmi@gmail.com

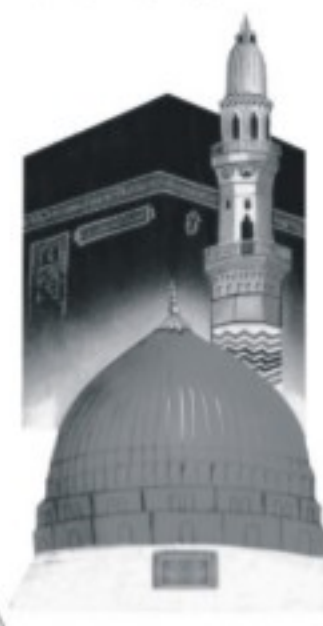
پبلشر نظام خلافت راشدہ فاؤنڈیشن اعظم کالونی لقمان خیر پور سندھ

فرمان الہی ﷺ

ترجمہ: ”اور (فی کا مال) ان مفلس مہاجروں کیلئے بھی جو اپنے گھروں اور ماحول سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل (خوشنودی و احسان) کے طلب گار اور سب سے سچے ہیں۔“ (سورۃ الحشر رکوع 1)

☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



فرمان رسول ﷺ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت حاطب کی شکایت کرنے حاضر ہوا اور کہایا رسول اللہ ﷺ حاطب آگ میں داخل ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا وہ کبھی آگ میں داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک رہا۔ حضرت عبداللہ بن اخطب سے مرسل روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا:

هذا ان السمع والبصر
”یہ دونوں میرے آنکھ اور کان ہیں“

(ترمذی)

80 کروڑ اہلسنت حنفیہ کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

”علامہ ابن حجر الصوارق المحرقہ پر لکھتے ہیں“

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔“

امام مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ

”قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو گالی دی یعنی کافر اور گمراہ کہا وہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ یا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم ہوں، تو اسے قتل کیا جائے گا۔“

مواہب لدنیہ میں ہے کہ امام مالک نے آیت: محمد رسول اللہ والذین مع سے روافض کی تکفیر ثابت کی ہے۔ علامہ محمود احمد لوی نے تفسیر روح المعانی میں مذکور آیت کے ضمن میں روافض کی تکفیر کا قول کہا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے الصارم میں امام احمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

”کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر برائی کے ساتھ کرے، کسی عیب یا نقص کے ذریعے ان پر اعتراض کرے جس نے ایسا کیا اس کو سزا دینا واجب ہے۔“ صحابہ کے بدگوئیوں کا موقع دیا جائے اگر تو بہ نہ کرے اور بدگوئی پر قائم رہے تو اسے اتنا مارا جائے کہ مر جائے یا پھر بدگوئی سے باز آ جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ

حافظ اٹلی بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والے کو سخت سزا دی جائے، اسے قید کر دیا جائے یہی ہمارے شوافع کا مذہب ہے۔“ تہذیب التہذیب جلد 9: صفحہ 509 پر ہے:

فن رجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین کا قول ہے

”جو شخص گالیاں بکتا ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچ جائے وہ سخت سزا کا مستحق ہے، کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا دجال ہے، اس کی حدیث نقل نہ کی جائے اس پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہو۔“ (”اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت“)

صحاب
رسول
رضی اللہ عنہم

فروع کات عظیم طارق شہید رحمہ اللہ

میرے قائد فاروقی شہید رحمہ اللہ جامعہ محمودیہ جھنگ میں ہمیشہ کے لئے آسودہ خواب ہو چکے، میری والدہ میرا راستہ نکلتے نکلتے دنیا سے منہ موڑ گئیں۔ میں اپنے وجود پر 100 سے زائد زخم سجا کر والدہ کی آخری زیارت کے لئے بیروں پر رہا ہو کر اپنے آبائی گاؤں پہنچا اور ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی۔ اپنے گاؤں میں دو روز قیام کے بعد پھر ایسوی لینس کے ذریعے سمندری پہنچا۔ جہاں اپنے قائد کی والدہ محترمہ کی قدم پوسی، ان کے دست مبارک کا سر پر آنا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری اپنی امی کی محبت و خلوص کا ہاتھ میرے سر پر موجود ہے۔ میں پھر بے خود ہو کر رونے لگا، کیونکہ طبیعت زنجی اور نحیف ہونے کے ساتھ ساتھ پہاڑوں سے بڑے بڑے صدقات اٹھانے کے باعث اب اس نوبت کو پہنچ چکی تھی کہ جب بھی کوئی شخص حضرت فاروقی کا نام لیتا تو مجھ پر رقت طاری ہو جاتی نہ صورتحال چوبنگ سینئر تک برقرار رہی، وہاں جب حکومتی جلاوطنوں سے واسطہ پڑا تو اللہ تعالیٰ نے وہ حوصلہ دے دیا کہ پھر نہ آنکھوں میں آنسو رہے، نہ طبیعت میں کمزوری۔

(از کتاب ”ٹوٹ گئی زنجیر“)

علامہ فاروقی شہید فرمایا

میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، میں دنیائے رفس کو چھوڑ کر رہا ہوں، کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو درمیان سے نکال کر رافضی اپنے بارہ امام ثابت نہیں کر سکتے، خاندان نبوت کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گہرا رشتہ ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے گہرا رشتہ ہے، میں سوال کرتا ہوں..... کہ آج کا رافضی کہتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اختلاف تھا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اختلاف تھا، میں پوچھتا ہوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو تدفین کرنے والے کون تھے.....؟ یہ غسل دینے والے کون تھے، کفن پہنانے والے کون تھے.....؟ جنازہ پڑھانے والے کون تھے.....؟ آپ کو معلوم ہونا چاہئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، سارے لوگ موجود ہیں لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرنے دو عورتیں گئی ہیں۔ ایک لڑکی کا نام اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ دوسری عورت کا نام سلمہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا..... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے، سلمہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا..... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے۔ میرے دوستو! جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو..... اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا..... اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کفن تیار کیا..... اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے کھڑے ہو کر جنازہ پڑھا۔ (جواہرات فاروقی شہید رحمہ اللہ)

فکر چھٹکوی شہید رحمہ اللہ

خدا نخواستہ شیعوں نے اپنے مذموم عزائم کے لئے مجھے قتل کر دیا تو میرا لہو پاکستان کی دھرتی پر اس فرقے کے غیر مسلم اقلیت بننے کا سبب بن کر رہے گا اور یہ سودا میرے لئے مہنگا نہیں۔ موت ایک حقیقت ہے اور اس نے ضرور آنا ہے اور وقت پر آنا ہے اور اس موت کو لانے والا صرف ایک ہے، کئی نہیں، اور یہ وہ عقیدہ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں گھر کئے ہوئے ہے۔

گزشتہ محرم میں چنیوٹ میں شیعوں نے اپنے تعزیئے کو خود آگ لگائی اور میری جماعت سپاہ صحابہ کے تین کارکنوں کو طوط کیا گیا۔ بائیس دن وہ بے گناہ کارکن اندر رہے، جبکہ ہم نے احتجاج کیا مگر صرف زبانی دسٹج پر نہیں لائے۔ گفتگو کی حد تک رہے جب کہ ایک سپاہی سے لے کر ڈی آئی جی تک اس بات کو تسلیم کرتا تھا کہ یہ آدی بے گناہ ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی درخواست کرتے کہ کسی طرح محرم امن سے گزر جائے۔ ابھی رہا نہیں کر سکتے۔ حیرت کی انتہا ہے یا یوں کہیں کہ ہماری مظلومیت کی انتہا ہے کہ محرم امن سے گزرنے کے لئے ہمیں بغیر کسی جرم کے جیل میں رکھنا لازمی ہے۔

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی سزا ”پیپلز پارٹی“ کے لیے لمحہ فکریہ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے 7 رکنی بنچ نے وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کو اعلیٰ عدلیہ کی حکم عدولی اور عدالتوں کی تضحیک کرنے پر سزا سنائی اور اس پر عملدرآمد کروانے کے بعد ان کی رہائی کا حکم بھی جاری کر دیا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ معمولی سزا ہے لیکن حقیقت میں یہ بہت بڑا کلنک کا ٹیکہ ہے۔ جو پیپلز پارٹی کے ماتھے پر سجا دیا گیا ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے بے نظیر بھٹو کے ساتھ خفیہ مذاکرات کے نتیجے میں NRO کے نام سے ایک مفادہمتی آرڈیننس جاری کیا تھا۔ جس کے تحت تمام سیاسی جماعتوں اور سیاستدانوں کے خلاف کرپشن، بدعنوانی اور سنگین جرائم کے تحت قائم کیے گئے تمام مقدمات حکومت کی طرف سے واپس لے لیے گئے۔ اسی ضمن میں بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف علی زرداری کی لوٹی ہوئی دولت جو انہوں نے سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں جمع کروا رکھی تھی ساری دولت بھی NRO کے ذریعے واپس کر دی گئی تھی۔ چونکہ یہ دولت جو تقریباً 5 ارب ڈالر کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔ اس کے حصول کا ذریعہ ثابت نہیں ہو سکا تھا۔ اس لیے یہی سمجھا گیا کہ یہ دولت پاکستان سے کمیشن وغیرہ کی صورت میں لوٹی گئی ہے۔ اس دولت کی نشاندہی اور واپسی کے لیے پاکستان کے قومی خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کر کے یہ مقدمات میاں محمد نواز شریف کے دور حکومت میں اس وقت کے وزیر سیف الرحمن نے قائم کروائے تھے۔

سابق صدر پرویز مشرف نے یہ NRO ایک آرڈیننس کی صورت میں جاری کیا اس کی کسی اسمبلی سے باقاعدہ منظوری نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے جب پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو اس آرڈیننس کو عدالت عالیہ میں چیلنج کر دیا۔ عدالت عالیہ نے اس آرڈیننس کے بارے میں خود کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے موجودہ اسمبلی میں بھیج دیا۔ تاکہ آرڈیننس اسمبلی کی منظوری کے بعد باقاعدہ قانون کی شکل اختیار کر جائے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پیپلز پارٹی کے حکمران جو اس آرڈیننس کا فائدہ حاصل کر چکے تھے۔ وہ اس کو قانونی شکل دلوانے کے لیے اسمبلی سے منظور کرا لیتے انہوں نے انتہائی نابالغ پن کا ثبوت دیتے ہوئے NRO کو منظور کرانے میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ جس سے مقررہ مدت گزرنے کے بعد یہ آرڈیننس خود بخود غیر موثر اور کالعدم ہو گیا۔ اور سپریم کورٹ نے اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی۔ NRO آرڈیننس کالعدم ہو جانے کے بعد لوٹی ہوئی پاکستانی دولت کی واپسی کا سوال نئے سرے سے پیدا ہو گیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے کے ذریعے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو حکم دیا کہ وہ پاکستان کی لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کے لیے سوئٹزرلینڈ کی حکومت کو خط لکھیں۔ وزیراعظم صاحب نے جواب میں خط لکھنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ عدالت کے فیصلے کا مذاق بھی اڑایا۔ جس پر عدالت عالیہ کے 7 رکنی بنچ نے وزیراعظم پاکستان کو عدالت درخواست ہونے تک قید کا حکم سنا دیا۔

پیپلز پارٹی کے محب وطن قائدین اور کارکنوں کو چاہیے کہ وہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان کی دولت لوٹ کر غیر ملکی بینکوں میں جمع کرانے والی قیادت کے ساتھ ہیں یا اعلیٰ عدالت کے ساتھ ہیں؟ جب کہ ہمارا پیار وطن اس وقت اربوں ڈالر کے غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ پاکستان کی لوٹی ہوئی دولت پاکستان آنی چاہیے یا نہیں آنی چاہیے؟ اگر یہ دولت پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ نے پاکستان لانے کا بیڑا اٹھالیا ہے تو اس میں برائی کیا ہے؟ یہ بات طے ہے کہ اگر یہ اربوں ڈالر پاکستان آجائیں تو پاکستان کی غربت اور بیروزگاری دور کرنے میں بہت معاون بن سکتے ہیں۔ پوری قوم اور خصوصاً پیپلز پارٹی کے لیے یہ سزا سب سے بڑا لمحہ فکریہ ہے۔

ضربِ حیدری

علامہ علی شیر حیدری شہید

سورہ حج کی آخری آیات

”بے شک اللہ دفاع کرتا ہے ان کا جو ایمان لا چکے ہیں

(صحابہ کرام) اُس سے آگے فرمایا ”اللہ بڑے کافر کو پسند نہیں کرتا

اور نہ ہی بڑے خائن کو پسند کرتا ہے“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام کا اللہ دفاع

کرتا ہے۔ اور آگے فرماتا ہے کہ صحابہ کرام کو جو بُرا کہتا ہے وہ چھوٹا کافر نہیں اور نہ ہی چھوٹا خائن ہے۔

بلکہ اللہ پاک نے فرمایا دیا ہے کہ صحابہ کرام کو بُرا کہنے والوں میں خود صحابہ کرام کا دفاع کرتا ہوں اور دفاع کیسے کرتا

ہوں دفاع کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے دشمن کو چھوٹا کافر نہیں کہتا بلکہ بڑا کافر کہتا ہوں۔ ان کی عظمت کو چھپانے

والے کو چھوٹا خائن نہیں کہتا بلکہ بڑا خائن کہتا ہوں۔ صحابہ کرام کے دشمن کو اللہ نے ”خوائِ کفورا“ کہا یعنی بڑا کافر اور بڑا خائن

ان کا کفر اور خیانت بڑھتی جائے گی۔ حق نواز نے تو آج شیعہ کو کائنات کا بدترین اور غلیظ ترین کافر کہا ہے

لیکن اللہ نے چودہ سو سال پہلے کہہ دیا تھا کہ صحابہ کا دشمن کائنات کا بڑا کافر اور بڑا خائن ہے یہ کہتا

ہے کہ میں مولا علیؑ کا غلام ہوں تو ہم نے کہا کہ اگر تو حضرت علیؑ کو امام مانتا ہے تو

ان کو بھی امام مان جن کو حضرت علیؑ نے اپنا امام مانا تھا..... یہ کہتا ہے یہ نہیں مانوں

گا۔ تو ثابت ہوا کہ یہ حضرت علیؑ کو امام ماننے میں سچا نہیں ہے۔ بلکہ

اللہ پاک کی زبان میں یہ کائنات کا سب سے بڑا کافر

اور کائنات کا سب سے بڑا خائن ہے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید کے خطاب سے اقتباس

تفسیر آیت قتال مرتدین و ایت ولایت

اما اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی

جس میں سورۃ مائدہ کی دو آیتوں کی تفسیر ہے پہلی آیت قتال مرتدین سے حضرت ابو بکر صدیق کا خلیفہ برحق ہونا اور دوسری آیت سے شیعوں کی مفروضہ خلافت بلا فصل کا نہ ثابت ہو سکتا روز روشن کی طرح دکھا کر آیت کی صحیح تفسیر ہدیہ ناظرین کی گئی ہے

فصل سوم:..... حقیقت خلافت پر استدلال
فصل چہارم:..... فوائد متفرقہ۔
فصل اول

اصل مقصد و خداوندی اس مقام پر کفار یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے کی ممانعت ہے اور باہم مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید ہے۔ اور درحقیقت یہ ایک بہت بڑا مقصد دین الہی کا اور اسلام کے دین کامل ہونے کا ایک روشن ثبوت ہے کہ شیطان کے آنے کے جتنے راستے تھے سب بکمال حذاقت بند کر دیے گئے ہیں اور صلاح و تقویٰ کی جو جو صورتیں ممکن تھیں۔ سب کی تفصیل یا باجمال تعلیم دی گئی بلاشبہ محبت و دوستی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بڑے بڑے اثرات ہیں محبوب کی ہر چیز کا محبت کی نظر میں محبوب ہو جانا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ حق تعالیٰ نے اس مقصد کو یوں شروع فرمایا کہ.....

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

یعنی ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو وہ آپس میں ایک دوسرے سے دوستی کریں اور جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہو جائے گا اس لیے کہ خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔“

اس کے بعد فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ بہت جلدی یہود و نصاریٰ کے دوست بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ برے وقت میں ہمارے کام آئیں گے عنقریب خدا مسلمانوں کو فتح دے گا کوئی اور بات عالم غیب سے ظاہر کرے گا اس وقت یہ لوگ پشیمان ہوں گے۔ اس کے بعد آیت قتال مرتدین ہے۔ جس کا ربط ماسبق سے ظاہر ہے کہ جب یہود و نصاریٰ سے دوستی کا ثمرہ یہ بیان فرمایا کہ وہ شخص جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں

تواضع کرنے والی ہوگی۔ ایمان والوں کے مقابلہ میں سختی کرنے والی ہوگی کافروں پر جہاد کرنے والی ہوگی۔ راہ خدا میں اور نہ ڈرے گی ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی یہ اللہ پاک کی بخشش ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ پاک وسعت والا ہے اور دانا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے یعنی وہ لوگ قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جھکنے والے ہیں اور جو شخص دوستی کرے گا اللہ پاک اور اس کے رسول سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے تو تحقیق اللہ ہی کا کردہ غالب رہے گا۔“

یہ تین آیتیں جو اس مقام پر لکھی گئی ہیں پہلی آیت یعنی ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِرِزْقِ اللَّهِ عَنْ دِينِهِ.....﴾ آیت قتال مرتدین کے نام سے مشہور ہے اور دوسری آیت یعنی ﴿وَاللَّهُ لِيَكْمُ اللَّهُ﴾ آیت ولایت کے لقب سے ملقب ہے اور تیسری آیت محض تہمت کے طور پر نقل کی گئی۔ ان دونوں آیتوں کی تفسیر دو باب پر تقسیم کی جاتی ہے۔ پہلے باب میں دونوں آیتوں کی صحیح تفسیر اور دوسرے باب میں

بسم الله الرحمن الرحيم
حق تعالیٰ کے اس انعام کا شکر کس زبان و قلم سے ادا کیا جائے کہ اس نے اپنے کلام پاک کی تفسیر کی توفیق اس ناکارہ کو عطا فرمائی قرآن پاک کی خدمت میں مشغول کیا۔
اگر ہر موئے من گرد و زبانی
تو رانم بہر یک داستان
نیارم گوہر شکر تو سفین
سر موئے ز احسان تو گفتن
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ میلنا

و مولانا محمد و علی الہ اجمعین
اما بعد! آیت استخلاف اور آیت تمکین کی تفسیر کے بعد آیت قتال مرتدین اور آیت ولایت کی تفسیر برادران اسلامی کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ان دونوں آیتوں کو یک جا کرنے کا سبب یہ ہے کہ قرآن پاک میں یہ دونوں آیتیں مسلسل و متصل ہیں۔ مطلب کی توضیح بغیر دونوں کو ملائے ہوئے نہیں ہوتی۔ علیحدہ کرنے میں بہت سے مضامین مکرر لانا پڑتے ہیں مگر حضرات شیعہ نے چونکہ آیت

بلاشبہ محبت و دوستی کے بڑے بڑے اثرات ہیں۔ محبوب کی ہر چیز کا محبت کی نظر میں محبوب ہو جانا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے جس کا اظہار نبی ﷺ اور صحابہ کی محبت میں بار بار ملاحظہ کیا جاسکتا ہے

آیت ولایت کی تفسیر از روئے مذہب شیعہ اور اس کا جواب باصواب.....

اول صحیح تفسیر دونوں آیتوں کی
باب اول.....

اس باب کے مضامین چار فصلوں پر منقسم ہیں
فصل اول..... آیتوں کے مطلب و مقصد کی تلخیص
اور سیاق و سباق کا ربط۔
فصل دوم:..... الفاظ کی شرح

ولایت سے حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔ اس لیے اسکی بحث کے لیے مستقل باب قائم کیا گیا۔
چوتھی آیت:

آیت قتال مرتدین سورۃ مائدہ (۷) (کوع ۱۱) چھٹا پارہ
ترجمہ:..... ”اے ایمان والو! اگر مرتد ہو جائے گا کوئی تم میں اپنے دین سے تو بہت جلد آمادہ کرے گا اللہ پاک ایک ایسی قوم کو جو اللہ پاک کی محبوب اور محبت ہوگی

سے ہو جائے گا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ ان سے میل رکھتے ہیں ایک نہ ایک روز مرتد ہوں گے لہذا فتنہ ارتداد کی خبر اور اس فتنہ کا علاج جو عالم غیب میں مقدر ہو چکا تھا بیان فرما کر مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔

جب کفار سے دوستی کی ممانعت فرمائی تو یہ بتانا بھی ضروری ہوا کہ پھر دوستی کس سے کریں لہذا آیت انما وليکم الله میں تعلیم فرمایا ہے کہ دوستی خدا سے کرنا چاہیے اور اس کے رسول سے اور ان ایمان والوں سے جو نماز قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جھکنے والے ہوں یعنی اپنی عبادت پر ان کو ناز اور غرور نہ ہو۔ پھر ساتھ ہی اس شبہ کا جواب بھی دے دیا جو وہ کہتے تھے کہ برے وقت میں کفار ہمارے کام آئیں گے فرمایا کہ برا وقت ایمان والوں پر آ ہی نہیں سکتا۔ خدا اور رسول اور مومنین سے دوستی کرنے والے سب پر غالب رہیں گے ان کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا یہ تو آیت قتال مرتدین و آیت ولایت کا ربط سابق کے ساتھ تھا۔

اب سیاق دیکھو ان آیتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِلُوا الَّذِينَ اتَّخَلَوْا دِينَكُمْ هُزُوا الْعِبَادِينَ اتَّخَلَوْا دِينَكُمْ هُزُوا الْعِبَادِينَ﴾ یعنی اے ایمان والو جن یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار نے تمہارے دین کے ساتھ تمسخر کیا ان سے دوستی مت کرو اس کے بعد ان کی شرارتوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اذان کے ساتھ تمسخر کیا پھر ان پر لعنت و غضب کے نازل ہونے کا ذکر ہے کہ ہم نے ان کو سورا اور بندر بنادیا تھا۔ یہی بیان بہت دور تک چلا گیا ہے۔

اختصر..... ان تمام آیتوں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار سے دوستی کی ممانعت اور باہم مسلمانوں میں ایک دوسرے سے الفت و محبت رکھنے کی تاکید ہو رہی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ اس مقصود کے درمیان میں فتنہ ارتداد کا تذکرہ اسی مناسبت کی وجہ سے فرمایا جو اوپر ذکر ہوئی اور فتنہ ارتداد کے تذکرہ میں خلیفہ برحق کو بھی بتلادیا۔

اب آیت قتال مرتدین پر ایک نظر ڈالیں کہ کس طرح خداوند عالم الغیب نے ایک آئندہ آنے والے

ہو جائیں گے۔ خدا نے ان کے قلع و قمع کرنے کے لیے عالم غیب میں یہ تدبیر مقرر کی ہے کہ خاصان خدا کی ایک جماعت ان کے قتال پر منجانب اللہ براہیختہ کی جائے گی اور

تقسیم کر لیا کریں معلوم ہوا کہ اصل مقصد دولت دنیا ہے اس کا جواب خدا کے رسول اللہ ﷺ نے حسب ذیل بھیجا! ”من محمد رسول الله الى مسيلمه“

ان دونوں آیتوں میں اصل مقصود خداوندی کفار اور یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے کی ممانعت اور باہم مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید ہے

وہ ان کی سرکوبی کرے گی۔

کیفیت اس واقعہ کی یوں ہوئی کہ حضور پاک ﷺ کے اخیر زمانہ میں عرب کے تین قبائل مرتد ہو گئے اور ہر قبیلہ میں ایک ایک شخص مدعی نبوت اٹھ کھڑا ہوا اور ان لوگوں نے بڑا فساد برپا کیا۔

اول:..... ذوالخمار۔ اسود عسی جو ایک کاہن اور شعبہ باز شخص تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق حضرت معاذ بن جبل کو حکم بھیجا کہ اس کا قلع و قمع کر دیں چنانچہ ان کے لشکر میں ایک شخص فیروز نے اس کذاب کو جہنم رسید کر دیا اور حضور پاک ﷺ نے بذریعہ وحی الہی خوشخبری

زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہے وارث بنادے اور دار آخرت پر ہیزگاروں کے لیے ہے

بھی مسلمانوں کو سنادی کہ فلاں فیروز یعنی فیروز کامیاب ہو گئے مگر اس کامیابی کی خبر ظاہری طور پر حضرت صدیق کے آغاز عہد خلافت میں بمابہ ربیع الاول آئی اور یہ پہلی خوشخبری فتح کی تھی۔ جس کو سن کر حضرت صدیق خوش ہوئے۔

دوم:..... مسيلمہ کذاب اس نے شہر یمامہ (متعلقات یمین) میں دعوائے نبوت کیا اور اس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ اس نے ایک خط جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں بھیجا جس کی عبارت یہ ہے.....

”من مسيلمه رسول الله الى محمد رسول الله اما بعد فان الارض نصفها لي ونصفها لك“

یعنی ”یہ خط مسيلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول

الكذب اما بعد فان الارض الله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين“ یعنی ”محمد رسول کی طرف سے مسيلمہ کذاب کو معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہے وارث بنادے اور دار آخرت پر ہیزگاروں کے لیے ہے“ اس مسيلمہ کذاب کے متعلق کوئی انتظام آنحضرت ﷺ نہیں کرنے پائے تھے کہ خدا نے اپنے قرب خاص میں آپ کو بلا لیا حضرت صدیق ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں اس مہم کو انجام دیا حضرت خالد بن ولید کو ایک لشکر دے کر روانہ فرمایا اور حضرت وحشی نے اس کذاب کو جہنم میں پہنچایا مسيلمہ کذاب کے متبعین میں بعض لوگ تائب بھی ہوئے۔

سوم:..... طلحہ اسدی۔ اس شخص نے بھی آنحضرت ﷺ کے زمانہ ہی میں دعویٰ نبوت کیا حضرت ابو بکر صدیق ہی نے اس کا بھی قلع و قمع کیا حضرت خالد گو آپ نے اس کی طرف بھیجا اور طلحہ ان کی شمشیر کا فرش کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھا گیا بعد اس کے تائب ہو گیا اور جنگ قادسیہ میں بڑے کارہائے نمایاں کئے مگر وہ شرف جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہونے کا تھا پھر کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد تو یہ فتنہ بہت بڑھ گیا سوا حرمین شریفین اور شہر جواثی کے جو بحرین کے مضافات میں سے ہے اکثر مقامات کے لوگ مرتد ہو گئے اور بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کسی کو زکوٰۃ لینے کا اختیار نہیں ہے۔ ایک طرف تو مسلمانوں پر یہ قیامت کبریٰ کہ رسول رب العالمین ﷺ جن کا منہ دیکھ کر جیتے تھے انہی کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور دوسری طرف یہ آفت کی فتنہ ارتداد اور روز بروز ترقی کر رہا تھا تیسری طرف رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت کہ اسامہؓ کا لشکر بجانب شام مسلمانوں کا انتقام لینے کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق ہی تھے کہ جن کی قوت قلبیہ نے اس وقت رنگ دکھلایا اور کوہ استقامت بن کر ان تمام پریشانیوں کو انہوں نے جھیلا اور چند ہی روز میں

سیدنا ابو بکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کے بعد ایسے کام کیے کہ لوگوں نے انہیں خلیفہ الرسول کہا ان کے بعد پھر کوئی خلیفہ اس نام سے نہیں پکارا گیا

ہولناک واقعہ کی پیش گوئی فرمائی اور اپنے جلال و جبروت کا کس طرح اظہار کیا کہ اے مسلمانو! جو لوگ تم میں سے مرتد

اللہ کی جانب ہے۔ اما بعد از میں آدمی میری آدمی آپ کی“ مطلب یہ کہ ہم آپ مل کر ملک فتح کریں اور باہم نصف

مطلع اسلام پر جو غبار آ گیا تھا اس کو صاف کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس وقت ان مرتدوں سے قتال کا ارادہ فرمایا بعض صحابہ کرامؓ نے بھی اس امر میں ان سے اختلاف کیا بعض لوگ تو یہ کہتے تھے کہ ان سے قتال کرنا ہی نہ چاہیے۔

تھے۔ اس لیے کہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلا کہ میری زندگی میں دین پر آفت آئے اکلوتا بیٹا موجود ہو اور اس کی نظر کے سامنے اس کے باپ کی بڑی محنت و جانفشانی سے جو باغ تیار ہوا تھا وہ کاٹ ڈالا جائے یقیناً حضرت ابو بکر

دوسری قسم:..... ارتداد صوری کہ ظاہر میں لوگوں کے دیکھنے میں ایک شخص مسلمان ہو اس کے بعد دین اسلام سے پھر گیا جہاں کہیں ارتداد کا لفظ بولا جاتا ہے یہی ارتداد صوری مراد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے قلع قمع کرنے کے لیے خاصان خدا کی ایک جماعت ان کے قتال اور سرکوبی کے لیے مقرر فرمائی ہے۔ اس جماعت کے خلیفہ الرسول سیدنا ابو بکر صدیقؓ مقرر ہوئے تھے۔ جنہوں نے مرتدین کے خلاف جہاد کا بیڑا اٹھایا۔

اور بعض کا یہ قول تھا کہ اس وقت مصلحت نہیں ہے۔ یہ وقت اسلام کے لیے نہایت نازک ہے اس وقت تالیف قلب سے کام لینا چاہیے۔ اس طور پر آیت میں جس ملامت کا ذکر ہے وہ ملامت بھی پیش آگئی اور اپنوں کی ملامت بہت زیادہ ناقابل برداشت ہوتی ہے مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا کام پورا کر دیا۔ لا یخالفون لومة لائم کی تصدیق ہوگئی۔

صدیقؓ کا ادعاء اسلام پر ایسا ہی تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کے بعد کام بھی ایسے ہی کئے لوگوں نے انہی کو خلیفہ رسول اللہ کہا ان کے بعد پھر کوئی خلیفہ اس نام سے نہیں پکارا گیا بلکہ خلفائے مابعد امیر المومنین کہے گئے امیر المومنین کا لفظ بطور تواضع کے ایک کم درجہ کا لفظ سمجھ کر حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے لیے تجویز کیا تھا جس کو آج شیعہ طرہ امتیاز سمجھ کر حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

فسوف یأتی اللہ:..... خدا کے لانے کا یہاں بھی وہی مطلب ہے جو آیت استخلاف میں خدا کے خلیفہ بنانے کا بیان ہو چکا۔ یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا اس قوم کو عدم سے وجود میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں لائے گا یا کوئی آواز غیب سے آئے گی کہ یہ لوگ خدا کے لائے ہوئے ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا ان کو اس کام پر آمادہ کرے گا ان کے دل میں ارادہ اس کام کا مضبوطی کے ساتھ قائم کر دے گا۔

اس ملامت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت فاروقی اعظمؓ نے بھی اس سے اختلاف کیا اور نرمی کی صلاح دی جس پر حضرت صدیقؓ نے وہ جلال بھرے الفاظ فرمائے کہ آج ان کو سن کر بدن کانپ جاتا ہے فرمایا..... اجبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام..... اے عمر تم جاہلیت میں تو بڑے تند مزاج تھے اسلام میں ایسے نرم بن گئے اور فرمایا..... الوحی ینقص و انا حی..... دین کامل ہو چکا، وحی الہی بند ہوگئی کیا دین پر زوال آئے اور میں زندہ ہوں یعنی میری زندگی میں دین پر یہ آفت آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ قصہ مشکوٰۃ میں منقول ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس کارنامہ یعنی قتال مرتدین کو انجام کار میں تمام صحابہ نے بڑی عزت کی نظر سے دیکھا حضرت فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ میری تمام عمر کی عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور اپنے ایک دن کی عبادت دے دیں۔ اما لیلة فلیلة الغار و اما یومہ فیوم الردۃ یعنی رات سے مراد شب غار ہے اور دن سے مراد قنہ ارتداد کا دن ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں قسام فی الردۃ مقام الانبیاء یعنی قنہ ارتداد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہ کام کیا جو پیغمبروں کے کرنے کا تھا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کرمناہ فی الابتداء و حمدناہ

یحہم و یحبونہ:..... یہ ویسا ہی ہے جیسے سورۃ فتح میں فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینہم مسلمانوں سے نرمی و محبت کرنے کو یہاں اذلة کے لفظ سے تعبیر فرمایا وہاں رحماء کے لفظ سے کفار پر سختی کرنے کو یہاں اعزۃ کے لفظ سے بیان فرمایا وہاں اشداء کے لفظ سے ذلک فضل اللہ جس قوم کا اوپر بیان ہوا اس کے اوصاف کی غیر معمولی عظمت اس کلمہ میں بیان فرمائی گئی ہے اور یہ کہ اس منصب پر اس قوم کا تقرر خدا کی بخشش ہے۔

راقم سطور کہتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس کلام کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایک عجیب بات اس میں نظر

خدا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے نہ کسی خاندان کی تخصیص ہے نہ کسی شخص کی۔ اور خدا کے یہاں کچھ کی نہیں ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون شخص کس انعام کا مستحق ہے اس کلمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قتال مرتدین کوئی معمولی غزوہ نہیں ہے اس کی بڑی شان ہے حضرت شیخ ولی اللہ

بر وقت ایمان والوں پر آ ہی نہیں سکتا۔ خدا رسول اور مومنین (صحابہؓ) سے دوستی کرنے والے اسلام دشمن طاقتوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے ان کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا

آتی ہے غور سے دیکھو یہ الفاظ کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے کیسا کلمہ ہے اور اس کلمہ کے کہنے کا کس کو حق ہو سکتا ہے کوئی شخص مر جائے اور اس کا صرف ایک اکلوتا بیٹا ہو وہ بے شک کہہ سکتا ہے کہ میری زندگی میں اور میرے باپ کا مال لٹ جائے لیکن اگر کسی شخص کے متعدد اولاد ہوں تو ان میں سے کوئی ایک اس کلمہ کو نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی میں میرے باپ کا مال لے اگر کہہ گا تو یوں کہے گا کہ ہم لوگوں کی زندگی میں۔

علی الانہاء یعنی ہم لوگوں نے ابتداء تو قتال مرتدین کو ناپسند کیا تھا مگر انجام دیکھ کر پھر ہم سب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے شکر گزار ہوئے۔

فصل دوم

من یوقد:..... ارتداد کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی یعنی واقعی طور پر کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد دین اسلام سے پھر جائے یہ ناممکن اور محال ہے چنانچہ دوسری آیتوں میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

محدث دہلوی اس آیت کے متعلق ازالة الخفاء میں فرماتے ہیں۔ از اینجا معلوم می شود کہ قتال مرتدین تلوغزوہ بدر وحدیبیہ بود و نمونہ از شاہد۔ عظیمۃ القدر ولیکم۔ ولی بمعنی دوست مددگار راکعون:..... رکوع کے معنی لعنت میں جھکنا عاجزی کرنا اور اصلاح شریعت میں نماز کے ایک رکن خاص کو کہتے ہیں یہاں وہی لغوی معنی مراد ہیں۔ (جاری ہے)

یہ کلمہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا تاراج ہے کہ رسول خدا ﷺ کے حقیقی وارث آپ کے اکلوتے اور روحانی فرزند وہی ایک

تبصرہ کتاب

اچھی کتابیں کسی بھی معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جب تک کسی کتاب کا تعارف نہ ہو اس وقت مارکیٹ میں اس کی موثر ترسیل ممکن نہیں ہو سکتی۔ ہم نظام خلافت راشدہ کے ان صفحات میں نئی کتابوں کا تعارفی سلسلہ ”تبصرہ کتب“ کے نام سے شروع کر رہے ہیں۔ جو مصنفین اپنی کتابوں کا تعارف کروانا چاہتے ہیں وہ کتابیں روانہ فرمائیں۔

اگر کوئی مصنف اپنی کتاب کا خود تعارف لکھ کر بھیج دے گا۔ وہ بھی ہم شائع کر سکتے ہیں۔

تبصرہ کے لئے 2 عدد کتابیں آنی ضروری ہیں کتابیں بھیجنے کے لئے پتہ
انچارج تبصرہ کتب

نظام خلافت راشدہ
بخاری چوک قاسم بازار سمندری
فیصل آباد پاکستان
0306-7810468

قائد اہلسنت کے بیٹے مولانا لطف اللہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے بیٹے مولانا لطف اللہ کی شادی خانہ آبادی اپریل کے وسط میں انجام پذیر ہوئی۔ ولیمہ کے موقع پر گورنمنٹ سکول جھنگ میں بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق، سمیت تمام قائدین ٹیلی ویژن کے ایئرکڑ میشر لقمان، ڈاکٹر شاہد مسعود کے ساتھ ساتھ اہلسنت والجماعت کے مرکزی قائد خلیفہ عبدالقیوم، مولانا اورنگ زیب فاروقی، مولانا مسعود الرحمن عثمانی، مولانا عبدالغنی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا مسرور نواز جھنگوی، مولانا ریحان محمود ضیاء سمیت ملک بھر سے ضلعی و صوبائی راہنما اور کارکن جھنگ کے سابق ناظمین، حاجی منیر احمد اور ملک منیر احمد سمیت تمام پوینتیز کے کونسلرز اور ناظمین کے علاوہ اہلسنت والجماعت جھنگ کے ضلعی راہنما مولانا عبدالغفور جھنگوی اور تمام پوینٹوں کے قائدین اور کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مولانا محمد عالم طارق کے برادر نسبتی عبدالرزاق شہید ہو گئے۔

گزشتہ ماہ مولانا محمد اعظم طارق شہید کے کزن اور مولانا محمد عالم طارق کے برادر نسبتی رانا عبدالرزاق کو دہشت گردوں نے قاتل کر کے شہید کر دیا ان للہ وانا الیہ راجعون خداوند کریم سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازیں۔ ادارہ مولانا محمد عالم طارق اور لواحقین کے ساتھ اس سانحہ عظیم میں برابر کا شریک ہے۔

دنیا بھر میں امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خاتمے اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کے بنیادی اصول

خلافت کے عالمی نصب العین کی دعوت

المعروف
خلافت
ورلڈ آرڈر

یہ کتاب 14 سال قبل اسیری کے دوران کوٹ لکھپت جیل لاہور میں تحریر کی گئی تھی اس وقت لکھی گئی باتیں آج تک ثابت ہو رہی ہیں

ناشر

ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد
Ph: 041-3420396

کتاب چھپ چکی ہے
آج ہی اپنے قریبی بکسٹال یا
سے طلب فرمائیں

- 50 سال مسلمانوں کی کیفیت غلامی
- عالمی چابی سے بچنے کا اصول
- دنیا بھر کے مسلمان ہمارا ملک کی سیاسی و دفاعی حالت
- مسلمانوں کے قدرتی وسائل اور عالمی اثرات
- امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر۔ اس کی حیثیت
- پوری دنیا کی اسلامی امریکی کوشش
- مسلمانوں کی قیادت اور جدید چیلنجز کا جواب
- خلافت ورلڈ آرڈر اور ماضی کا حقیقی خلافت
- اب مخالفت ختم ہونی چاہیے
- امریکی نیو ورلڈ آرڈر اور نیپوٹی منصوبہ
- دنیا بھر کے مسلمانوں کی مطلوبیت
- براعظم ایشیا و افریقہ میں ہجر کی بالادستی
- دنیا بھر میں مذہبی انقلاب کا آغاز کیسے ہوگا؟
- عزیمت اور رخصت کی قیمت اور اسلام کی توجہ

امیر عزیمت حضرت مولانا

حق نواز جھنگوی شہید

کے سوانح و افکار اور مشن سے مکمل آگاہی کے لئے

نظام خلافت راشدہ

خصوصی شمارہ نمبر 1

جلد 2 کا مطالعہ فرمائیں

ہدیہ 35 روپے

سناک میں دستیاب ہے

041-3420396

فاروق پبلی کیشنز قاسم بازار بخاری چوک سمندری

منجانب

مئی 2012ء

10

نظام خلافت راشدہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اولیت کا طغرائے شرف و امتیاز صرف اسی ذات گرامی کے لئے مخصوص ہے۔

محققین نے ان مختلف احادیث و آثار میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ عورتوں میں ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہؓ، بچوں میں حضرت سیدنا علیؓ، غلاموں میں حضرت

آنحضرت ﷺ کے ساتھ بچپن ہی سے ان کو خاص انس، خلوص اور آپ ﷺ کے حلقہ احباب میں داخل تھے۔ اکثر تجارت کے سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کو جب خلعت نبوت عطا ہوا اور

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ قریش میں اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی تھے۔ آپؓ کے والد ماجد کا اسم گرامی اسلام لانے سے پہلے ثغامہ اور اسلام لانے کے بعد عثمانؓ اور کنیت ابو قحافہ تھی جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو تیم کے ایک بہت بڑے آدمی تھے۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سلمیٰ اور کنیت ام الخیر تھا۔ آپؓ کا خاندان عرب کا بہت مشہور خاندان ہے اور حضور پاک ﷺ کے گھرانے کے بعد تمام عرب میں سب سے زیادہ شریف اور بڑا خاندان سمجھا جاتا ہے۔

پدری نسب سیدنا عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن جحلی قریشی ہے۔

مادری نسب سیدنا عبداللہ بن سیدہ سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن تیمیہ قریشیہ۔

اسم مبارک قبل اسلام عبدالکعبہ، بعد اسلام عبداللہ، کنیت ابوبکر، صدیق اور عتیق لقب تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دوسرے سال بمطابق ۵۷۳ء یعنی ہجرت نبویؐ سے ۵۱ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ اسلام سے قبل ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانت، راستبازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا اہل مکہ انکو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔ ایام جاہلیت میں خوں بہا کا مال

سیدنا صدیق اکبرؓ کا آئینہ دل پہلے سے صاف تھا فقط خورشید حقیقت کی عکس افگنی کی ضرورت تھی آنحضور ﷺ کی صحبتوں کے تجربوں نے نبوت کے خدو خال اس طرح واضح کر دیئے تھے کہ بعثت کے ساتھ ہی نور ایمان سے منور ہو گئے۔ اور پہلے مسلمان مرد کا اعزاز حاصل کر لیا۔

سیدنا زید بن حارثہ اور آزاد اور بالغ مردوں میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سب سے اول مومن ہیں۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۱۳۰)
حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دین حنیف کی آپ کی دعوت پر سیدنا عثمان بن عفانؓ، سیدنا زبیر بن العوامؓ، سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ، سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ، سیدنا طلحہ بن عبید اللہ جو معدن اسلام کے سب سے تاباں و درخشاں جواہر ہیں مشرف بہ سلام ہوئے۔ سیدنا عثمان بن مظعونؓ، سیدنا ابوعبیدہؓ، سیدنا ابوسلمہؓ اور سیدنا خالد بن سعید بن العاصؓ بھی آپ ہی کی ہدایت سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جو آسمان اسلام کے اختر ہائے تاباں ہیں لیکن ان ستاروں کا مرکز شمس سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہی کی ذات تھی۔

اعلانیہ دعوت کے علاوہ ان کا مخفی روحانی اثر بھی سعید روحوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا تھا۔ چنانچہ اپنے مہمن خانہ میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی۔ اور اس میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ لوگ آپ کے گریہ و بکا کو دیکھ کر جمع ہو جاتے اور اس پر اثر منظر سے نہایت متاثر ہوتے۔

آپ ﷺ نے مخفی طور پر احباب، مخلصین اور محرمان راز کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا تو مردوں میں سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ بعض ارباب سیر نے ان کے قبول اسلام کے متعلق بہت طویل قہقہے نقل کئے ہیں لیکن یہ سب حقیقت سے دور ہیں۔ اصل یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا آئینہ دل پہلے سے صاف تھا۔ فقط خورشید حقیقت کی عکس افگنی کی دیر تھی۔ گزشتہ صحبتوں کے تجربوں نے نبوت کے خدو خال کو اس طرح واضح کر دیا تھا کہ معرفت حق کے لئے کوئی انتظار باقی نہ رہا۔ البتہ ان کے اول مسلمان ہونے میں بعض مورخین اور اہل آثار نے کلام کیا ہے۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہؓ کا اسلام سب سے مقدم

ہجرت مدینہ میں صدیق اکبرؓ آنحضور ﷺ کے ہمراہ تھے ان کا پہلا پڑاؤ غازیور تھا جہاں خداوند کریم کی طرف سے ”ثانی اشین“ کا منفرد اعزاز حاصل ہوا

ہے۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اولیت کا فخر حاصل ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت سیدنا زید بن حارثہؓ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے اخبار و آثار بھی بکثرت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

آپ ہی کے ہاں جمع ہوتا تھا۔ اگر کبھی کسی دوسرے شخص کے یہاں جمع ہوتا تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکرؓ کو ایام جاہلیت میں بھی شراب سے ویسی ہی نفرت تھی جیسی زمانہ اسلام میں۔ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ شراب نوشی میں نقصان آبرو ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بحث کے بعد کفار کی ایذا رسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ و دعوت کا سلسلہ جاری رکھا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اس بے بسی کی زندگی میں جان، مال، رائے و مشورہ غرض ہر حیثیت سے

نے جلدی جلدی رخت سفر درست کیا، سیدہ اسماءؓ کو توشہ دان باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو انہوں نے اپنا کمر بند پھاڑ کر باندھا اور دربار نبوت سے ”ذات الطاقین“ کا خطاب پایا۔

مکہ کی چراگاہ میں بکریاں چرائیں اور رات کے وقت غار کے پاس لے آئیں۔ چنانچہ صبح کے وقت جب سیدنا عبداللہؓ واپس آتے تو سیدنا عامر بن فہرہؓ ان کے نشان قدم پر بکریاں لاتے تاکہ

ابتدائی مسلمانوں میں غلاموں اور لونڈیوں کی تعداد زیادہ تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے بچہ ظلم سے اذیتوں میں مبتلا تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مظلوم بندگان تو حید کو ان کے جفا کار مالکوں سے خرید کر آزاد کرنے کا سب سے پہلے سلسلہ شروع کیا

آپ ﷺ کے دست و بازو اور رنج و راحت میں شریک رہے۔ آنحضرت ﷺ روزانہ صبح و شام سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی۔ قبائل عرب اور عام مجعوں میں تبلیغ و ہدایت کے لئے جاتے تو یہ بھی ہمرکاب ہوتے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے پہلے ہی سے دو اونٹ تیار کر لئے تھے۔ ایک آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک پر خود سوار ہوئے، اسی طرح بنی مہدیہؓ و صدیقؓ کا مختصر قافلہ شب جمعہ ۲۷ صفر ۱۲ نبویؐ (مطابق ۱ھ) راہی مدینہ ہوا۔

نشان مٹ جائے اور کسی کو شبہ نہ ہو، رات کے وقت انہی بکریوں کا تازہ دودھ غذا کے کام آتا، غرض تین دن اور تین راتیں اسی حالت میں بسر ہوئیں اور یہ تمام کارروائی اس احتیاط سے عمل میں آتی تھی کہ قریش کو ذرا بھی شبہ نہ ہو۔ اس عرصہ میں کفار بھی اپنی کوششوں سے غافل نہ

مکہ مکرمہ میں ابتداء جن لوگوں نے داعی توحید کو لبیک کہا ان میں کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے بچہ ظلم و ستم میں گرفتار ہونے کے باعث طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مظلوم بندگان تو حید کو ان کے جفا کار مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔ چنانچہ سیدنا بلال حبشیؓ، عامر بن فہرہؓ، نذیرہؓ، نہدیہؓ، جاریہؓ، بنی مولؓ اور بنت نہدیہ وغیرہ نے اسی صدیقی جو دو کرم کے ذریعہ سے نجات پائی۔

اس قافلہ کی پہلی منزل غار ثور تھی، سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے غار میں پہلے داخل ہو کر اس کو درست کیا، جو سوراخ اور بھٹ نظر آئے ان کو بند کیا، پھر آنحضرت ﷺ سے اندر تشریف لانے کے لئے عرض کی، آپ ﷺ اس غار میں داخل ہوئے اور اپنے رفیق و موئس کے زانو پر سر مبارک رکھ کر مشغول استراحت ہو گئے۔

تھے جس روز آنحضرت ﷺ نے ہجرت فرمائی اسی روز قریش کی مجلس سے آپ ﷺ کے قتل کا فتویٰ صادر ہو چکا تھا اور تمام ضروری تدبیریں عمل میں آچکی تھیں، چنانچہ ابوجہل (عمرو بن ہشام) وغیرہ نے اس روز رات بھر کا شانہ اقدس کا محاصرہ کیے رکھا لیکن جب وقت معین پر خواب گاہ میں داخل ہوئے تو وہ گوہر مقصود سے خالی تھا، وہاں سے یہ لوگ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دولت کدہ پر گئے اور سیدہ اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ سے ان کے والد کا دریافت کیا۔ انہوں نے لاعلمی ظاہر کی تو ابوجہل نے غضبناک ہو کر زور سے ایک طمانچہ مارا۔ قریش اپنی ناکامی پر سخت برہم ہوئے، اسی وقت اعلان کیا گیا کہ جو شخص محمد ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو ۱۰۰ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے، چنانچہ متعدد بہادروں نے مذہبی جوش اور انعام کی طمع میں آپ ﷺ کی تلاش شروع کی، مکہ کے اطراف میں کوئی آبادی، ویرانہ، جنگل اور پہاڑ یا سنان میدان ایسا نہ ہوگا جس کا جائزہ نہ لیا گیا ہو، یہاں تک کہ ایک جماعت غار کے پاس پہنچی، اس وقت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو نہایت اضطراب ہوا اور حزن و یاس کے عالم میں بولے ”اگر وہ ذرا بھی نیچے کی طرف نگاہ کریں گے تو ہم دیکھ لئے جائیں گے۔“

کفار و مشرکین کا دست ستم زیادہ ہوتا گیا تو آپؐ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر ہجرت حبشہ کا قصد کیا اور روانہ ہوئے لیکن ابھی مقام برک العما میں پہنچے تو ابن الدغنے رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی تو ابن الدغنے آپؐ کو واپس مکہ مکرمہ میں واپس لے آئے۔ ابن الدغنے نے قریش میں پھر کراعلان کر دیا کہ آج سے ابوبکرؓ میری امان میں ہیں۔ سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ عموماً صبح و شام سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک روز منہ کو چھپائے ہوئے خلاف معمول تشریف لائے، اور فرمایا کہ کوئی ہو تو ہٹادو۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ گھر والوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ہر ایسی کی تمنا ظاہر کی، ارشاد ہوا ہاں تیار ہو جاؤ، وہ تو چار مہینے سے اسی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے فوراً تیار ہو گئے ام المؤمنین سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ اسماءؓ

اتفاقاً اسی حالت میں ایک سوراخ سے جو بند ہونے سے رہ گیا تھا ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا، لیکن اس خادم جان نثار نے اپنے آقا کی راحت میں غلغلہ انداز ہونا گوارہ نہ کیا اور خود اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس پر پاؤں رکھ دیا۔ سانپ نے کاٹ لیا زہر اثر کرنے لگا درد و کرب کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن اس وفا شعار رفیق نے اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ اس سے خواب راحت میں غلغلہ اندازی ہوگی۔ اتفاقاً آنسو کا ایک قطرہ ڈھلک کر آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور پر پڑا جس سے حضور ﷺ بیدار ہو گئے اور اپنے مخلص، غمگسار کو بے چین دیکھ کر فرمایا ابوبکر کیا ہے؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، سانپ نے کاٹ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی وقت اس مقام پر اپنا العاب و ہن لگا دیا، اس تریاق سے زہر کا اثر دور ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے صاحبزادے سیدنا عبداللہؓ کو ہدایت کردی تھی کہ دن کو مکہ مکرمہ میں جو واقعات پیش آئیں رات کو ہمارے پاس آ کر ان کی اطلاع کرتے رہنا، اسی طرح اپنے غلام سیدنا عامر بن فہرہؓ کو حکم دیا تھا کہ

مدینہ پہنچ کر سیدنا صدیق اکبرؓ اتنے بیمار ہوئے کہ مرض الموت تک پہنچ گئے سیدہ عائشہؓ نے دعا فرمائی جس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ تندرست ہو گئے

نے کاٹ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی وقت اس مقام پر اپنا العاب و ہن لگا دیا، اس تریاق سے زہر کا اثر دور ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے صاحبزادے سیدنا عبداللہؓ کو ہدایت کردی تھی کہ دن کو مکہ مکرمہ میں جو واقعات پیش آئیں رات کو ہمارے پاس آ کر ان کی اطلاع کرتے رہنا، اسی طرح اپنے غلام سیدنا عامر بن فہرہؓ کو حکم دیا تھا کہ

سے۔ آنحضرت ﷺ نے آپؐ کو تشفی دی اور فرمایا مایوس و غمزدہ نہ ہوں، ہم صرف دو نہیں ہیں ایک تیسرا (یعنی خدا) بھی ہمارے ساتھ ہے۔ اس تشفی آمیز فقرہ سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو اطمینان ہو گیا اور ان کا مضطرب دل امداد غیبی کی تلقین پر لازوال جرأت و استقلال سے مملو ہو گیا، خدا کی قدرت کہ کفار جو تلاش کرتے ہوئے اس غارت تک پہنچے تھے،

ان کو مطلق محسوس نہ ہوا کہ ان کا گوہر مقصود اسی کان میں پنہاں ہے اور وہ ناکام واپس چلے گئے۔

چوتھے روز یعنی پیر یکم۔ ربیع الاول ۱۲ نبوی کو یہ کارواں آگے روانہ ہوا، اب اس میں بجائے دو کے چار آدمی تھے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرؓ کو راستہ کی خدمات کے لئے پیچھے بٹھالیا ہے، عبدالبن اسبط آگے آگے راستہ بتاتا جاتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ مہبط وحی والہام کی حفاظت کے لئے کبھی آگے بڑھ جاتے ہیں اور کبھی پیچھے ہو جاتے ہیں، اسی اثنا میں سراقہ بن جشم قریش کا ہرکارہ گھوڑا اڑاتا ہوا قریب پہنچ گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خوف زدہ ہو کر کہا ”یا رسول اللہ! یہ سوار قریب پہنچ گیا۔“

ارشاد ہوا غمگین نہ ہو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ بارگاہ رب العالمین میں دعا کی، اس کا اثر یہ ہوا کہ سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں ڈھنس گئے، اتر کر پانسہ پھینک کر قال ٹکالی جواب آیا کہ اس تعاقب سے دستبردار ہو جاؤ، نہ مانا پھر آگے بڑھا۔ پھر وہی واقعہ پیش آیا، مجبور ہو کر امان طلب کی اور واپس آ گیا۔

اسی طرح یہ مختصر قافلہ دشمنوں کی گھاٹیوں سے بچتا ہوا پیر ۸۔ ربیع الاول ۱۲ نبوی (مطابق ۱۱ھ) کو قبا میں پہنچا، یہاں آپ حضرات نے تین دن قیام فرمایا اس دوران سیدنا علی المرتضیٰؓ بھی مکہ مکرمہ سے تشریف لے آئے اور انہی ایام میں یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت سرور کائنات ﷺ قبا میں چند روز مقیم رہ کر جمعہ المبارک ۱۲۔ ربیع الاول ۱۲ نبوی مدینہ منورہ تشریف لائے اور سیدنا ابوالیوب انصاریؓ کے ہاں مہمان ہوئے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی ساتھ آئے اور سیدنا خارجہؓ بن زید ابن ابی زہیر کے مکان میں فردکش ہوئے، کچھ عرصہ کے بعد آپ کے اہل و عیال بھی سیدنا طلحہؓ کے

ہر آدمی اس حالت میں اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے کہ موت جوتے کے تسمہ کے بھی قریب تر ہوتی ہے۔

سیدہ امی عائشہؓ یہ حال دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کیفیت عرض کی، رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

”اے خدا تو مکہ کی طرح یا اس سے بھی

مسجد نبوی کی جگہ خریدنے کے لیے
رقم سیدنا ابوبکرؓ نے ادا فرمائی اور اس
کی تعمیر میں بھی بطور مزدور کام کیا۔

زیادہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر، اسکو پیاریوں سے پاک فرما، اسکے صاع اور مد میں برکت دے اور اسکے (وبائی) بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔“

دعا مقبول ہوئی سیدنا ابوبکر صدیقؓ بستر مرض سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ کی ہوا مہاجرین کے لئے مکہ سے بھی زیادہ خوش آئند ہو گئی۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مہاجرین و انصار کی باہمی اجنبیت و بیگانگی دور کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرا دیا۔ اس مواخات میں طرفین کے اعزاز و مرتبہ کا خاص طور پر لحاظ کیا گیا، چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی مواخات سیدنا خارجہؓ بن زید بن ابی زہیر بن مالک امرأ القیس بن مالک اغرعلہ بن کعب بن خزرج بن حارث خزرج انصاری خزرجی (سیدنا خارجہ بن زید سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے سر تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے) سے قائم کی گئی جو مدینہ منورہ میں معزز شخصیت تھے۔

مدینہ منورہ اسلام کے لئے آزادی کی سرزمین تھی،

قییموں کا مال لینا پسند نہ فرمایا اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے اس کی قیمت دلوادی۔

اس طرح مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد بھی سب سے پہلے صدیق اکبرؓ ہی کے اہر کرم نے اسلام کے لئے جو دوسخا کی بارش کی قیمت ادا کرنے کے علاوہ یہ پیر مرد اس کی تعمیر میں بھی نوجوانوں کے دوش بدوش سرگرم کار رہا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے ساتھ بنفس نفیس تمام غزوات میں شریک رہے ان کے علاوہ دوسرے بھی آپ کی امارت میں ہوئے، سریہ ام قرفہ رمضان ۶ھ اور دوسرا سریہ بنو کلاب ۷ھ میں ہوا۔

سنہ ۹ھ میں آنحضرت ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو امارت حج کے منصب پر مامور فرمایا اور ہدایت کی کہ منیٰ کے عظیم الشان اجتماع میں اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ چونکہ سورۃ برأت اسی زمانہ میں نازل ہوئی تھی اور سیدنا علی المرتضیٰؓ حج کے موقع پر اس کو سنانے کے لئے بھیجے گئے تھے اس لئے بعضوں کو یہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ امارت حج کی خدمت بھی سیدنا ابوبکرؓ سے لے کر سیدنا علی المرتضیٰؓ ہی کو تفویض کی گئی تھی۔ لیکن یہ شدید غلطی ہے کیونکہ یہ دو مختلف خدمتیں تھیں، چنانچہ خود سیدنا علی المرتضیٰؓ کی ایک روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ اس شرف کے تہما مالک تھے۔

یکم ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۲۳ مئی ۶۳۲ء (بقول سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہ آپ ﷺ یوم عرفہ سے ۸۱ دن بعد دنیا سے رخصت فرما گئے تھے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر مسکرائے تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اس خیال سے کہ شاید آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف

9 ہجری کو حضور ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو امارت حج کا اعزاز بخشے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ منیٰ میں اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے۔

لائیں گے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن اشارہ سے حکم ہوا کہ نماز پوری کرو اور پھر پردہ گرا دیا

چونکہ اس روز بظاہر آنحضرت ﷺ کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا اس لئے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نماز کے بعد اجازت لے کر مقام سخ کو جہاں ان کی زوجہ محترمہ سیدہ حبیبہ بنت خارجہؓ رہتی تھیں تشریف لے گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سخ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کا وصال

فرزندان توحید جو کفار کے خوف سے ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے آہستہ آہستہ اس مرکز پر جمع ہونے لگے اور اب آزادی اجتماع کے ساتھ معبود حقیقی کی پرستش کا موقع حاصل ہوا۔

اس بناء پر رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے تعمیر مسجد کا خیال پیدا ہوا، اس کے لئے جو زمین منتخب ہوئی وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی، گوان کے اولیاء و اقرباء بلا قیمت پیش کرنے پر مصر تھے، تاہم رحمت اللعالمین ﷺ نے

ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے، لیکن مدینہ منورہ کی آب و ہوا مہاجرین کے لئے نہایت ناموافق ہوئی۔ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیقؓ ایسے شدید بخار میں مبتلا ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ایک دفعہ سیدہ امی عائشہؓ نے حال پوچھا تو اس وقت یہ شعر در زبان تھا۔

کل امرء مصبح فی اہلہ
والموت ادنیٰ من شراک نعلم

ہو چکا تھا اور مسجد کے دروازہ پر ایک ہنگامہ برپا تھا، لیکن وہ کسی سے کچھ نہ بولے اور سیدھے سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے محبوب آقا کے نورانی چہرہ سے نقاب اٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور رو کر کہا: ”میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا کی قسم! آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی، وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ چکھ چکے اس کے بعد اب پھر کبھی موت نہ آئے گی۔“ پھر چادر ڈال کر باہر تشریف لائے، سیدنا عمر بن

درحقیقت تمام عرب قریش کے سوا کسی کی حکومت تسلیم ہی نہیں کر سکتا پھر مہاجرین اپنے تقدیم اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے خاندانی تعلقات کے باعث نسبتاً آپ سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں یہ دیکھو ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور عمر بن الخطابؓ موجود ہیں ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو۔ لیکن سیدنا عمر بن الخطابؓ نے پیش دستی کر کے خود سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور کہا: ”نہیں بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ

زارہ اور اس کے اطراف کو زیر نگین کر کے اس قدر مال غنیمت مدینہ روانہ کیا کہ خلیفہ اول نے اس میں سے مدینہ منورہ کے ہر خاص و عام مرد، عورت، شریف و غلام کو ایک ایک دینار تقسیم فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو ابھی صرف سو دو برس ہوئے تھے اور اس قلیل عرصہ میں مدعیان نبوت، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے بعد فتوحات کی ابتداء ہی ہوئی تھی کہ پیام اجل پہنچ گیا۔ سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن جب کہ موسم نہایت سرد و خشک تھا،

آنحضور ﷺ کی وفات کے موقع پر صدیق اکبرؓ کی تقریر ایسی دلنشین تھی کہ اس پریشانی کے عالم میں ہر ایک کا دل مطمئن ہو گیا۔ خصوصاً جو آیت تلاوت فرمائی ایسی بر موقع تھی کہ اسی وقت زبان زد عام ہو گئی۔

الخطابؓ جوش و ارغی میں تقریر کر رہے تھے اور قسم کھا کھا کر رسول اللہ ﷺ کے انتقال فرمانے سے انکار کر رہے تھے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا ”عمر اتم بیٹھ جاؤ“ لیکن انہوں نے وارفتگی میں کچھ خیال نہ کیا، تو آپ نے الگ کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی اور تمام مجمع آپ کی طرف جھک پڑا، آپؓ نے فرمایا:-

اما بعد فمن كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت قال الله تعالى وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل. (الاية)

”اگر لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے تھے تو بیشک وفات پا چکے ہیں اور اگر خدا کو پوجتے تھے تو بیشک وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا اس سے قبل بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اور محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں۔“

یہ تقریر ایسی دل نشین تھی کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہو گیا خصوصاً جو آیت آپؓ نے تلاوت فرمائی وہ ایسی باموقع تھی کہ اسی وقت زبان زد خاص و عام ہو گئی۔ سیدنا عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم لوگوں کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت پہلے نازل ہی نہیں ہوئی تھی۔

آپ ﷺ کے وصال کی خبر مشہور ہوتے ہی منافقین کی سازش سے مدینہ میں خلافت کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا، مختلف قبائل نے خلافت کے لئے اپنے اپنے امیر کا انتخاب کرنا شروع کیا تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے یہ جوش و خروش دیکھا تو نرمی و آشتی کے ساتھ انصار کے فضائل و محاسن کا اعتراف کر کے فرمایا:-

”صاحبو! مجھے آپ کے محاسن سے انکار نہیں لیکن

ہمارے سردار اور ہم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کے بعد دوسرے دن بروز بدھ ۳۔ بیچ الاولیاء کو تمام مسلمانوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو مسند آرائے خلافت ہوتے ہی اپنے سامنے صعوبات، مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا جن میں (۱) اسامہ بن زیدؓ والی مہم (۲) مدعیان نبوت کا قلع قمع (۳) مرتدین کی سرکوبی (۴) منکرین زکوٰۃ کی تنبیہ (۵) جمع و ترتیب قرآن مجید ایک غلط فہمی کا ازالہ، کلام پاک کی آیتیں اور سورتیں عبد نبوت میں مرتب ہو چکی تھیں، سیدنا ابوبکرؓ نے قرآن مجید کے متفرق اجزاء کو صرف ایک کتاب کی صورت میں جمع کرایا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں مختلف علاقوں میں مہم روانہ کی اور فتح سے ہم کنار ہوئے۔ آپؓ کے دور خلافت میں جو فتوحات ہوئیں ان میں مہم عراق، حملہ شام

قرآن مجید کی آیتیں اور سورتیں عہد نبوت میں مرتب ہو چکی تھیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے تمام اجزاء کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروا دیا

ان کے علاوہ سیدنا عثمان بن ابی العاصؓ ثقفیؓ کو توج روانہ کیا گیا۔ انہوں نے توج، مکران اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو زیر نگین کر کے اسلامی مملکت میں شامل کر لیا، اسی طرح سیدنا علاء بن حضرمیؓ زارہ پر مامور ہوئے انہوں نے

آپؓ نے غسل فرمایا، غسل کے بعد بخارا گیا اور مسلسل پندرہ دن تک شدت کے ساتھ قائم رہا۔ اس اثناء میں مسجد میں تشریف لانے سے بھی معذور ہو گئے، چنانچہ آپؓ کے حکم سے سیدنا عمرؓ گامت کی خدمت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد نے تجہیز و تکفین کے متعلق فرمایا کہ اس وقت جو کپڑا بدن پر ہے اسی کو دھو کر دوسرے کپڑوں کے ساتھ کفن دینا۔ سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی کہ یہ تو پرانا ہے۔ کفن کے لئے نیا ہونا چاہیئے، فرمایا ”زندے مردوں کی بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں میرے لئے یہی پھٹا پرانا کافی ہے۔“ اس کے بعد پوچھا آج دن کون سا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا پیر پھر پوچھا رسول اللہ ﷺ کا وصال کس روز ہوا تھا؟ کہا گیا کہ پیر کے روز فرمایا تو پھر میری آرزو ہے کہ آج ہی رات تک اس عالم فانی سے رحلت کر جاؤں۔ چنانچہ یہ آخری آرزو بھی پوری ہوئی یعنی پیر کا دن ختم کر کے منگل کی رات کو ۱۳ سال کی عمر مبارک میں ۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۲/ اگست ۶۳۲ء کو رہ گزین عالم جاوداں ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

وصیت کے مطابق رات ہی کے وقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی سیدنا عثمان غنیؓ، آپؓ کے داماد سیدنا طلحہؓ، سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ نے قبر میں اتارا اور اس طرح سرور کائنات ﷺ کا رفیق زندگی آپؓ کے پہلو میں مدفون ہو کر دائمی رفاقت کے لئے جنت میں پہنچ گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی زندگی عظیم الشان کارناموں

سے لبریز ہے، خصوصاً انہوں نے سواد و برس کی قلیل مدت خلافت میں اپنے مساعی جلیلہ کے جولا زوال نقش و نگار چھوڑے وہ قیامت تک محو نہیں ہو سکتے۔ ان میں کارنامہائے زندگی درج ذیل ہیں:-

- (۱) نظام خلافت (۲) ملکی نظم و نسق (۳) حکام کی نگرانی (۴) تعزیر و حدود (۵) مالی انتظامات (۶) فوجی نظام (۷) فوج کی اخلاقی تربیت (۸) سامان جنگ کی فراہمی (۹) فوجی چھاؤنیوں کا معائنہ (۱۰) بدعات کا سد باب (۱۱) خدمت حدیث (۱۲) محکمہ افتاء (۱۳) اشاعت اسلام (۱۴)

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نہایت نحیف و لاغر اندام تھے۔ چہرہ کم گوشت اور رنگ گندم گوں تھا، پیشانی بلند و فراخ اور آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، بالوں میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مختلف اوقات میں چار نکاح کئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

- (۱) سیدہ ام رومان (زینب) بنت عامر بن عویر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ کنانیہ۔

آپؐ نے اپنے عہد خلافت میں مختلف فتنوں کی سرکوبی کے ساتھ فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا جس سے اہل عرب کے بہت سے اہم علاقے اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایفائے عہد (۱۵) رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت اور متعلقین کا خیال (۱۶) ذی رحایا کے حقوق۔

سلسلہ احادیث میں دوسرے صحابہ کرامؓ کی نسبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے مرفوع احادیث بہت کم مروی ہیں، آپؓ کی کل روایتوں کی تعداد ۱۴۲ ہے جو صحاح ستہ اور دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے گو کسی مکتب میں باقاعدہ زانوئے تلمذتہ نہیں کیا تھا تاہم فطری جودت لہجہ اور دربار نبوت کی حاشیہ نشینی سے آسمان فضل و کمال پر مہر درخشاں ہو کر چمکے۔ فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے تھے، ابتداء میں شاعری کا ذوق بھی تھا، لیکن اسلام کے بعد ترک کر دیا تھا کبھی کبھی جذبات و خیالات خود بخود نظم و موزوں کے قالب میں ڈھل جاتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا امام حسینؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، رسول اللہ ﷺ کی یاد تازہ ہو گئی، بے اختیار ان کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا.....

وہابی شیعہ النبی

لیس شیعہ باعمری

میرا باپ فدا ہو یہ نبی سے مشابہ ہے

علی سے مشابہ نہیں ہے

آپؓ کو جن امور میں مہارت حاصل تھی ان میں ذوق سخن، تقریر و خطابت، نسب دانی، تعبیر و بیا، علم تفسیر، امانت و اجتہاد، اصول اجتہاد قابل غور ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ فطرۃً اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ تقویٰ، زہد، تواضع، انفاق فی سبیل اللہ، خدمت گزاری، خلق، مذہبی زندگی، خانگی زندگی، مہمان نوازی، لباس و غذا اور ذریعہ معاش کے لئے تجارت آپؓ کا شعار ہیں۔

اولاد: ام المؤمنین سیدہ امی عائشہ صدیقہ زوجہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، سیدنا عبدالرحمنؓ۔

(۲) سیدہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ بن عبد اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قریشیہ۔

اولاد: ذوات الطاقین سیدہ اسماء زوجہ سیدنا زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، سیدنا عبداللہؓ۔

(۳) سیدہ اسماء بنت عمیس بن معبد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن حافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقل "یا" خثعم بن انمار بن معد بن عدنان عدنانیہ۔

اولاد: سیدنا ابوالقاسم محمدؓ امام قاسم بن محمدؓ کے والد ماجد ہیں۔

(۴) حبیبہ "یا" ملیکہ بنت خارجہ بن زید بن ابوزہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاریہ خزرجیہ۔

اولاد: سیدہ ام کلثومؓ زوجہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ (عشرہ مبشرہ)۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سیدہ ام کلثوم کے علاوہ باقی تمام بیٹے اور بیٹیاں صحابی ہیں، اور سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا ایک بیٹا عبداللہ بن عبدالرحمنؓ بھی صحابی ہے، اس طرح سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خاندان میں چار نسلیں صحابی ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی نسل عرب و عجم میں پھیلی ہوئی ہے جو صدیقیؓ کی قریشی کے نام سے معروف ہے ان میں سے بعض حضرات کے اسماء گرامی پیش کیے جاتے ہیں:-

والدہ ماجدہ امام جعفر صادقؓ بی بی فروہ بنت امام

قاسم بن سیدنا محمد بن سیدنا ابو بکر صدیقؓ، مولانا جلال الدین محمد مرویؒ م ۶۷۳ھ، شیخ عبدالہادی صدیقیؒ چشتی امر ویؒ م ۱۱۹۰ھ، شیخ شاہ عبدالباری صدیقیؒ چشتیؒ م ۱۲۲۶ھ، مولانا مفتی الہی بخش صدیقیؒ کاندھلویؒ م ۱۲۴۵ھ، مولانا وجیہ الدین صدیقیؒ جھنجھانویؒ کاندھلویؒ م ۱۲۶۰ھ، مولانا محمد قاسم صدیقیؒ نانوتویؒ م ۱۲۹۷ھ، مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ م ۱۳۳۴ھ، مولانا حافظ محمد احمد صدیقیؒ نانوتویؒ م ۱۳۴۷ھ، بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ م ۱۳۶۳ھ، مولانا اشفاق الرحمن کاندھلویؒ م ۱۳۷۷ھ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ م ۱۳۸۴ھ، مولانا محمد ادریس صدیقیؒ کاندھلویؒ م ۱۳۹۴ھ، مولانا احتشام الحق صدیقیؒ کاندھلویؒ م ۱۴۰۰ھ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ثم مدنیؒ م ۱۴۰۲ھ، مولانا قاری محمد طیب قاسمی صدیقیؒ دیوبندیؒ م ۱۴۰۳ھ، مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ (کراچی) م ۱۴۰۶ھ، مولانا محمد مالک صدیقیؒ کاندھلویؒ م ۱۴۰۹ھ، مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ م ۱۴۱۶ھ، مولانا محمد سالم قاسمی دیوبندیؒ، مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ، قاری محمد شاکر قاسمی، ثناء خواں قاری وحید ظفر قاسمی، مولانا نور الحسن راشد کاندھلویؒ، مولانا ابوالکلام صدیقیؒ ملتان، غازیہ ڈاکٹر عافیہ صدیقیؒ پاکستانی۔

بقیہ صفحہ نمبر 39

وہ کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی سے مشورہ نہیں لیتا ہے، وہ قادر مطلق ہے، موت و حیات کا مالک وہی ہے۔ وہ کُنْ فیکون کا مالک ہے۔ جب بھی اللہ چاہے کہ حضرت علیؓ کی ولایت کا ذکر کیا جائے تو رسول اکرم ﷺ کیوکر دے لفظوں میں اعلان فرمائیں؟

اور وہ بھی بالکل آخری وقت میں، سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ساری زندگی رسالت عظمیٰ کی تبلیغ فرماتے رہے۔ اور آخر میں ولایت علیؓ کا اعلان مبہم الفاظ میں کرتے ہیں۔ اگر منصب ولایت علیؓ اتنا اہم ترین ہے منصب رسالت سے بھی تو منصب ولایت علیؓ کا ذکر قرآن پاک و حدیث میں کیوں نہیں ہے؟

اس خیال است و محال است وجنوں!

اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے حکمران صحابی
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
تالیف: مولانا محمد رفیع الدین
ہدیہ 80 روپے
کے تاریخ ساز کارناموں پر مشتمل نہایت خوب صورت کتاب
ناشر: اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

سیدنا امیر معاویہؓ کی سیرت پر ایک منفرد کتاب

تبصرہ

میاں ذوالفقار علی فیصل آباد

مقا امیر معاویہؓ مروت امیر معاویہؓ

163 ہے اور اس سے پہلے ایسی کوئی کتاب نہیں تحریر کی گئی جس میں تمام مروتات معاویہؓ جمع کی گئی ہوں۔ یہ منفرد کتاب جامعہ اشرفیہ کے فاضل، راولپنڈی و اسلام آباد کی ممتاز علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب کی رائے گرامی اور فاضل دارالعلوم کراچی مفتی عبدالرشید صاحب (ایل ایل بی، پی ایچ ڈی)، اسلام آباد کی تقریظ کے ساتھ دفاع اسلام پبلیکیشنز (لاہور-کراچی-اسلام آباد) نے شائع کی ہے۔ جبکہ اس کتاب پر مولانا حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقدیم تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کے اہم عنوانات یہ ہیں:

مقام صحابہؓ

امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہؓ، خاندان

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا؟

سیدنا امیر معاویہؓ کی ولادت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داریاں

کتابت وحی قصر شعر حضور اکرم ﷺ

سیدنا امیر معاویہؓ کے زیر نگرانی پوری ہونے والی دو عظیم نبوی بشارتیں پہلا بحری جہاد قسطنطنیہ کا جہاد

ارشادات نبویہ در مدح سیدنا امیر معاویہؓ

اقوال صحابہؓ، در فضائل امیر معاویہؓ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک خطرناک رویہ محبت صحابہؓ مروتات امیر معاویہؓ

اس اہم کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ کرام کی عظمت و منقبت پر غیروں کی جانب سے

کی جائے والی بے جا تنقید کا منفی اثر ختم کیا جاسکے۔ یہ کتاب ان مقامات سے حاصل کی جاسکتی ہے:

بقیہ صفحہ نمبر 22

کتابیں مولانا محمد نافع، جھنگ کی سیرت حضرت امیر معاویہؓ حکیم محمود احمد ظفر، سیالکوٹ کی ”سیدنا معاویہؓ اور ان کے حالات زندگی“، پروفیسر حافظ اظہر محمود کی ”سیرت حضرت امیر معاویہؓ“ و ”مقام صحابہؓ و سیدنا معاویہؓ“، قاضی طاہر علی الہاشمی، حویلیاں کی ”تذکرہ خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ“ اور مفتی محمد تقی عثمانی کی ”حضرت معاویہؓ تاریخی حقائق“ ہیں۔

متذکرہ بالا باقی کتابوں میں سیرت معاویہؓ کے تقریباً تمام پہلو واضح کیے گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی ایسی کتاب نہیں تحریر کی گئی تھی جس میں نبی ﷺ سے سیدنا معاویہؓ کی براہ راست روایت کی گئی تمام احادیث جمع کی گئی ہوں۔ قاضی طاہر ہاشمی صاحب نے اپنی متذکرہ بالا کتاب اور ماہ نامہ خدام الدین، لاہور کے قاری سعید الرحمن علوی صاحب نے ”مروتات سیدہ عائشہ صدیقہؓ و امیر معاویہؓ“ میں تقریباً 42 مروتات معاویہؓ جمع کی ہیں۔ جب کہ ایک عرصہ سے علمی و تحقیقی حلقوں میں اس ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا کہ کسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کی گئی تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اس ضرورت اور کمی کو محمد عرفان الحق (بی اے۔ ایل ایل بی) نے پورا کرتے ہوئے ”مقام امیر معاویہؓ و مروتات امیر معاویہؓ“ کے عنوان سے معنون ایک ایسی کتاب تالیف کی ہے کہ جس میں سیدنا معاویہؓ کے حیات طیبہ کے چند اہم پہلو بیان کیے گئے ہیں۔ اور مقام امیر معاویہؓ قرآن و حدیث اور فرامین رسول امین اور ارشادات صحابہ کرام کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی سیدنا معاویہؓ کی نبی ﷺ سے براہ راست روایت کی گئی تمام احادیث مبارکہ بھی ترجمہ سمیت جمع کر دی گئی ہیں۔ ان احادیث کی کل تعداد

سید الرسل، امام الانبیاء، خاتم المعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت ممتاز و جلیل القدر صحابی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آسمان نبوت کے وہ ستارے اور چمنستان محمد کے وہ پھول ہیں کہ جن پر سب سے زیادہ اعتراضات کیے اور کئی الزامات عائد کیے گئے ہیں اور ان تمام اعتراضات و الزامات کی وجہ قرآن و سنت کے مقابلہ میں تاریخی روایات کو اہمیت دینا ہے۔ جبکہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہر روایت قابل تردید ہے۔ چہ جائے کہ اس پر تنکیہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر براہ راست اور بالواسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر انگلی اٹھائی جائے۔ پاکستان میں سید عطاء المصنم شاہ بخاریؒ وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اس دور میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو برسر منبر بیان کرنا شروع کیا جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی لینا ایسے تھا جیسا کہ دکھتا ہوا انگارہ ہاتھ میں پکڑ لینا مگر شاہ صاحب کی محنت کا ثمرہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کے نام عظیم صحابی رسول اور سب سے بڑی اسلامی خلافت کے روح رواں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام مبارک پر رکھنے شروع کر دیے۔ اسی سلسلہ کو امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور پھر مورخ اسلام خطیب عظمت رسالت و صحابیت علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ نے آگے بڑھایا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل ایک نادر کتاب تالیف کی۔ اسی طرح کئی علماء و محققین نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کئی کتابیں اور مضامین تحریر فرمائے ہیں۔ چند ایک جزوی اختلافات کے باوجود ہمارے نزدیک سیرت معاویہؓ کے عنوان پر لکھی گئی کتابوں میں سے بہترین

عائشہ صدیقہ کے ابو

محمد شرف ساجد شہینہ والوی

دنیا گواہ ہے کہ صحابہ کرامؓ پہ سکتے کا عالم طاری تھا، درس گاہ محمدیہ کے کئی طالب علم اپنے ہوش و حواس پہ قابو نہ رکھ سکے تھے۔ غلامانِ رسول ﷺ کو کچھ بھی نہ سوجھتا تھا کہ آسمان گر گیا ہے یا زمین ریزہ ریزہ ہو گئی ہے ہر ذی شعور کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا۔ مدینہ منورہ کے پاس ایک دیوانہ رسول ﷺ کھیتی باڑی میں مصروف تھا اسے جب اس جانکاہ صدمہ کی اطلاع ہوئی تو مالک ارض و سماء کے دربار میں وہیں کھڑے کھڑے التجاء کرنے لگا۔ اے میرے مالک میری آنکھوں کو اندھا کر دے میرے کانوں کو بہرہ کر دے چنانچہ وہ اسی وقت ایسا ہی ہو گیا۔

مُراد پیغمبر ﷺ دامادِ حیدرؓ تلوار کا دستہ ہاتھ میں پکڑے کھڑے ہیں اور وارثی کے عالم میں فرما رہے ہیں ”جو یہ خبر زبان پہ لائے گا اس کا سرتن سے جدا کر دوں گا“

مرکزِ دین و اسلام مدینہ الرسول ﷺ سمیت مسلمانوں کے زیر تسلط کربۃ ارض پہ قریہ قریہ کانپ اٹھا تھا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔ کیا انسان و جنات، حیوانات، نباتات، و جمادات سب پہ نا قابل بیان کیفیت طاری تھی۔ الغرض جو قدم اٹھ چکا تھا وہ وہیں اٹھا ہی رہ گیا۔ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک کثیر تعداد جن میں ہر عمر ہر طبقہ کے لوگ تھے مدینہ سے باہر جنگل کا طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس لیے کہ آج 12 ربیع الاول 11ھ سوموار کا دن اور دوپہر کا وقت تھا۔ جب خاتم الانبیاء والمرسلین رئیس الصادقین، مخبر صادق دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ آفتاب نبوت

ارض و سماء کے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ ”كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ“ جمال جہاں آرائے نبوت سے چار د مبارک اٹھا کر چہرہ اقدس کو بوسہ دیا۔ اور محبت و عقیدت کا اظہار بھی ان مہنی بر حقیقت الفاظ میں فرمایا۔ ”آپ کا دنیا میں تشریف لانا بھی پاک تھا اور آپ کا دنیا سے تشریف لے جانا بھی پاک ہے۔“

ان کی اپنی حالت اگرچہ اس وقت سہارا چاہتی تھی لیکن اگر وہ بھی اس وقت حوصلہ قائم نہ رکھتے تو رنج و الم کے

سے بکرنائی لڑکا پیدا ہوا جس کی وجہ سے آپؐ کو ابو بکر کہا گیا۔ اور لقب صدیق و عتیق ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے تحریر فرمایا ہے ترمذی و حاکم نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ لکھا ہے کہ والد ماجد ایک دن سرور عالم ﷺ کے پاس آئے تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا ”اے ابو بکرؓ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بری کر دیا ہے“ چنانچہ اس دن سے آپؐ عتیق مشہور ہو گئے۔ فاتح خیبر امیر المومنین حضرت علیؓ سے عرض کیا گیا کہ حضرت ابو بکر

حضرت ابو بکرؓ وہ برگزیدہ ہستی ہیں، جنہیں اللہ پاک نے حضرت جبریلؑ اور رسول اکرم ﷺ کی زبانی صدیق کہا ہے۔ پھر یہی لقب امت مسلمہ میں مشہور ہو گیا

صدیقؓ کے حالات پہ روشنی ڈالیے۔ شیر خدا حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ وہ برگزیدہ ہستی تھے جنہیں اللہ پاک نے اپنے فرشتہ جبرائیلؑ اور اپنے رسول اکرم ﷺ کی زبانی صدیق کہا ہے۔ (از تاریخ الخلفاء) والدہ کا نام سلمہ اور کنیت ام الخیر تھا قریش کی شاخ نبی تیم سے آپؐ کا تعلق تھا اور چھٹی پشت میں مرہ پہ سلسلہ نسب کی شاخیں خاتم المصومین ﷺ کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد سیدہ عائشہؓ کے ابو کی پیدائش ہوئی اور امام الانبیاء ﷺ کے وصال شریف کے دو سال دو ماہ اور چند دن بعد آپؐ کا انتقال ہوا۔ زمانہ جاہلیت ہی سے ابو قحافہ کے یہ فرزند اپنے ارد گرد کے ماحول میں حسن اخلاق، شرافت، ذہانت، امانت و صداقت اور طبعی سادگی کی وجہ سے امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔

ایام جاہلیت میں خون بہا کے خزانچی آپؐ ہی رہے اگرچہ ایک دولت مند تاجر تھے لیکن آپؐ کی دولت سے فائدہ زیادہ تر ضرورت مندوں بھتا جوں، مساکین و غرباء کو ہوتا رہا۔ علم الانساب کی مہارت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

رحمت عالم ﷺ سے بچپن سے ہی یارانہ تھا، مالک ارض و سماء نے جب عبد اللہ کے لخت جگر، سیدہ آمنہؓ کے لعل ﷺ کے سر مبارک پہ ختم نبوت کا تاج سجا کر دین

گرداب میں جکڑے مسلمانوں کو عقل و ہوش اور صبر کا درس اور کون دیتا۔ چنانچہ عائشہؓ کے ابو نے ایک جامع مگر مختصر پرائر تقریر فرما کر مضحلِ روحوں کو اطمینان دلایا۔ سیدہ عائشہؓ کے ابو نے فرمایا ”جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا وہ جان لے کہ اب محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور جو اللہ پاک کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا تعالیٰ اب بھی زندہ ہے“ اور آپؐ نے وہ آیات تلاوت فرمائیں جن میں انبیاء سابق کی وفات کی خبر تھی۔ یہ سب سے پہلی حوصلہ افزائی تھی۔ جو سیدہ عائشہؓ کے ابو نے بعد رحلت رسالتِ اب ﷺ، امت مسلمہ کی فرمائی تھی۔

رحمت کائنات ﷺ کے وصال شریف کے بعد

سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی مدت خلافت 807 دن میں 75 ہزار آٹھ سو مربع میل کا اسلامی سلطنت میں اضافہ ہوا یعنی ہر چوبیس گھنٹہ میں 94 مربع میل (41 مربع کلومیٹر) کا اضافہ ہوتا رہا

مسلمانوں نے، عائشہؓ کے ابو کے دست حق پرست پہ بیعت خلافت کی، وہ عثمان ابو قحافہ کے بیٹے، جن کا نام عبد اللہ یا عبد الکعبہ، کنیت ابو بکر، وہ اس لیے کہ قبل از اسلام عائشہؓ کے ابو نے ام بکرنائی عورت سے رشتہ زوجیت قائم فرمایا۔ جس

پوری دنیا کو نور نبوت سے منور فرمانے کے بعد دنیا کی ظاہری آنکھوں سے دور ہو چکے تھے۔ دکھ و کرب کی اس گھڑی میں ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے ابو اپنی رہائش مقام سخ سے آشیانہ یار پہ حاضر ہوئے تو مالک

کی تبلیغ کا حکم ارشاد فرمایا تو ابوقحافہ کے بیٹے نے بغیر کسی حیل و حجت کے تو حید و رسالت کی گواہی دی۔ ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس کی طرف سے ہچکچاہٹ یا کسی معجزہ کی طلبی کا مطالبہ ضرور سامنے آیا۔ لیکن سیدہ عائشہؓ کے ابو اس سے مبرا رہے۔ اور بلا ہچکچاہٹ فوراً اسلام قبول کر لیا گویا

میں یا پرانے کفن سے متعلق باز پرس نہیں ہونی بلکہ اعمال سے متعلق سوال و جواب ہونا ہے۔ سیدہ عائشہؓ کے ابو کو اللہ رب العزت نے یہ انعام بھی عطا فرمایا ہے کہ علامہ سیوطیؒ رقم طراز ہیں۔ طبرانی نے

عائشہؓ کے ابو کی ہی تبلیغ مواعظ و نصائح کا نتیجہ تھا کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

زمانہ جاہلیت ہی سے ابوقحافہؓ کے یہ فرزند اپنے ارد گرد کے ماحول میں حسن اخلاق، شرافت، ذہانت، امانت و صداقت، علم الانساب میں مہارت اور طبعی سادگی کی وجہ سے اپنا ثانی نہ رکھتے تھے

جب اسلام کی تبلیغ کا دائرہ قدرے

موسیٰ بن عقبہ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ہی کے خاندان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ابوقحافہؓ ان کے بیٹے ابو بکر صدیقؓ ان کے بیٹے عبدالرحمنؓ اور ان کے بیٹے ابوعبیدؓ نے دیکھا اور ان کے علاوہ کسی خاندان کی مسلسل چار پشتوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیض صحبت حاصل نہیں کیا۔ (از تاریخ الخلفاء ص 110)۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ الصدیقہؓ سے ان کا حلیہ پوچھا گیا تو ام المومنینؓ نے فرمایا والد بزرگوار کا رنگ سرخ و سفید، جسم چھریا، گال ذرا دبے ہوئے پیٹ پر سے پا جامہ ذرا نیچے کو کھسک جاتا، پیشانی عرق آلود رہتی، چہرہ پر گوشت زیادہ نہ تھا، نظریں نیچی رکھتے، پیشانی بلند تھی، انگلیوں کے جوڑ پر گوشت نہ تھا۔ والد ماجد ہندی اور کسم کا خضاب لگاتے۔

دعوت و تبلیغ نبوت و رسالت کا فرض منصبی ہے۔ تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد اول بھی ادیان حق کی تبلیغ رہا ہے۔ حضور پاک خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دین کی تبلیغ کا جو جذبہ اور محبت سیدنا ابو بکر صدیقؓ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس کی مثال انبیاء سابقین کی امتوں میں دور دور تک ملنا مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے۔

عائشہؓ کے ابو نے اسلام کی تبلیغ میں رسول خدا ﷺ

سیدہ عائشہؓ کے ابو نے یہ نہیں کہا کہ ”چاند دو کلڑے ہو جائے، ستارے جھک جائیں، درخت قدموں میں آ جائیں، پتھر کلمہ پڑھیں، پرندے ہمسکامی کرنے لگے جائیں۔ انگلیوں سے پانی جاری ہو جائے۔ کڑوا کنواں میٹھا ہو جائے۔ آسمان و زمین کی خبریں معلوم ہوں۔ وغیرہ وغیرہ عزیز و اقارب یا والدین سے مشورہ کر لوں“ نہیں ہرگز نہیں، ہاں ادھر رحمت عالم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، ادھر سیدہ عائشہؓ کے ابو نے فوراً بلکہ نقد اللہ پاک کی وحدانیت اور محبوب رب العالمین کی رسالت و ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے کلمہ اسلام پڑھتے ہی مسلم اول ہونے کا ایک ایسا تمغہ، ایسا اعزاز حاصل کر لیا جس میں دنیا و آخرت میں آپؐ کا کوئی ثانی نہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا تن من دھن پیغمبر اسلام ﷺ پہ نچھاور کر گئے جب اسلام قبول کیا تو امراء مکہ میں شمار ہوتے تھے ایک مالدار تاجر کی حیثیت سے اپنی پہچان رکھتے تھے۔

لیکن اپنی ساری دولت اسلام، پیغمبر اسلام، و اشاعت اسلام، و دفاع اسلام پہ صرف کر دی۔

تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا یعنی دارالافتا سے دارالبقاء کی جانب رخت سفر باندھا تو اپنی پیاری صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ

ہادی عالم ﷺ نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ اس کی طرف سے ہچکچاہٹ یا کسی معجزہ کی طلبی کا مطالبہ ضرور سامنے آیا لیکن صدیق اکبرؓ نے بغیر کسی حیل و حجت کے تو حید و رسالت کی گواہی دی۔

پھر باذن خداوندی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی رفاقت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی راستہ میں اگرچہ مصائب کا ایک لانتناہی سلسلہ سامنے آیا لیکن سیدہ عائشہؓ کے ابو کی حیثیت، ایک غلام نوکر، خادم اور رفیق کی تھی، جن کے عزم و استقلال کے سامنے سارے مصائب ریت کی دیوار ثابت ہوئے۔

راستہ میں حضور پاک ﷺ کے عظیم معجزات کا

کی رفاقت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ امام الانبیاء ﷺ بوقت صبح ان کے گھر تشریف لے جاتے وہاں باہم مشورہ طے ہوتا کہ آج فلاں شہر، فلاں محلہ، فلاں قبیلہ، فلاں برادری، فلاں خاندان یا افراد کو اسلام کی دعوت دینی ہے۔

سیدہ عائشہؓ کے ابو تقریباً ہر مقام پہ حضرت خاتم النبیین مخر صادق ﷺ کے ہمراہ ہوتے۔ لیکن تنہائی میں بھی اس فریضہ کو ادا کرنے میں کبھی غافل نہ ہوتے۔ سیدہ

عائشہ الصدیقہؓ کو حکم فرمایا ”مجھے اس پرانی چادر میں جو میرے کندھے پہ ہے (واضح رہے کہ اس پہ دھبے بھی لگے ہوئے تھے) آپؐ نے اسے دھونے کا حکم دے کر کہا! اسی میں ہی کفن دیا جائے۔ ام المومنینؓ نے انگلیاں آنکھوں سے عرض کیا ”ابا جان کیا ہم آپؐ کو نیا کفن دینے کی بھی طاقت نہیں رکھتے؟“ فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ مردہ کی نسبت نئے کپڑے کا زندہ زیادہ حقدار ہے اور ویسے بھی اُس جہان میں

ظہور بھی ہوا۔ ان میں سے ایک عظیم معجزہ اور مقام سیدنا صدیق اکبرؓ مؤلف سیرت حلبیہؒ یوں ارقام فرماتے ہیں، ایک روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو قار میں اچانک پیاس لگنے لگی آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا قار کے درمیان میں جاؤ اور پانی پی لو چنانچہ صدیق اکبرؓ قار میں اس حصے کی

تلوار کے بھی خوب جوہر دکھلائے۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ایک کے احسان کا بدلہ میں نے چکا دیا سوائے ابو بکرؓ کے احسان کا..... ان کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت والے دن اللہ رب العزت ہی ان کو عطا فرمائیں گے۔ نیز فرمایا مجھے کسی کے مال سے اتنا نفع نہیں

ہے اگر مجھے یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تو بھی اسامہ کے لشکر کو نہیں رکوں گا۔ کیوں کہ میں اس جھنڈے کو کیسے کھول سکتا ہوں جسے رسول اللہ نے خود باندھا تھا۔ الغرض عہد صدیقیؒ کی پہلی مہم حضرت اسامہ بن زیدؓ کی زیرِ کمان شام کی طرف روانہ ہو گئی۔ خلیفہ وقت نے

اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کے نگران فرشتے کو حکم فرمایا کہ غار کے درمیان میں جنت الفردوس سے، شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ پاکیزہ اور خوشبو والا چشمہ پیدا کر دیں تاکہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ اس میں سے پانی پی سکیں۔

طرف گئے تو وہاں انہیں ایسا بہترین پانی ملا جو شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا تھا۔ انہوں نے اس میں سے پانی پیا اس کے بعد آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا ”اللہ پاک نے اس فرشتے کو حکم فرمایا ہے جو جنت کی نہروں کا نگران ہے کہ اس غار کے بیچ میں جنت الفردوس سے ایک چشمہ پیدا کر دیں تاکہ تم اس میں سے پانی پی سکو۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے ابو نے عرض کیا! کیا اللہ پاک کے یہاں میرا اتنا بڑا مقام ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے پیغام کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کہ وہ شخص جو تم سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ چاہے اس کے اعمال ستر نبیوں کے برابر ہوں (سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۱۰۷)۔

یہی سفر ہے جس میں سیدہ عائشہؓ کے ابو کو ثانی النہین اذہما فی الغار بنا دیا۔ جس میں صحابہ کرامؓ کی جماعت میں بھی ان کا کوئی ہمسرو ثانی نہیں۔ حتیٰ کہ مراد بیخبر داماد حیدرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ ایک دن یہاں تک کہہ گئے ”اے ابو بکر صدیقؓ میری ساری زندگی کی عبادت و اطاعت، تقویٰ

پرہیزگاری، صدقہ و خیرات، حج، زکوٰۃ و جہاد فی سبیل اللہ لے لو اور قار کی تین راتوں میں سے ایک رات جو رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں گزاری تھی وہاں سے ایک شب دیدو، تو بھی یہ سودا میرے لیے انتہائی سستا ہے۔“ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہوتے ہی رب العالمین نے حضرت رحمۃ اللعالمین ﷺ کو کفار و مشرکین سے جہاد فی سبیل اللہ کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو سیدہ عائشہؓ کے ابو تمام غزوات میں بنفس نفیس نہ یہ کہ خود شریک ہوئے بلکہ اپنا تمام مال بھی راہ خدا خدمت نبوی ﷺ میں پیش کر دیا۔ اور گھر میں سوئی تک نہ چھوڑی، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فقط مبارک نام چھوڑ گئے۔ ساتھ ساتھ بہادری، جاٹاری، اور

پہنچا جتنا سیدہ عائشہؓ کے ابو کے مال سے پہنچا۔ اور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ”معراج کی شب میں جس آسمان پر بھی پہنچا وہاں اپنا نام، محمد رسول اللہ ﷺ اور اس کے بعد ابو بکر صدیقؓ لکھا ہوا پایا۔ (از تاریخ الخلفاء ص ۶۴)

نیز حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ کی رحمت ہو ابو بکرؓ پر انہوں نے اپنی بیٹی مجھے دی، مدینہ آنے کے لیے سواری کا انتظام کیا، قار میں میرے ساتھ رہے، اور بلالؓ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا۔ اللہ کی رحمت نازل ہو عمرؓ پر کہ وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کسی کو کڑوی معلوم ہو۔ اس حق گوئی کی وجہ سے ان کا کوئی دنیوی دوست نہ رہا، اللہ کی رحمت نازل ہو عثمانؓ پر کہ آسمان کے فرشتے بھی ان سے شرماتے و حیا کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت نازل ہو علیؓ پر اے خدا حق کو ان کے ساتھ کر جدھر بھی وہ جائیں اور رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک سالہ ایک مرتبہ حاضر ہوئی۔ رحمت

امیر لشکر کی اجازت سے مراد بیخبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کو اپنے پاس رکھ کر مشیر خاص مقرر فرمایا۔ یہ لشکر اردن و بلقاء کی وادیوں میں پہنچا چالیس دن کے بعد فتح یاب ہو کر مدینہ منورہ آمد ہوئی۔ مال غنیمت کی ایک وافر مقدار ساتھ تھی اور دشمنان اسلام پہ جو رعب و دبدبہ مسلمانوں کا چھایا وہ اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

دور خلافت صدیقیؒ کا آغاز ہوتے ہی متعدد فتنوں نے سراٹھالیا۔ ان میں منکرین زکوٰۃ کا فتنہ اور مرتدین و کاذبین و مدعیان نبوت کا فتنہ سب سے زیادہ سرگرم عمل ہو گیا۔ اور دن بدن اس میں ترقی کرنے لگا۔ گویا ارتداد و زوروں پہ آ گیا۔ خلافت کا اگرچہ ابتدائی زمانہ تھا۔ اور حالات اس کے حامی نہ تھے کہ ہر طرف محاذ کھول دیے جائیں۔ اور اکابر صحابہ کرامؓ بھی مانع تھے۔ مگر سیدہ عائشہؓ کے ابو کا عزم و حوصلہ قابلِ داد تھا جنہوں نے یہ کہہ کر سب کو خاموش کر دیا کہ میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگ لڑوں گا چاہے مجھے تنہا ہی کیوں نہ لڑنا پڑے۔ اور فرمایا عہد رسالت میں جو لوگ معمولی سی رقم یا بکری کا بچہ زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے۔ وہ بھی وصول کروں گا واللہ اونٹ کی ایک رسی بھی

معاف نہیں کروں گا۔ اگر انکار کیا جائیگا تو بخدا میں جنگ کروں گا۔

دوسرا بڑا فتنہ ارتداد کا تھا۔ خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ کے وصال شریف کے ساتھ ہی ارتداد کی طوفانی ہواؤں کے جھکڑ چل پڑے۔ ضعیف الایمان لوگ ان طوفانی لہروں کی نظر ہو گئے۔ یہ مہلک مرض زیادہ تر ان لوگوں اور ان علاقوں میں ابھرا جو کہ اسلام کے مرکز مدینہ منورہ سے دور نجد و یمن وغیرہ اور گرد و نواح کے لوگ تھے اور ہاں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ امام المصنوعین مجبر صادق ﷺ کی صداقت و مقبولیت سے بہت سے لوگ متعجب تھے۔ ان احمقوں کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ نبوت کا دعویٰ شاید دنیاوی لحاظ

سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے خاندان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان کے علاوہ کسی خاندان کی مسلسل چار پشتوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیض صحبت حاصل نہیں کیا۔

عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر دوبارہ آنا ہوا اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر صدیقؓ کے پاس آنا۔

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد آپ ﷺ کے سامنے سب سے پہلے اور اہم مسئلہ لشکر اسامہ کی روانگی کا تھا۔ اگرچہ اس وقت اکابر صحابہ کرامؓ نے تردد کا اظہار فرمایا لیکن سیدہ عائشہؓ کے ابو کا عزم و حوصلہ قابلِ رشک تھا جب سیدنا فاروق اعظمؓ جیسے جرنیل اسلام کو ڈانٹ کر فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تو تمہاری بہادری کے چہرے تھے اب بزدلوں جیسی بات کرتے ہو؟ جان لو میں اس لشکر کو کبھی نہ روکوں گا جسے خود رسالتآب ﷺ نے روانہ فرما دیا تھا۔ اور فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

سے ترقی کا مرانی اور شہرت کا ایک آسان اور بغیر کسی مشقت کے حاصل ہونے والا ذریعہ اور راستہ ہے یہی خیال ذہن میں لیے بہت سارے جھوٹے مدعیان نبوت کھڑے ہو گئے۔ وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جو ذہنی و قلبی کشمکش کا شکار تھے وہ آسانی سے ان شیطانوں کے جال میں پھنس گئے۔

سے لکراؤ کی کیفیت مختلف رہی کہیں مختصر جھڑپ اور کہیں خونریز جنگیں ہوئیں۔ ان میں سب سے اہم اور مشہور ترین جنگ یمامہ ہے جو بمقام یمامہ جھوٹے مدعی نبوت مسلمہ کذاب اور اس کے گماشتوں کے خلاف برپا ہوئی۔ مسلمہ خود واصل جہنم ہو گیا۔ اور کذاب کا خود ساختہ باب نبوت

بن سعید کی ہاتھ میں تھی، کو لڑائی میں پہل نہ کرنے، اپنی جگہ نہ چھوڑنے، مرتدین کے علاوہ تمام قبائل کو ساتھ ملانے کا حکم نامہ جاری فرمایا۔ جہادی سرگرمیوں کی تیاری اور جذباتی تازگی اور ایمانی قوت و مسلمانوں کے ولولہ و شوق شہادت اور اشاعت اسلام کی محبت سے متعلق خبریں سن کر اور حالیہ

جو شخص عائشہ صدیقہ کے ابو سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ چاہے اس کے اعمال ستر نیبوں کے برابر ہوں

مرتدین و مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے سیدہ عائشہ کے ابو نے افواج اسلامیہ کو گیارہ دستوں میں تقسیم فرمایا علم اسلام ان کو عطا فرما کر ہر حال میں اللہ سے ڈرتے، ہر قدم پہ اللہ پاک کے احکامات اور شریعت مطہرہ کے قوانین پہ عمل کرنے، کسی کے ساتھ کسی معاملہ میں بھی زیادتی نہ کرنے، دشمنوں کے علاقہ میں اندھا دھند نہ گھسنے، خوب دیکھ بھال کے بعد مفتوحہ علاقوں میں داخل ہونے کا ہدایت نامہ، حکم نامہ جاری فرما کر دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ ہدایت نامہ درج ذیل نصاب پر مشتمل تھا۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ بیشتر مورخین کے اقوال کے مطابق مسلمہ کذاب کی ناپاک کھوپڑی سے خود ساختہ نبوت کا خمیر حضرت وحشی بن حرب نے اس تلوار سے نکالا جس سے اس نے سید الشہداء عم پیغمبر حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا۔ اسی یمامہ کے مقام پہ اسی لڑائی میں قرآن پاک کے کم و بیش 70 حافظ القاری صحابہ کرام بھی دشمنان اسلام کے تیر و تلوار کی زد میں آئے اور شہادت کا تاج سر پر سجا کر سرخرو کی حاصل کی۔ اس کے بعد سیدہ عائشہ کے ابو نے مراد پیغمبر سیدنا فاروق اعظمؓ اور اکابر صحابہ کرام کی مشاورت بلکہ اصرار سے ملک شام سے کاغذ منگوا کر کتاب اللہ کو کتابی شکل میں جمع فرما کر امت مسلمہ پہ قیامت تک کے لیے احسان عظیم فرمایا۔

فتوحات سے آگاہ ہو کر ہر قل نے بڑے زور شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

حضرت خالد بن سعیدؓ شام کی سرحدوں میں داخل ہوئے تو ابتدائی طور پر جنگ کا نتیجہ پریشان کن رہا تاہم افواج اسلامیہ کے پایہ استقلال میں کسی قسم کی کوئی ڈگمگاہٹ، چلک، یا اکٹاہٹ پیدا ہونے کا تصور بھی نہ آیا وہ پوری جواں مردی سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے تاہم جب خلیفہ رسول سیدہ عائشہ کے ابو کو اس پریشان کن صورتحال کا علم ہوا تو آپؓ نے اسلامی لشکر کو چار مختلف حصوں میں تقسیم فرما کر فی لشکر کی تعداد سات ہزار مجاہدین و سرفروشان اسلام متعین فرمائی اور ان کی قیادت بالترتیب، حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت شرجیل بن حسنہ، اور حضرت عبیدہ بن الجراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سپرد فرمائی۔ اس طرح پورے لشکر کی تعداد اٹھائیس ہزار بنتی ہے۔ تاہم رئیس المورخین علامہ ابن خلدون کی تحقیق کے مطابق لشکر کی تعداد اکیس ہزار مجاہدین اسلام پہ مشتمل تھی۔

منکرین و مرتدین اور مدعیان نبوت کو ٹھکانے لگانے کے بعد سیدہ عائشہ کے ابو نے اعلاء کلمۃ الحق کی اشاعت کے لیے اقدام اٹھانے کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ کی تلوار (حضرت خالد بن ولیدؓ) مسلسل پیام سے باہر رہی، اسلامی قافلوں کی قیادت کرنے والے ایسے جرنیل تھے خود بغض نفیس تنہا ایک ایک لشکر جرار کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ جن میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت شرجیل بن حسنہؓ، حضرت عکرمہ بن ابی جہل حضرت حذیفہ بن محسؓ، حضرت علاء بن الحضریؓ وغرماء جیسے عظیم جرنیلوں کے ہاتھ میں کمان تھی۔ عراق میں مسلمان اسلام کے دشمنوں سے کاظمیہ،

واللہ اعلم، اسلام و حامیان اسلام کے خلاف قیصر روم نے اجنادین کے مقام پر کم و بیش نوے ہزار کا لشکر بمعہ ساز و سامان جمع کر رکھا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے سیدہ عائشہ کے ابو کو صورتحال سے آگاہ کیا چنانچہ سیدہ عائشہ کے ابو نے عراق کی مہم سے سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اپنی آدمی فوج لے کر شام کی جانب روانگی کا حکم ارشاد فرمایا اور یہ حکم بھی دیا کہ پوری فوج کی کمان و قیادت بھی تم خود ہی سنبھالو۔ حضرت خالدؓ کی زہر پر کمان مسلمانوں نے

آپؓ کی والدہ کا نام سلمہؓ اور کنیت ام الخیر تھا۔ قریش کی شاخ بنی تیم سے تعلق تھا اور چھٹی پشت میں ”مرہ“ پہ سلسلہ نسب کی شاخیں خاتم المعصومین علیہ السلام کے ساتھ مل جاتی ہیں۔

دریا، ولجہ، ابنار، عین التمر، حیرا، دومتہ الجندل، فراض وغیرہ وغیرہ کے مقامات پہ آئے سامنے ہوئے الحمد للہ افواج اسلامیہ ہر مقام پہ فتح یاب اور دشمنان اسلام کو ہر جگہ عزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ سیدہ عائشہ کے ابو نے شام کی جانب بھی خصوصی توجہ فرمائی، عراق کی تازہ ترین فتح سے، کفار و مشرکین اور منکرین و مرتدین و مدعیان نبوت کے دل دہل چکے تھے۔ شام کی سرحدوں پر مقیم مسلمان جن کی قیادت حضرت خالد

بستی میں اندھا دھند نہ گھس جائے۔ خوب دیکھ بھال کر داخل ہوں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے

سردار فوج کوچ اور قیام کی حالت میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ میانہ روی اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ ان کی دیکھ بھال رکھے ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے اور گفتگو میں نرمی اختیار کرے۔ (از تاریخ مملکت اول ص ۱۳۳)

اللہ رب العزت نے تمام لشکروں کو فتح و نصرت و کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا البتہ مرتدین و کذابین

اسی اٹھادیہ الرسل ﷺ میں خلیفہ بلا فصل ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۳ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح خلیفہ بلا فصل کی مدت خلافت ۸۰۷ دن، قمری حساب سے ۲ سال ۳ ماہ ۵ دن اور شمسی حساب سے ۲ سال ۲ ماہ ۱۶ دن بنتی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں اسلامی سلطنت میں 75 ہزار آٹھ سو مربع میل کا اضافہ ہوا۔ اگر اسے ان کی خلافت کے ہر دن پر تقسیم کر دیا جائے تو بھی ہر چوبیس گھنٹہ میں ڈیڑھ سو مربع کلومیٹر (یعنی ۹۶ میل) کا اسلامی مملکت میں اضافہ ہوتا رہا یہ اس زمانہ کے اعداد و شمار ہیں جب نقل و حمل اور رسائل و وسائل کا ذریعہ اونٹوں کے قدموں اور گھوڑوں کے سموں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ آتشیں اسلحہ، توپ خانے اور بموں کا ذکر ہی کیا۔ ان محاربات میں منجستیقوں اور ہاتھیوں کا بھی استعمال نہیں ہوا۔ (رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ص ۵۰۳)۔

استاد المورخین علامہ محمد بن سعد قحطریٰ ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، جناب حارث بن کلاہ کے ساتھ بھونا ہوا گوشت تناول فرما رہے تھے جو بطور ہدیہ سیدہ عائشہؓ کے ابوبکر دیا گیا تھا۔ حارث نے اچانک نشاندہی اور آگاہی کے انداز میں کہا اے خلیفہ رسول ﷺ کھانا نہ کھائیں۔ واللہ اس میں ایسا زہر ملا دیا گیا جو سال بھر میں اپنا اثر ظاہر کرے گا۔ اور میں اور آپؓ ایک ہی دن مریں گے۔ تو آپؓ نے اپنا ہاتھ کھانے سے اٹھالیا چنانچہ برابر بیمار رہے۔ اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ام المومنین سیدہ طیبہ، عائشہ الصدیقہؓ سے تین طریقوں سے روایت یہ بھی ہے کہ میرے ابو کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے جمادی الاخرہ ۱۳ھ یوم

آپؐ کی وصیت کے بموجب اسماء بنت عمیسؓ (آپؐ کی بیوی) اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے نہلایا، اور تین کپڑوں میں کفنایا، ان میں سے دو پرانے تھے جو ان کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خرید کر لیا تھا۔ غسل و تکفین کے بعد جس تخت پر

خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دین کی تبلیغ کا جو جذبہ اور محبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس کی مثال انبیاء سابقین کی امتوں میں دور دور تک ملنا ناممکن ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اٹھایا تھا اسی پر حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اٹھائے گئے اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ نے قبر میں اتارا اور ان کے سر کو آنحضرت ﷺ کے مونڈھوں کے برابر رکھا اور ان کی لحد کو آنحضرت ﷺ کی لحد مبارک سے ملا دیا اور ان کی قبر کو آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی طرح مسطح رکھا۔ سب سے آخری کلمہ جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے نکلے وہ ”و توفنی مسلما و الحقی بالصلحین“ تھے۔

(از تارخ ابن خلدون حصہ اول ص ۲۱۹)

نبی ﷺ و صدیقؓ میں یکسانیت:

امام اہلسنت حضرت سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف، (نبی ﷺ و صدیقؓ) جو محبت صدیقؓ میں ڈوب کر فرمائی گئی ہے (نبی ﷺ و صدیقؓ) میں حضرت نبی کریمؐ و حضرت صدیق اکبرؓ میں ابتداء تا انتہا یکسانیت کو واضح انداز میں قلمبند فرمایا ہے۔ اللہ رب العزیز حضرت امام اہلسنتؒ کی اس علمی محنت کو نجات کا

رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہر ایک کے احسان کا بدلہ میں نے چکا دیا سوائے ابوبکرؓ کے احسان کا، ان کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت والے دن اللہ رب العزت ہی ان کو عطا فرمائیں گے“

ذریعہ بنائے۔ تاہم انتہائی اختصار کے ساتھ۔ مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ نے جامع انداز میں یکسانیت، نبوت، و صداقت یوں بیان فرمائی اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو عمر دی تریسٹھ سال، صدیق اکبرؓ کو بھی عمر دی تریسٹھ سال، حضور پاک ﷺ کی وفات ہوئی سو مواری کے دن، سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی سو مواری کے دن، حضور پاک ﷺ کو وفات سے پندرہ دن پہلے بخارا یا، صدیق اکبرؓ کو بھی پندرہ دن پہلے بخارا یا۔ حضور پاک ﷺ کو پہلے سر میں درد ہوا،

دوشنبہ کو غسل کیا جو ٹھنڈا دن تھا پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز کو بھی نہ نکل سکے۔ عمر بن خطابؓ کو حکم دیا کرتے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، شدت مرض کی حالت میں روزانہ لوگ عیادت کو آتے۔

(طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۴۱-۴۲)

تجہیز و تکفین:.....

رئیس المورخین علامہ ابن خلدونؒ تحریر فرماتے ہیں

صدیق اکبرؓ کو بھی پہلے سر میں درد ہوا۔ حضور پاک ﷺ کو زہر یہودیوں نے دیا، حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی زہر یہودیوں نے دیا۔ حضور پاک ﷺ کو زہر کھانے میں دیا گیا، صدیق اکبرؓ کو بھی زہر کھانے میں دیا گیا۔ حضور

پاک ﷺ پہ زہر نے دو سال بعد اثر کیا، سیدنا صدیق اکبرؓ پہ بھی زہر نے دو سال بعد اثر کیا۔ کھانے میں جو صحابی حضور پاک ﷺ کے ساتھ شریک تھا وہ شہید ہو گیا، جو صدیق اکبرؓ کے ساتھ شریک تھا وہ بھی شہید ہو گیا۔ حضور پاک ﷺ کے دو داماد عشرہ مبشرہ میں ہیں، صدیق اکبرؓ کے بھی دو داماد عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے نواسے حضرت حسینؓ کو شہید کرنے کے بعد ان کا سر کاٹا گیا، صدیق اکبرؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرنے کے بعد ان کا بھی سر کاٹا گیا۔ حضور پاک ﷺ نے وفات کے وقت مسواک مانگی، صدیق اکبرؓ نے بھی وفات کے وقت مسواک مانگی۔ حضور پاک ﷺ کی مسواک کو بھی حضرت عائشہؓ نے چبایا، صدیق اکبرؓ کی مسواک کو بھی حضرت عائشہؓ نے چبایا۔ حضور پاک ﷺ نے وفات کے وقت فرمایا ”اللہم فی رقیق الا علی“، صدیق اکبرؓ نے بھی وفات کے وقت فرمایا ”اللہم فی رقیق الا علی“۔ حضور پاک ﷺ کے آخری الفاظ ہیں ”الصلوة الصلوۃ“، سیدنا صدیق اکبرؓ کے بھی آخری الفاظ ہیں۔ الصلوۃ الصلوۃ۔ وفات کے بعد جس چار پائی پر حضور پاک ﷺ کا جنازہ آیا اسی چار پائی پر حضرت صدیق اکبرؓ کا جنازہ آیا۔ جو چادر حضور پاک ﷺ کے چہرے مبارک پہ ڈالی گئی، وہی چادر سیدنا صدیق اکبرؓ کے چہرے پہ ڈالی گئی۔ جس حجرے میں حضور پاک ﷺ کی قبر بنی، اسی حجرے میں صدیق اکبرؓ کی قبر بنی۔ اور قیامت کے دن صبح کو نبی ﷺ انھیں گے اسی صبح کو اسی دن سیدنا صدیق اکبرؓ انھیں گے۔ جس طرح نبی ﷺ جائیں گے اسی طرح صدیق اکبرؓ جائیں گے۔ نبی پاک ﷺ مقام محمود پہ ہوں گے صدیق اکبرؓ بھی مقام محمود پہ ہوں گے۔ نبی پاک ﷺ حوض کوثر پہ ہوں گے، صدیق اکبرؓ حوض کوثر پہ ہوں گے۔ نبی پاک ﷺ کا مقام کہ وہ خدا کے گواہ، سیدنا صدیق اکبرؓ کا مقام کہ وہ محمد عربیؐ کے گواہ۔

رضی اللہ عنہم ورضو عنہ

اخبارات میں شائع کرایا گیا۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس وضاحتی اشتہار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا..... ایرانی سفارت خانہ کا یہ اشتہار شیعوں کے روایتوں تقیہ و کتمان کا مرقع اور معشوق بے وفا کی کہ مکرنی ہے۔ ایران میں قرآن پاک کا ترمیم شدہ نسخہ چھاپا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کی خبر ہوتی ہے کہ شیعہ، قرآن کریم کے اول درجہ کے دشمن ہیں تو بڑی مصیبت سے فرمایا جاتا ہے کہ یہ حرکت ہم نے نہیں کی بلکہ کسی دشمن اسلام نے یہ حرکت کی ہوگی۔ حالانکہ شیعوں سے بڑھ کر دشمن اسلام کون ہے؟

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس کتابچے میں ایرانی سفارت خانہ کے جاری کردہ وضاحتی اشتہار کے ایک ایک جزو پر بحث کر کے شیعہ کو تحریف قرآن کا قائل ہونا ننگا کیا ہے۔

اس ترجمہ کو ضبط کیا جائے:

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی اس تحریر میں صوبہ سندھ کے ارباب اختیار سے ”ترجمہ فرمان علی“ کے ضبط کرنے کا مطالبہ کیا کیوں کہ اس ترجمہ میں بے شمار مقامات پر تحریف کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ کیا ہے اصل میں کفر

والحاد کا مجموعہ ہے۔ آپؐ نے اس ترجمہ میں تحریف شدہ آیات کی نشاندہی کرتے ہوئے محکمہ اوقات حکومت سندھ کو کھری کھری سنائی تھیں اور مطالبہ کیا کہ اس ترجمہ کو شائع کرنے والے ”پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ“ کے ارکان اور اس کے صحیح کنندگان کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور محکمہ اوقات کے ان افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ جنہوں نے ایسے منافقوں اور مرتدوں کو قرآن پاک کا یہ دل آزاری ترجمہ شائع کرنے کی اجازت دی۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل:

یہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ ”اقراء“ کا مشہور عالم کالم تھا۔ جس میں مولانا یوسف لدھیانوی عوام الناس کی طرف سے پوچھے گئے سوالوں کا قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں جواب دیتے تھے۔ بعد ازاں یہ کالم ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے نام سے دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کالم میں بہت سے سوالات شیعہ مذہب کے متعلق بھی ہیں جو ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کی مختلف جلدوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ جو حضرات شیعہ کی شرعی حیثیت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔ ان کتب کے علاوہ ماہنامہ ”بینات“ کراچی اور ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کراچی میں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بیسیوں مضامین مدح صحابہؓ اور ردّ قدح صحابہؓ

موجود ہیں۔ کاش یہ تمام مضامین یکجا کتابی شکل میں منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوں۔ دعا ہے اللہ رب العزت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اس قلمی جہاد کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر بلندی درجات کا سبب بنادے۔

ایں دعاؤں میں واز جملہ جہاں آمین باد

قبائے نور سے سج کر لہو سے با وضو ہو کر وہ بچے بارگاہ حق میں کتنے سرخرو ہو کر فرشتے آسمان سے ان کے استقبال کو اترے چلے ان کے جلو میں باادب با آبرو ہو کر

☆☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 16

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

03006326621

قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہ چوک، حویلیاں، ہزارہ

03215865465

عبداللہ شیشیز، محمدی چوک، خیابان سرسید، راولپنڈی

03005052229

اسلامی کتاب گھر، نزدیکی ڈی لے سٹاپ، خیلان سرسید، راولپنڈی

03005065172

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی

051-5771798

مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، F-6، اسلام آباد

051-2278843

اسلامک ٹریڈرز، F-10 مرکز، اسلام آباد

051-2299722

دارالسلام پبلشرز، F-8 مرکز، اسلام

آباد 051-2500237

☆☆☆☆☆☆

نباتات قرآنی اور نبوی ﷺ جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ نسخہ

اکسیر بوا سیر خاص

بیت بن ڈاک خرچ
1250 روپے

خونی و بادی بوا سیر کیلئے اکسیر اعظم

بوا سیر خونی ہو یا بادی ہر قسم کی بوا سیر کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے، مریض کی حالت کتنی ہی خطرناک ہو، ریاچ بکثرت دوڑ رہے ہوں، جگر و معدہ کا فعل بگڑ گیا ہو، بوا سیر نے مریض کی زندگی کو تلخ کر دیا ہو، دنیا کے بڑے بڑے علاج کرا کے طبیعت ہار چکی ہو اور آپریشن کرا کر بھی اس مرض سے رہائی نصیب نہ ہوئی ہو تو یہ نایاب منگوائیے اور بغیر کسی تکلیف اٹھائے نہایت آسان علاج کیجئے، اس کو رس کے استعمال سے ہر قسم کی جلن، خارش، قبض ختم ہو کر مسر جھا کر گر جاتے ہیں، خون فوراً بند ہو جاتا ہے، مرض بوا سیر کیلئے آج ہی منگوائیے۔

0345-2366562
0308-7575668

دہلی دوا خانہ

نسخہ اکسیر بوا سیر خاص الخاص بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے 24 گھنٹے ہیلپ لائن

ماہنامہ ”نظام خلافت راشدہ“ اور پندرہ روزہ ”الایشاز“ کراچی اخبار حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں۔ 0305-2081422

اسلامی حکومتیں

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ

اسلامی حکومتوں کے مختلف ادوار:

ظلمت شب نے ۵۷۰ء برس کا طول کھینچا، زمین کا سینہ آتش خرابات سے دھک رہا تھا۔ انسانیت بیولیت صوانیت کا قلابہ پہن کر ناچ رہی تھی۔ اضمحلال و افتراق کے مہیب سائے چار سو چھائے ہوئے تھے۔

عرب کی شجاعت نفس پرستی، ظلم وعدوان، نخوت و عجب، اور استکبار و انانیت کی بھیڑ جڑھ گئی تھی، شرک و توہمات کے سیاہ بادل گناہ و معصیت کی گھاٹیں بھر رہے تھے، معمولی معمولی باتوں پر برسوں لڑائی رہتی تھی، پتھر کی مورتیوں کے سامنے انسانیت کا تقدس ہار گیا تھا۔ بڑے

چھوٹے کی تمیز اور عدل و انصاف کی کوئی کرن اکناف عالم کے کسی گوشے میں نظر نہ آتی تھی۔ دفعۃً سرزمین عرب پر شرافت و ہدایت کا مہر منیر طلوع ہوا اس نے فاران کی چوٹی سے انسانیت کی حقیقی منشور کا اعلان کر دیا، آدمیت کی فلاح اور ابدی عافیت کی ضمانت پیش کی گئی، جبل ابوقیس سے ازلی روشنی کا مینار بلند ہوا، ابتداً اباؤ اجداد کی قدیم روایات آڑے آئیں۔ پتھروں نے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کا استقبال کیا خون کے فوارے پھوٹے، اذیتیں آئیں، آزمائش و ابتلاء کی سماں بندھ گیا، عواقب و مصائب کا وہانہ کھلا، کانٹے بچھائے گئے۔ گالیاں اور سب و شتم ہوتا رہا..... مگر ایک خدا کا پیغام دینے والے آخری رسول ﷺ کی جہد مسلسل اور کاوش و سعی کا جہاز تلاطم خیز موجوں اور ہلاکت آزمات میں بھی کہیں رک نہ سکا۔

آنحضرت ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیرہ سال مکہ میں رہے، مورخین کا کہنا ہے کہ داغ کے اس امتحان میں کل ۱۱۴۔ آدمی گلشن رسالت کی ذنیت بنے۔

مکہ اور مدینہ کے دونوں امتحانوں میں کامیاب رہے۔ مدینہ آ کر آپ ﷺ نے اسلام کے سیاسی اور اجتماعی نصب العین کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اس اثناء میں ۲۷ غزوات پیش آئے۔ ان میں ۹ معرکتہ آلا راء لڑائیاں ہوئیں، اسلام حجاز سے نکل کر یمن اور

آپؐ نے ۱۲ دن کم ۱۲ سال حکومت کر کے ۴۳ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے تک اسلام کی روشنی پھیلا دی اس طرح عہد عثمانی میں قبرص، خراسان، اسکندریہ اور افغانستان کے کئی علاقے اسلام کے زیر نگین آ گئے۔

اسلامی حکومتوں کے عہد ساز اور اولوالعزم فرمانرواؤں

جب پتھر کی مورتیوں کے سامنے انسانیت کا تقدس ہار گیا تو دفعتاً سرزمین عرب پر فاران کی چوٹی سے انسانیت کے حقیقی منشور کے اعلان سے آدمیت کی فلاح اور ابدی عافیت کی ضمانت پیش کی گئی۔

کے اخلاق حسنہ اور بلند کردار نے جب چار سو دین محمدی ﷺ کی کرنیں روشن کر دیں تو عیسائیت و یہودیت سرپیٹ کر رہ گئی۔ حضرت عثمان غنیؓ مصر کے بلوایوں اور اسلام کے خلاف در پردہ چلنے والی منافقین اور صحابہ دشمنی کی گہری سازش کے تحت شہادت کے ساکت سمندر میں ڈال دیئے گئے۔

حضرت عثمانؓ کے بعد آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی، قابل اعتماد رفیق اور داماد حضرت علیؓ کو ان کی جگہ منتخب کیا گیا۔ آپؐ کے دور میں اگرچہ اسلامی سلطنت کی حدود میں وسعت نہ پیدا ہو سکی۔ اور بعض باہمی مناوشوں کے باعث کئی علاقوں سے اسلامی خلافت کی عملداری میں رکاوٹ پڑ گئی، تاہم حضرت علیؓ انتہائی سکون اور عافیت سے ساتھ خلیفہ کوراشد کے طور پر ساڑھے پانچ سال تک مرکز خلافت کوفہ سے اسلامی حکومت کو خون ناپ بخشا، آپؐ بھی مذکورہ عجی اور صحابہ دشمنی کی ایک سوچی سمجھی سیکم کے تحت شہید کر دیئے گئے۔

حضرت علیؓ کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ خلیفہ بنے ان کی نامزدگی حضرت علیؓ کی جانب سے بھی عمل میں آئی تھی۔ چھ ماہ بعد موصوف نے حضور پاک ﷺ کے برادر نسبتی اور اسلام کے عظیم مدبر اور مفکر صحابی رسول حضرت امیر معاویہؓ کے دست اقدس پر بیعت کی تو ایک عظیم خلافت کا نقشہ دنیا نے دیکھا۔

۶۴ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔ ۱۹

اطراف کے کئی علاقوں تک پہنچ گیا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سر پر آئے سلطنت ہوئے، آپ کے سوا دو سالہ عہد خلافت میں شام، ایران اور شمالی عراق کے بعض حصوں پر اسلامی حکمران مقرر ہوئے اس طرح ۱۱ لاکھ مربع میل کا رقبہ اسلام کے سایہ عاطفت میں جگہ پا گیا۔

خلیفہ اول کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے دس سال چھ ماہ دس دن تک خلافت کی مسند کو رونق بخشی، آپ کے عہد میں ۳۶۰۰ علاقے ہوئے۔ ان میں ایران، عراق، شام اور جزائر عرب کی تمام ریاستیں، بیت المقدس، مصر و طرابلس اور ایشائے کوچک کے کئی ممالک شامل ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ۱۳ھ سے ۲۴ھ مطابق ۶۳۴ء تا ۶۴۵ء اسلام کے آفاقی پیغام کو خطہ عرب سے نکال کر دینا کی بڑی بڑی قوموں تک پہنچا دیا۔ اس طرح ۲۳ لاکھ مربع میل تک اسلامی مملکت کی حدود وسیع ہو گئیں۔

حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ میں ایک عجی سازش کے

1001ء میں ملک شاہ کی سلطنت اتنی وسیع ہو گئی کہ اس کی لمبائی کا شجر سے بیت المقدس اور چوڑائی قسطنطنیہ سے بحر اوقیانوس تک پھیل گئی۔

تحت ابولوحی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا تو آنحضرت ﷺ کے انتہائی جانثار اور آپ ﷺ کے داماد حضرت عثمان غنیؓ اسلامی خلافت کے تاجدار ثالث کے طور پر نمایاں ہوئے۔

خدا کے حکم سے بعد آپ ﷺ ۵۳ سال کی عمر میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، یہاں دس سال تک آپ کے دل کا امتحان ہوتا رہا۔ بلاشبہ آپ ﷺ

سال تک امیر معاویہؓ نے حیرت انگیز اسلامی خدمات کے ذریعے دنیائے کفر کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا۔ نیولین کا قول ”مسلمانوں نے نصف صدی میں نصف دنیا پر قبضہ کر لیا تھا“ اسی تابندہ اور درخشندہ عہد کی عکاسی کرتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کے بعد آج تک دنیا میں کوئی ایسی عظیم اور ہمہ گیر اسلام خزانہ عامرہ سے

عربی کو دفتری زبان بنانا اور اسلامی سکے جاری کرنا خلیفہ عبدالملک کے شاہکار کارناموں میں شامل ہے۔

۶۵۰ء سے ۷۴۰ء سے ولید بن عبدالملک خطہ عرب کا حکمران بنا، اس کے دور میں کئی تاریخ ساز واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ولید کے حکم پر حجاج بن یوسف نے سندھ پر راجہ داہر کی حکومت کے خاتمے، ایک معصوم لڑکی کی آواز پر

ایک خدا کا پیغام دینے والے آخری رسول ﷺ کی جہد مسلسل اور کاوش وسی کا جہاز تلاطم خیز موجوں اور ہلاکت آزما بھنور میں بھی کہیں رک نہ سکا۔

مستفید ہونے والی حکومت قائم نہیں ہوئی۔

امیر معاویہؓ کو مورخین نے دنیا کے مدبر ترین حکمرانوں میں شامل کیا ہے ان کے عہد میں تمام افریقی علاقے روڈس، ارواڈ، قسطنطنیہ اور مشرق افغانستان کے علاقے بھی اسلامی قلمرو میں شامل ہو گئے۔ مسودہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امیر معاویہؓ کی روزانہ کی مصروفیات کی اس طرح تصویر کشی کی ہے۔

صبح کی نماز کے بعد وہ کوتوال شہر سے شہر کے حالات سنتے، فوراً بعد ان کے وزیر اور مشیر امور سلطنت پر بحث کرتے، چاشت کے وقت حکومت کے متعلقہ صوبوں کے متعلق رسل وسائل ملاحظہ فرماتے، دوپہر کی نماز (ظہر) کی امامت کے فرائض خود سرانجام دیتے۔ اس کے بعد مسجد میں علماء اور ریاست کے اصحاب رائے افراد سے ملاقات کرتے، بعد ازاں لوگوں کی شکایات سنتے، محل واپس آ کر کھانا تناول فرماتے، فراغت کے بعد تھوڑا سا آرام کرتے، پھر دزیوں مشیروں سے حکومت کے معاملات پر بات چیت جاری رہتی، نماز عصر اور مغرب کے بعد کھانا اور اس کے بعد کان دولت سے ملاقات۔

فیاضی اور حلم آپؓ کی وہ خصوصیات تھیں جن پر امیر معاویہؓ کے دشمنوں کا سر بھی ان کے سامنے جھک گیا، انہوں نے بحری فوج، محکمہ ڈاک، رفاہ عامہ کے ادارے، صوبائی نظام، اور کئی ایسے امور کی بنیاد ڈالی کی اس سے پہلے کی

لبیک کہتے ہوئے، اور اسلام کا پیغام دیار ہند تک پہنچانے کے لیے محمد بن قاسم کو ۱۲ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا، ابن قاسم راجہ داہر کے پرچھے اڑاتا ہوا، ۱۱۰۰ء میں ملتان پہنچا، سندھ کی فتوحات کے اختتام پر ولید حکومت ختم ہو چکی تھی اور اسلامی خلافت کی مسند پر سلیمان متمکن تھا۔ سلیمان نے اسپین اور اندلس پر گاتھ خاندان کے ظالم و جابر حکمرانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے موسیٰ بن نصیر کو تیاری کا حکم دیا۔ اس نے ابتداً ۱۵۰۰ سپاہ کا دستہ روانہ کیا ازاں بعد ۹۲۰ء اور ۹۲۰ء کو طارق بن زیاد کو سات ہزار کا لشکر دے کر اندلس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا، طارق کی فوجیں جبل الطارق پر اتریں، طارق نے فوجوں کو کشتیاں جلانے کا حکم دیا۔ واپسی سے بے خبر ہو کر اسلامی سپوٹ دل چیر کر لڑے گاتھ جاگیر دار تدمیر کو شکست فاش دی۔

اسپین کا راڈرک ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ مقابلے پر اتر، طارق نے موسیٰ سے کمک طلب کی ۵۰۰۰ ہزار کا لشکر مزید امداد کے لیے پہنچ گیا، وادی بکہ میں طارق کے بارہ ہزار سپاہیوں نے دشمن کو ناک چنے چبوائے۔

راڈرک دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ شکست خوردہ فوج استجہ میں جمع ہوئی طارق نے شب خون مارا اور دشمن کو آدھو موا کر دیا۔ اسی دوران طلحہ، قرطبہ، اور تدمیر مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا، یہاں سے طارق کو ملوک اسپین کے تاج اور طلحہ سے پچاس میل کے فاصلے سے ایک سونے کی میز ملی

19 سال تک سیدنا امیر معاویہؓ نے 64 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا کر حیرت انگیز اسلامی خدمات کے ذریعے دنیائے کفر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

جو حضرت سلیمان سے منسوب تھی۔

اندلس کی فتح کے بعد مسلمانوں نے فرانس پر حملہ کیا اس کے بعد قسطنطنیہ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ تمام کامرائیوں کے بعد مسلمانوں نے طرطوس اور انطاکیہ فتح کیا اس کے

حکومتوں میں اس کا عام رواج نہ تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے بعد ۶۸۸ء سے ۶۹۵ء اور آخر ۶۵۰ء تک حضرت عبداللہ بن زبیر مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان کی قابل ذکر حکومتیں قائم ہوئیں۔

بعد موسیٰ بن نصیر نے جزیرہ بحیرہ روم، اور جزیرہ صقلیہ پر اسلامی پرچم گاڑ دیئے۔ سلیمان کے بعد ۹۹/۱۰۰ء سے ۱۹۱/۱۰۱ء تک خطہ عرب پر حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسا عادل، خلافت راشدہ کا سچا علمبردار، مسند خلافت پر براجمان ہوا۔ آپ نے سب سے پہلے اسلامی خلافت میں ہونے والی جملہ خرابیوں کا استیصال کیا انہوں نے صحیح معنوں میں خلافت علی منہاج النبوۃ کی بنیاد رکھی۔ ان کے عہد میں ارکان اسلام کی پابندی، شراب نوشی کی ممانعت، اخلاق کی اصلاح، بدعات کا خاتمہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قابل قدر کام ہوا۔

حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کے مبارک و مقدس عہد کے بعد خاندان بنی امیہ کی باہمی پھیلش اور اسلامی اقدار سے دوری کے باعث انحطاط کا وہ دور شروع ہوا جسے بادشاہت اور ملوکیت کا نام دے کر مورخین نے عہد صحابہؓ کے بعض جلیل القدر ستاروں پہ بھی ہرزہ سرائی سے گریز نہیں کیا۔

عہد بنی امیہ کے آخری دور کے خلفا کا اجمالی نقشہ ملاحظہ ہو:

(۱) یزید بن عبدالملک ۱۰ھ تا ۱۹ھ..... ۷۰ تا ۷۵ھ

خلفائے بنی عباس:

(۱) ابوالعباس عبداللہ بن محمد ۱۳۲ھ، ۷۴۹ء تا ۱۳۲ھ، ۷۵۶ء۔

ابوالعباس ۱۲ ربيع الاول کے روز بنی امیہ کے آخری فرمانروا کے خون سے ہولی کھیل کر خلافت پر متمکن ہوا اور دارالخلافت شام سے عراق پہنچ گیا۔

(۲) ابو جعفر عبد بن منصور ۱۳۲ھ، ۷۵۶ء تا ۱۵۸ھ، ۷۷۴ء۔

(۳) محمد بن منصور مہدی ۱۵۸ھ، ۷۷۵ء تا ۱۶۹ھ، ۷۸۵ء۔

(۴) موسیٰ بن مہدی بن ہادی ۱۶۹ھ، ۷۷۵ء تا ۱۷۰ھ، ۷۸۶ء۔

(۵) ہارون رشید بن مہدی ۱۷۰ھ، ۷۸۶ء تا ۱۹۳ھ، ۸۰۹ء۔

(۶) امین و مامون ۱۹۳ھ، ۸۰۹ء تا ۲۱۸ھ، ۸۱۳ء۔

(۷) عبداللہ بن ہارون ۱۹۸ھ، ۸۱۳ء تا ۱۹۸ھ، ۸۱۳ء۔

(۸) معتصم باللہ واثق باللہ ۲۱۸ھ، ۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ، ۸۴۱ء۔

(۹) ابو جعفر ہارون واثق باللہ ۲۲۷ھ، ۸۴۱ء تا ۲۳۲ھ، ۸۴۶ء۔

(۱۰) جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ ۲۳۲ھ، ۸۴۶ء تا ۲۳۶ھ، ۸۶۱ء۔

متوکل کے بعد اسلامی تخت خلافت پر وہی امراء متمکن ہو سکتے تھے جن کو ترکی سردار تخت پر بٹھاتے تھے۔ المستعین باللہ (۱۸۲۲ء تا ۱۸۶۶ء کو ترکی امیروں کے مظالم سے تنگ آ کر سامرا سے فرار ہو کر بغداد جانا پڑا۔ وہاں بھی اس کو اس وقت تک پناہ نہ مل سکی جب تک اس نے تخت و تاج کو

خیر باد نہ کہہ دیا۔ آئندہ دو صدی تک بنی عباس کی تاریخ ایسے مناظر پیش کرتی رہی کہ خلیفہ جب تخت پر آتا تو کوئی قصیدہ گو نہ ہوتا اور جب قبر میں جاتا تو کوئی فاتحہ خواں نہ ملتا تھا۔

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے غرق کیوں نہ دریا نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا الغرض..... انار کی اور طوائف الملو کی کا یہ گھمبیر کھیل صرف اسلامی اقدار سے روگردانی اور تخت اقتدار پر عیش

عشرت کے طاؤس نچانے کے سبب تھا۔

اس انتشار کے نتیجے میں ۸۶۹ء میں مشرقی افریقہ کے حبشیوں نے علی بن محمد کی قیادت میں خروج کر دیا۔ ۸۸۳ء تک پچاس ہزار مسلمانوں کا خون بہہ گیا انہوں نے بصرہ واسطہ، اہواز اور ابلہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا، خلافت عباسیہ کے ہاتھ سے مصر کا صوبہ نکل گیا اور ابن طولوں نے خود مختار ریاست قائم کر لی۔

۸۹۲ء میں محمد کا دور شروع ہوا اس نے ۹۰۲ء تک دار الخلافہ بغداد کی مسند پر حکومت کی ۲۹۲ھ، ۹۰۹ء میں امام جعفر کے بیٹے اسماعیل کے ماننے والوں نے مصر میں فاطمی حکومت قائم کر لی اس کی قیادت ابو عبد اللہ حسین کر رہے تھے۔ (یہی لوگ بعد میں فرقہ اسماعیلیہ کے نام سے مشہور ہوئے) بنی عباس کی مردہ لاش پر جن خود مختار ریاستوں کے گدھ مسلط ہوئے۔ ملاحظہ ہوں۔

۱..... شمالی افریقہ میں بغاوت کے بعد علوی حکومت کے نام ایک گروہ برسر اقتدار آ گیا۔

۲..... مصر کا مغربی حصہ اور شام محمد بن طغ کے زیر نگین چلا گیا۔

۶..... فارس اور خوزستان کا ایک حصہ ابو عبیدہ برمدی اور عماد الدولہ کی قلمرو میں شامل ہو گیا۔

۷..... کرمان ابو علی اور عراق رکن الدولہ کی سلطانی میں چلا گیا۔

۸..... یمن اور بحرین قرطابہ کے زیر اثر آ گئے۔

اس پھیلش اور آویزش کے نتیجے میں اسلامی حکومت کے طور پر ۹۵۶ء میں خاندان سلجوقیہ بغداد پر حکمران ہوا۔ اس کے فرمانروا طغر نے نہایت برق رفتاری سے اسلامی ممالک کو ایک جگہ پر جمع کرنا شروع کر دیا۔ ۱۰۰۰ء میں ملک شام بغداد پر حکمران ہوا اس کی

سلطنت اتنی وسیع ہو گئی کہ اس کی لمبائی کا شجر سے بیت المقدس اور چوڑائی قسطنطنیہ سے بحر اوقیانوس تک پھیل گئی۔

اس حکومت کو مشہور ایرانی وزیر نظام الملک طوسی کی علم دوستی اور مشاورت میسر تھی۔ ناصر خسرو اور عمر خیام اسی کے عہد میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

بعد میں خود نظام الملک نے بغداد میں بڑے بڑے مدرسے قائم کیے کسی زمانے میں مشہور اسلامی فلسفی انہیں مدارس کے مدرس اعلیٰ تھے۔

نظام فرقہ باطنیہ ایک شخص کے ہاتھوں شہید ہوا۔ اس کے دنیا سے رخصت ہوتے ہی خاندان سلجوقی میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔

مصر میں نور الدین زنگی کی حکومت ختم ہوئی تو ۱۱۵۰ء سے ۱۱۷۱ء تک صلاح الدین ایوبی نے صلیبی لڑائیوں کے ذریعے عیسائیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ ۱۱۷۵ء میں مصر، مغربی عرب فلسطین اور شام ایوبی قبضے میں آ گئے تھے۔

بغداد کی گلیوں میں خون بہتا رہا۔ سارا شہر لاشوں کا سمندر نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے دیہی کتب خانے جلادے گئے۔ علوم و معارف کے تہذیبی ورثے اور مسلمانوں کی علمی قوت کو چند ہی منٹوں میں خاک کا ڈھیر کر دیا گیا۔

منگولوں کا پہلا حملہ ۱۲۵۷ء میں سترہ ہزار کے لشکر سے ایک لاکھ کی آبادی تلخ اور بخارا پر ہوا ہزاروں علماء اور عوام ذبح کر دیے گئے اسی طرح منگولوں نے چین سے لے کر بحیرہ روم تک تمام سلطنتوں کو زیر کر ڈالا۔

ایشائے کوچک کی سلجوقی حکمرانی کئی سالوں کی معرکہ آرائی اور انقلاب کے مدو جزر کے بعد ۱۳۰۰ء میں عثمانی توکوں کے قبضے میں آ گئی۔

عثمانی توکوں نے ۱۵۱۹ء میں یورپ میں ویٹا تک فتوحات

کر کے

دولت عثمانیہ کی بنیاد رکھی جو ترکی حکومت کے نام سے برس ہا برس تک اسلامی خلافت کی تاجدار بنی رہی۔

مندرجہ بالا امور سے واضح ہو چکا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اور خلفائے اسلام کے مقدس زمانوں میں ۴۰ سے ۶۴ لاکھ مربع میل کے علاقوں تک پھیل جانے والی اسلامی ریاستیں کس طرح کلڑوں کلڑوں بٹ گئیں اور وہ کون سی وجوہات تھیں کہ ایک بار نصف دنیا اسلام کے سایہ عاطفت میں مسرت و انبساط کے شادیاں بجانے لگی اور ان کے جانشین جب رفتہ رفتہ اسلام کے شاہراہ سے ہٹتے چلے گئے تو کس طرح کفر کے بھی خواہ انہیں روندنے کے لیے اکناف عالم سے پل پڑے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 42

ہوگی اس پر عمل در آد کیا جائے۔

(۲) صوبائی حکومت جانب داری دکھانا چھوڑ دے اور فوراً مستعفی ہو جائے علاقے کو فوج کے حوالے کیا جائے اور پہلے کی طرح گلگت بلتستان کو مرکزی حکومت چلائے۔

(۳) گلگت بلتستان کو اسلحے سے پاک کرنے کے لیے غیر جانب دارانہ طور پر فوجی آپریشن کرایا جائے جسمیں جہاں بھی ناجائز اسلحہ ہوضبط کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں 11 لاکھ مربع میل، سیدنا عمر فاروقؓ نے 23 لاکھ مربع میل اور سیدنا عثمان غنیؓ نے 43 لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے پر اسلامی مملکت قائم کی۔

منگولوں کا حملہ اسلامی تاریخ میں ایک عظیم حادثہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۲۵۸ء میں بغداد کے ایک وزیر ابن علقمی کی غداری کے باعث ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۰ فروری کو منگولہ فوج شہر میں داخل ہوئی۔ چھوٹے چھوٹے بچے گھوڑوں کے سموں تلے کچل دیے گئے۔ تین دن تک

۳..... ماوراء النہر پر سامانی حکومت قائم ہو گئی۔

۴..... موصل اور رجبہ پر ہمدانی خاندان کی عملداری عمل میں آئی۔

۵..... طبرستان اور جرجان پر طبری فرمانروا قابض ہو گئے۔

رب العالمین۔ (البدایہ جلد ۸ ص ۱۱۷)
پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہاں آپ کے صرف کاتب

جو اچھی باتیں کرنے والا ہوتی تھی۔ (مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۳۷)
حضرت معاویہؓ کی طبعی نفاست پر غور فرمائیں آپ
اس وقت بھی شراب کے دلدادہ نہ تھے جب یہ حرام نہ ہوئی
تھی۔ اس وقت بھی آپ دودھ کو بہترین مشروب سمجھتے تھے
اور دانائی کی باتیں سننا آپ کا طبعی مطلوب تھا۔

جو بچیاں اپنے باپ سے ملنے والے کو ”انکل“ (چچا) کہتی ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ ان کا ان سے نکاح حرام ہو جاتا ہے

وحی ہونے کا بیان ہے یا کاتب ہونے کا؟ یہ امر واقع ہے کہ
آپ کا کاتب وحی تھے گو کبھی آپ ﷺ کے سیکرٹری ہونے
کے فرائض بھی سرانجام دے لیتے تھے۔
بشیر حسین بخاری کا لفظ خال المؤمنین کا سارا بوجھ
سپاہ صحابہ پر ڈالنا صحیح نہیں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی تو سپاہ
صحابہ کے رکن نہیں..... وہ بھی تو حضرت معاویہؓ کو خال
المؤمنین لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ دور کے ان خیال رشتوں کو خود بھی
اکرامی نسبت سے ماموں کہہ کر پکارنا پسند کرتے تھے سواگر
ہم بھی اس نسبت کو عام کریں تو اس میں کسی کو اعتراض نہ ہونا
چاہیے نہ یہ کہ ماموں کہنے سے وہ سب حضرات محرم بن گئے
یہ ایک محض اکرامی نسبت ہے۔

ترجمہ:..... آنحضرت ﷺ بنی نجار کے ایک شخص
کی عیادت کے لیے گئے تو آپ نے اسے کہا..... اے
ماموں لا الہ الا اللہ کہہ۔ اس نے کہا میں ماموں ہوں یا
چچا۔ آپ نے فرمایا ماموں پھر اس نے آپ کے کہنے پر کلمہ
پڑھ لیا۔ (مسند امام احمد جلد ۳ ص ۱۵۲)

بشیر حسین کا حضرت معاویہؓ پر ایک اور جملہ:-

بشیر حسین نے دوسرے ایڈیشن کے ص ۱۲۸ پر
حضرت امیر معاویہؓ پر ایک اور بہتان باندھا ہے کہ آپ
اپنے عہد حکومت میں شراب نوشی کرتے تھے۔ (معاذ اللہ)
ترجمہ:..... عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں میں اور
میرے والد بریدہ امیر معاویہؓ کے ہاں گئے آپ نے ہمیں
دری پر بٹھایا پھر کھانا لایا گیا اور ہم نے کھایا پھر پینے کا سامان
لایا گیا اور وہ پہلے حضرت معاویہؓ نے پیا پھر آپ نے
میرے والد کو دیا پھر فرمایا کہ شراب کو میں نے اس وقت سے
جب سے اسے رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہے میں
نے اسے کبھی نہیں پیا پھر آپ نے کہا میں قریش کی
نوجوانوں میں سب سے خوب دھڑکا اور مجھے کسی چیز کی اتنی
لذت نہیں ملتی تھی جتنی دودھ سے یا اس انسان کی گفتگو سے

اس روایت میں پانچ دفعہ لفظ ثم وارد ہے ایک
طباعت میں چوتھاں رہ گیا ہے اس صورت میں معنی یہ ہو
جاتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے جب یہ میرے والد کو دیا تو والد
نے کہا کہ جب سے حضور پاک ﷺ نے اسے حرام ٹھہرایا
ہے میں نے اسے کبھی نہیں پیا اس صورت میں یہ جملہ
حضرت بریدہ کا بنتا ہے اور الزام حضرت معاویہؓ پر آ جاتا ہے۔
اس میں یہ اشکال ہے کہ پھر حضرت معاویہؓ کا دودھ
کی تعریف کرنا اور اسے ہی بہترین مشروب سمجھنا چہ معنی
دار اس میں شراب کی صریح تنقیص ہے اسی اشکال کے
باعث ہم نے مسند امام احمد کے مختلف ایڈیشن دیکھے اور ایک
کے سوا باقی سب میں لفظ ثم موجود پایا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ
جملہ واقعی حضرت امیر معاویہؓ کا ہے۔ جو اس وقت سے ہی
شراب سے نفور تھے جب یہ ابھی حرام نہیں ہوئی تھی۔

اب غور کیجئے بشیر حسین نے اس ایک نسخہ کا ہی سہارا
کیوں لیا جس میں لفظ ثم طباعت سے رہ گیا ہوا تھا کیا اس شخص
کو اچھے اخلاق کی کچھ ہوا بھی لگی ہوگی۔ قرآن کریم تو کہتا ہے
کہ مومن ہر بات کے وہ معنی لیتے ہیں جو بہترین ہوں اور اس
میں دوسروں کی عزت ہو۔

الذین یستمعون القول فی تبعون احسنہ

(پ ۱۲۳ الزمر ۱۸)

لیکن وہ سینے جو لیغیظ بہم الکفار کے بوجھ
تلے مدت سے دبے چلے آ رہے ہوں آپ ان سے ان
سے بہتر امید ہی کس چیز کی رکھ سکتے ہیں۔ و ما تخفی
صدور ہم اکبر۔

شیعہ حضرات کے صحابہؓ کے خلاف حملے سب اسی
قبیل سے ہوتے ہیں کہ ذرا غور کیا جائے تو بات کا رخ
دوسری طرف پلٹ جاتا ہے۔

ایک نقطے نے انہیں محرم سے مجرم کر دیا
ہم دعا لکھتے رہے وہ دعا پڑھتے رہے۔

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے.....؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھٹکوی شہید ﷺ (بانی دسر پرست)

شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)

شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید ﷺ (سرپرست)

شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید ﷺ (صدر / ایم این اے)

شہادت 16 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف
جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید ﷺ

شہادت 17 اگست 2009ء خیر پور سندھ (نمبر پور جلسہ دہلی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی
پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ
تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے
لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت
میں ماہنامہ ”نظام خلافت راشدہ“ کے نام سے بفضلہ
تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا.....؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟
کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار
مارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔
☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ
کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں
پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد
ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔
اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت
سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم،
آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔
اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام
ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

”میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا
معاون بننا چاہتا ہوں۔“

دستخط

حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی

ترجمہ: ابو جواد اقبال احمد قاسمی

مصنف: ڈاکٹر عبدالرحمن رفعت پاشا

طلحہ ابن عبید اللہ تیمی اپنے ایک تجارتی سفر کے سلسلے میں ایک قریشی قافلے کے ساتھ شام جا رہے تھے۔ جب وہ قافلہ بصری پہنچا تو قریش کے عمر سیدہ تجربہ کار اس کے آباد بازار میں جا کر خرید و فروخت میں مشغول ہو گئے۔ اگرچہ طلحہ ایک کم سن نوجوان تھے اور ان لوگوں کی طرح مہارت اور تجربہ نہیں رکھتے تھے مگر اپنی غیر معمولی ذہانت اور بصیرت کے بل پر وہ بہ آسانی ان کا مقابلہ کر سکتے اور اچھے سودے طے کر لینے میں کامیابی حاصل کر لیتے تھے۔

اس بازار میں جو مختلف مقامات سے آئے ہوئے تاجروں سے ہر وقت کچا کچھ بھرا رہتا تھا۔ صبح و شام طلحہ ابن عبید اللہ کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی دوران ان کے ساتھ ایک ایسا اہم واقعہ پیش آیا جس نے نہ صرف ان کی زندگی کی تبدیلی میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اس نے پوری تاریخ کے دھارے کو موڑ کر رکھ دیا۔ ہم یہ بات طلحہ ابن عبید اللہ ہی پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس تجسس آمیز داستان کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

”اس اثناء میں کہ ہم بصری کے بازار میں تھے ہم نے ایک راہب کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا۔
”اے گروہ تجارتار! اس مجمع کے لوگوں سے پوچھو کہ کیا ان کے اندر اہل مکہ میں سے کوئی شخص موجود ہے؟ اس وقت میں اس کے قریب ہی تھا میں نے فوراً کہا۔
”ہاں میں اہل مکہ میں سے ہوں“ تو اس نے پوچھا۔
”کیا تمہارے یہاں احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟“
”کون احمد؟“ میں نے تعجب سے پوچھا۔

”ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب۔“ اس نے کہا۔
”یہی مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہونا ہے۔ وہ آخری نبی ہیں۔ تماری سر زمین ارض حرم میں معبود ہوں گے اور وہاں سے اس علاقے کی طرف ہجرت کر جائیں گے جہاں کالے پتھر پائے جاتے ہیں جہاں کھجوروں کے جھنڈ ہیں۔ اور جہاں کی مٹی نمکین ہے جس سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ نوجوان! دیکھنا ان پر ایمان لانے میں پیچھے نہ رہ جانا“
طلحہ کہتے ہیں کہ اس کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں تیزی سے اپنے اونٹوں کے پاس پہنچا، انہیں

تیار کیا اور قافلے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر تیز رفتاری کے ساتھ مکہ کی طرف چل پڑا اور وہاں پہنچ کر اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا ہماری غیر موجودگی میں یہاں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہاں محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ایک نیا دعویٰ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکرؓ) نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے۔“

طلحہ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ کو پہلے سے جانتا تھا۔ وہ نہایت نرم مزاج، ہر دلعزیز اور رحم دل آدمی تھے۔ اس کے علاوہ وہ ایک خوش اخلاق اور راست باز تاجر تھے۔ ہم لوگ

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ایمان لانے والے چوتھے شخص تھے۔ ان دونوں حضرات کو نوفل بن خویلد نے ایک رسی میں باندھ کر مکہ کے اوباشوں اور لپے لٹنگوں کے حوالے کر دیا، تاکہ وہ انہیں سخت ترین سزائیں دیں۔

ان سے مانوس تھے اور ان کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ کیونکہ وہ قریش کی تاریخ سے باخبر اور ان کے انساب کے ماہر تھے۔ میں نے ان کے پاس جا کر پوچھا۔
”کیا یہ صحیح بات ہے کہ محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور آپ نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے؟“

انہوں نے کہا ہاں اور مجھے ان کے حالات سنا کر اپنے ساتھ ان کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دینے لگے اور جب میں نے ان کو راہب کی بات سنا تو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ کے پاس چلو تاکہ یہ واقعہ جو تمہارے ساتھ پیش آیا ہے ان کے سامنے بیان کرو ان کی دعوت کو ان کی زبان سے سنو اور اللہ پاک کے دین میں داخل ہو جاؤ۔“

طلحہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے ساتھ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی، قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور آخرت کی بھلائی کی بشارت دی۔ اللہ پاک نے میرے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیا۔ جب میں نے ان کو بصری کے راہب کا قصہ سنایا تو نہایت خوش ہوئے اور اس خوشی

کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں ہو گئے پھر میں نے ان کے سامنے کلمہ شہادت کا اقرار کیا۔ اس طرح میں چوتھا شخص تھا جو ابوبکرؓ کے ہاتھ پر ایمان لایا۔“

اس قریشی نوجوان کے قبول اسلام کی خبر سن کر اس کے گھر اور خاندان کے لوگ سکتے میں پڑ گئے جیسے ان کے اوپر بجلی گر پڑی ہو۔ خصوصاً ان کی ماں کو اس واقعے سے زبردست صدمہ پہنچا اور وہ غم سے ٹڈیال ہو گئیں۔ کیونکہ انہیں امید تھی کہ اپنے بلند اخلاق اور کریمانہ خصائل کی بناء پر ان کا بیٹا ایک دن اپنے قبیلے کا سردار بنے گا۔ ان کے قبیلے والوں نے انہیں اپنے دین سے پھیرنے کی بہتیری کوششیں

کیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور ایک مضبوط پہاڑ کی طرح اسلام پر جے رہے۔ جب وہ لوگ ان کو نرمی و محبت کے ریشمی پھندے میں پھانسنے میں ناکام ہو گئے تو سختی اور تعذیب کے اسلحوں سے لیس ہو کر ان کے اوپر ٹوٹ پڑے۔ مسعود بن خراش بیان کرتے ہیں۔

”ایک روز میں صفامرہ کے درمیان سعی کر رہا تھا۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کا پیچھا کر رہے ہیں جس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے، اسے دھکے دے رہے تھے، اور اس کے سر پر مار رہے تھے۔ اس نوجوان کے پیچھے ایک بوڑھی عورت تھی جو چیخ چیخ کر اسے گالیاں دے رہی تھی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس نوجوان کا کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ ابن عبید اللہ ہے جس نے اپنے آبائی دین کو ترک کر کے بنی ہاشم کے فرزند (محمد ﷺ) کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ میں نے پوچھا اور اس کے پیچھے یہ بڑھیا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اسی نوجوان کی ماں ضعیہ بنت حضری ہے۔“
پھر نوفل بن خویلد نے..... جس کا لقب شیر قریش تھا

حضرت طلحہ ابن عبید اللہ اور حضرت ابو بکرؓ کو ایک رسی میں باندھ کر کے کے اوباشوں اور لچوں لفتگوں کے حوالے کر دیا تا کہ وہ انہیں سخت ترین سزائیں دیں۔ اسی وجہ سے طلحہ ابن عبید اللہ اور ابو بکر صدیقؓ کو ”قربینین“ کہا جاتا ہے۔ زمانے کی گردش جاری رہی یکے بعد دیگرے نئے نئے حادثات و واقعات رونما ہوتے رہے اور مروریام کے ساتھ ساتھ حضرت طلحہ ابن عبید اللہ ایمان کے تکمیلی مراحل

کر کے کسی انصاری کو اس کی اجازت دیتے رہے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے وہ سب انصاری شہید ہو گئے۔ اور آپؓ کے ساتھ طلحہ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا۔ جب دشمن پھر آپؓ کے قریب پہنچ گئے تو آپؓ نے طلحہ سے فرمایا.....
”اب تمہاری باری ہے۔“

رسول اللہؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے

کے القاب کی بات تو اس کے سینکڑوں قصے ہیں اور انہیں میں سے ایک یہ ہے۔
حضرت طلحہؓ بہت بڑے تاجر اور نہایت مالدار آدمی تھے۔ ایک روز ان کے پاس حضرموت سے ستر لاکھ درہم کی کثیر رقم آئی۔ وہ رات بھر غمگین و پریشان رہے۔ ان کی پریشانی دیکھ کر ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکرؓ نے کہا۔
”ابو محمد! آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید میری طرف سے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ تمیمیؓ کے قبول اسلام کی خبر سن کر اس کے گھر اور خاندان کی لوگ سکتے میں پڑ گئے۔ خصوصاً ان کی ماں کو اس واقعے سے زبردست صدمہ پہنچا اور وہ غم سے نڈھال ہو گئیں۔

طے کرتے رہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ان کی آزمائشوں کا سلسلہ دراز ہوتا رہا اور اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے احسان اور حسن سلوک کا دائرہ بڑھتا اور وسعت اختیار کرتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان کو ”زندہ شہید“ کا لقب دے دیا اور رسول اللہؐ نے ان کو ”طلحہ خیر“، ”طلحہ جود“ اور ”طلحہ فیاض“ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ان القاب میں سے ہر لقب کا ایک پس منظر ہے جو ایک دوسرے سے بڑھ کر دلکشی و خوشنمائی کا حامل ہے۔

ان کے ”زندہ شہید“ کے لقب سے ملقب ہونے کا پس منظر یہ ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمان رسول اللہؐ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور آپؐ کے ساتھ دس انصاریوں اور مہاجرین میں سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا تھا اور رسول اللہؐ اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو مشرکین کی ایک ٹولی وہاں آ پہنچی جو آپؐ کو قتل کرنا چاہتی تھی تو آپؐ نے فرمایا.....

”کون ہے جو ان لوگوں کو ہم سے دور بھگائے۔ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا“

تو حضرت طلحہؓ نے کہا! ”اے اللہ کے رسولؐ میں..... لیکن آپؐ نے فرمایا۔

”نہیں! تم اپنی جگہ پر رہو“ تب ایک انصاری نے کہا۔

”اے اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں؟“

”ہاں تم ان کا مقابلہ کرو“۔ آپؐ نے ان کو اجازت دی اور وہ دشمنوں سے قتال کرتے رہے تا آن کہ انہوں نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

رسول اللہؐ ان کے مقابلے کے لیے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے رہے اور حضرت طلحہؓ آپؐ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہتے رہے اور نبی کریمؐ ان کو منع

تھے۔ پیشانی اور ہونٹ زخمی ہو گئے تھے۔ چہرہ مبارک سے خون جاری تھا اور آپؐ زخموں سے نڈھال ہو گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت طلحہؓ مشرکین پر حملہ کر کے ان کو رسول اللہؐ سے دور دھکیل دیتے، پھر واپس آ کر رسول اللہؐ کو سہارا دے کر تھوڑا اور اوپر چڑھاتے اور زمین پر بٹھا کر مشرکین پر دوبارہ حملہ کرتے تھے۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ان کو مکمل طور پر پسپا کر دیا۔

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اور ابو عبیدہ ابن جراحؓ رسول اللہؐ سے دور تھے جب ہم آپؐ کی مدد کے ارادے سے آپؐ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا۔

”مجھے چھوڑ دو اور اپنے ساتھی (طلحہؓ) کی مدد کو پہنچو“ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کے جسم سے بے تحاشا خون بہہ رہا ہے اور ان کے بدن پر تلواروں،

رسول اللہؐ نے آپؐ کو ”زندہ شہید“، ”طلحہ خیر“ اور ”طلحہ جود“ کے القابات سے نوازا۔

نیزوں کے ستر سے زیادہ زخم ہیں، ان کی ہتھیلی کٹ گئی ہے اور وہ ایک گڑھے میں بے ہوش پڑے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہؐ اکثر فرمایا کرتے تھے ”جو کسی ایسے شخص کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہتا ہو جو اپنی نذر (موت) پوری کر چکا ہو وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھ لے۔“

اور حضرت ابو بکرؓ جب غزوہ احد کا ذکر کرتے تو فرماتے..... ”وہ پورے کا پورا طلحہ کا دن تھا“

یہ تھا وہ قصہ جس کی وجہ سے حضرت طلحہ ابن عبید اللہؓ کا لقب ”زندہ شہید“ پڑا۔ رہی ان کے ”طلحہ خیر“ اور ”طلحہ جود“

آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے“
”نہیں، نہیں۔ تم تو ایک بہترین مسلمان بیوی ہو۔ میں رات بھر یہ سوچتا رہا کہ وہ شخص اپنے رب کے بارے میں کیا گمان رکھتا ہے جس کے گھر میں اتنی بڑی مقدار میں رقم پڑی ہو اور وہ بے فکر سو رہا ہو“
”تو اس میں فکر اور پریشانی والی کیا بات ہے؟ آپ اپنے محتاج اہل قبیلہ اور مفلس احباب کو کہاں بھولے ہوئے ہیں۔ صبح کو یہ ساری رقم ان کو بانٹ دیجیے۔“ حضرت ام کلثومؓ نے رائے دی۔

”اللہ پاک تمہارے اوپر رحمت نازل فرمائے۔ واقعی تم صاحب توفیق اور صاحب توفیق کی بیٹی ہو۔“ انہوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور صبح کے وقت انہوں نے وہ ساری رقم تھیلیوں اور بڑے بڑے پیالوں میں رکھ کر فقراء مہاجرین و انصار میں تقسیم کرادی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضرت طلحہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے مدد کا طالب ہوا اور اپنی ایک رشتہ داری کا ذکر کیا جو دونوں کو باہم جوڑتی تھی۔ حضرت طلحہؓ نے کہا کہ آج سے پہلے مجھ سے اس رشتے کا کسی نے ذکر نہیں کیا۔ بہر حال میرے پاس ایک زمین ہے جس کے لیے عثمان ابن عفانؓ مجھے تین لاکھ درہم دے رہے تھے۔ اب اگر تم چاہو تو وہ زمین لے لو اور اگر چاہو تو اسے فروخت کر کے میں تم کو تین لاکھ درہم کی نقد رقم دے دوں گا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ میں اس کی قیمت ہی لوں گا چنانچہ انہوں نے اس کو وہ رقم دے دی۔ ”طلحہ خیر“ اور ”طلحہ جود“ کا یہ لقب مبارک ہو جو رسول اللہؐ نے ان کو مرحمت فرمایا تھا اور اللہ پاک ان سے راضی ہوا اور ان کی قبر کو منور کرے۔ آمین یا الہ العالمین۔

☆☆☆☆☆

محمد یوسف لدھیانوی شہید

کی رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت

گلزار احمد ساجد حاصل پور

۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بمطابق 18 مئی 2004ء بروز جمعرات درندہ صفت سفاک قاتلوں اور ازلی بدبختوں نے عالم باعمل، ولی کامل، پیکر عجز و نیاز، نمونہ اسلاف، محقق اسلام نائب امیر مرکز یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، استاد حدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، مدیر ماہنامہ ”پینات“ ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، نگران اعلیٰ ماہنامہ ”لولاک“ ملتان حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو ازلی شقاوت و قسادت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا۔
ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

رافضیت ”مارا ستین“ ہے۔ اس فتنہ نے ہر دور میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف وہ زہرا گلا ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

تحریک، اور ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ جنہوں نے اپنی مختصر حیات مستعار میں تنہا علمی کارہائے نمایاں انجام دیئے جو بڑے بڑے ادارے مل کر بھی انجام نہیں دے سکتے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے آپ نے اپنے علم و عمل ذکر شغل اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے امت پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اسے تاقیامت بھلایا نہیں جاسکتا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانه بخشد خدائے بخشندہ
اسلام کے خلاف جہاں کہیں سے کوئی آواز اٹھی یا کسی فتنہ نے سراٹھایا تو مولانا یوسف لدھیانوی شہید کے اہلب قلم نے دیر نہیں لگائی بلکہ فوراً ہی میدان عمل میں اتر کر

بجھا چراغ، اٹھی بزم کھل کے روئے دل !
وہ سب چل بے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی
میں نے جونہی مولانا یوسف لدھیانوی کی شہادت کی خبر سنی تو بدن سن، دماغ ماؤف، سر چکرانے اور دل خون کے آنسو رونے لگا، اسی اثنا میں میری آنکھوں کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر واقع حضوری باغ روڈ ملتان کا کتب خانہ گھومنے لگا، اور میری نظر میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی نشست گاہ پر جم گئیں۔
جہاں ان سے 1993 میں مجھ سمیت تقریباً ڈیڑھ صد طلباء و علماء نے ”رد قادیانیت“ پر استفادہ کیا تھا۔
اب ڈھونڈو انہیں چراغ رخ زیالے کر

علمی کاوش ”اختلاف امت اور صراط مستقیم“ میں، دین حق کیا ہے؟ اختلاف کی اقسام، شیعہ سنی اختلاف، حنفی وہابی اختلاف اور یوہندی بریلوی اختلاف کو زیر بحث لاتے ہوئے صراط مستقیم کی بڑے احسن انداز میں رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

الغرض جس شخص گروہ یا جماعت نے اسلام کی مسلمہ اصولوں سے روگردانی یا انحراف کی کوشش کی، مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے بغیر کسی مصلحت اور رواداری کے اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے جرأت رندانہ کا مظاہرہ کیا۔ اور میدان عمل میں اتر کر ان عقائد و نظریات کو قرآن و سنت، عقل و دانش اور تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ کر امت مسلمہ کی

اس کا تعاقب کیا اور دلائل کی دنیا میں اسے چاروں شانے چت کر کے رکھ دیا یوں مولانا یوسف لدھیانوی شہید کی پوری زندگی اسلام کے دفاع میں باطل کا تعاقب کرتے ہوئے گزری اور اس مجاہدانہ زندگی میں آپ کے قلم نے علم کے سمندر میں غواہی کر کے وہ درگراں مایہ تاریخ کے اوراق پر نقش کر دیئے۔ جس سے آنے والی نسلیں یقیناً مستفید ہوتی

آج اگرچہ مولانا یوسف لدھیانوی کو شہید ہوئے آٹھ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر ان کی یاد آج بھی ہمارے دلوں کے ویران گلشن کو ولولہ تازہ دے کر ہماری انگلیوں کو تروتازہ اور ہمارے جذبات کو جوان رکھے ہوئے ہے۔
آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

صحیح رہنمائی کا فریضہ ادا کر دیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہید کے ان دلائل کی روشنی سے فتنہ گروں کے فتنے رفو ہو گئے اور خود فتنہ گر منہ چھپانے کے لیے جگہ تلاش کرتے ہوئے نظر آئے۔

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

خلاف قلمی جہاد کے سلسلہ کی پہلی علمی کاوش غالباً ”اختلاف امت اور صراط مستقیم“ ہے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے اس کتاب میں دین حق کیا ہے؟ اور اختلاف کی اقسام تحریر کرنے کے بعد شیعہ سنی اختلاف حنفی وہابی اختلاف، دیوبندی بریلوی اختلاف سنت اور اہل سنت اور مولانا مودودی کو زیر بحث لاتے ہوئے صراط مستقیم کی

شان میں کسی ادنیٰ گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں یا یزیدی حمایت میں حضرت حسین علیہ السلام کے بارے میں یادہ گوئی کرتے ہیں۔ میں تمام آل و اصحاب کی محبت و عظمت کو جزو ایمان سمجھتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک بزرگ کی تنقیص خواہ اشارے کنائے کے رنگ میں ہو۔ اسے سلب ایمان کی علامت سمجھتا ہوں۔ یہ میرا عقیدہ ہے اور میں اس

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ایک ادارہ، ایک تحریک اور ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ جنہوں نے مختصر حیات مستعار میں تنہا علمی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو بڑے بڑے ادارے بھی مل کر انجام نہیں دے سکتے تھے۔

میں زیر نظر مضمون میں ان مذکورہ بالا فتنوں کے خلاف مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے جو قلمی جہاد کیا ہے۔ اس کی تفصیل تحریر کرنے سے قاصر ہوں کیونکہ ایسا کرنے سے ایک ضخیم کتاب وجود میں آ جائے گی۔ تاہم اپنے مضمون کی مناسبت سے مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے رافضیت کے خلاف جو قلمی جہاد کیا ہے اس سے قارئین کا آگاہ کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ رافضیت ایک ایسا فتنہ ہے جسے اگر ”مارا ستین“ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ واضح رہے کہ اس فتنہ نے ہر دور میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف وہ زہرا گلا ہے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریا کاری محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں اک پردہ وفا داری صد سازش غداری تعمیر کی آوازیں تخریب کی تدبیریں مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے جو کچھ رافضیت کے خلاف تحریر کیا ہے اس کا احاطہ کرنا میرے لیے ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے۔ بہر حال اپنی استطاعت کے مطابق حضرت لدھیانوی شہید کے اس ”قلمی جہاد“ سے

بڑے احسن انداز میں نشان دہی فرمائی ہے۔ یہ کتاب 516 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا پہلا ایڈیشن آج سے تقریباً 34 سال قبل ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کتاب کے پہلے حصہ میں سب سے پہلے جس عنوان کو موضوع بحث بنایا گیا ہے وہ شیعہ سنی اختلاف ہے اور یہ بحث 9 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

آپ نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے جو ذیلی عنوانات قائم کئے ہیں اس کی ذرا جھلک ملاحظہ فرمائیے!

- 1..... نظریاتی اختلاف کا نقطہ آغاز اور شیعہ نظریات کی بنیاد
- 2..... شیعہ اور نظریہ امامت
- 3..... شیعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- 4..... شیعہ اور تحریف قرآن
- 5..... شیعہ نظریات پر ایک نظر

مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے مندرجہ بالا عنوانات پر مختصر نوٹ تحریر کر کے آخر میں صراط مستقیم کی نشان دہی ان الفاظ میں فرمائی۔

جس شخص کا آنحضرت ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہوگا وہ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیز کو محبوب رکھے گا۔
چہ جائیکہ وہ اکابر جو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے

جس شخص کا بھی آنحضرت ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہوگا وہ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو محبوب رکھے گا چہ جائیکہ آپ ﷺ کے وہ اکابر جانشین جن کی قربانیوں کی وجہ سے ہمیں دولت ایمان نصیب ہوئی

جانشین ہوئے۔ اور ہم کو انہی کی قربانیوں کے طفیل دولت ایمان نصیب ہوئی۔ اس لیے جس طرح حضرت علی علیہ السلام کی حمایت میں حضرت عثمان علیہ السلام کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانے والے میرے نزدیک گمراہ ہیں اسی طرح میں ان لوگوں کی رائے کو بھی صریح گمراہی سمجھتا ہوں۔ جو حضرت علی علیہ السلام کی

جس قدر استفادہ کیا اس کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ کیجئے اور قرآنی حکم ”کو نوسع الصدقین“ کا عملی مظاہرہ پیش کیجئے۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

اختلاف امت اور صراط مستقیم:

مولانا یوسف لدھیانوی شہید کی رافضیت کے

عقیدے پر اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص 24)
اس کتاب کا دوسرا حصہ فروعی مسائل میں نوعیت اختلاف کی وضاحت اور مسلک اعتدال کی نشان دہی نیز فاتحہ خلف الامام، آمین، رفع یدین، ترجیح اذان، افراد اقامت تکبیرات عیدین، سجدہ سہو، مسائل وتر، نماز جنازہ اور جمعہ فی القری وغیرہ چند مسائل میں حنفیہ کے موقف کی مدلل تشریح پر مشتمل ہے۔

شیعہ عقائد کے بارے میں عدالتی بیان:

”اختلاف امت اور صراط مستقیم“ کتابی شکل میں شائع ہونے سے پہلے ماہنامہ ”بینات“ رجب شعبان ۱۳۹۹ھ میں اشاعت خاص کی صورت میں شائع ہوئی تو اسے اندرون و بیرون ملک تمام مسلمانوں نے بے حد پسند کیا، خصوصاً اہل حق اکابر علماء دیوبند نے اس کی بے حد تحسین فرمائی۔ اس مقالہ کا وہ حصہ جس میں شیعہ کے عقائد و نظریات پر گفتگو کی گئی تھی۔ اسے ماہنامہ ”الرشید“ ساہیوال نے محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق دسمبر 1979ء کی اشاعت میں شامل کر دیا۔ جب یہ مضمون ”الرشید“ کی زینت بنا تو شیعہ حضرات نے فاضل مضمون نگار حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ مضمون نگار نے اس مضمون میں ہماری طرف سے غلط عقائد منسوب کر کے ہماری دلا زاری کی ہے۔ نیز مضمون میں درج کردہ عقائد کا ہمارے عقائد سے کوئی تعلق نہ ہے۔ لہذا مضمون نگار کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور ماہنامہ ”الرشید“ کا محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کا شمارہ ضبط کیا جائے۔

ایڈیٹر ماہنامہ ”الرشید“ ساہیوال حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشدی مرحوم نے اس مقدمہ کی نقل اور پٹشی کی اطلاع سے مولانا یوسف لدھیانوی کو آگاہ کیا تو آپ نے عدالت کے روبرو پیش ہو کر اپنے مضمون کے

دفاع میں جواب دعویٰ کے طور پر یہ مقالہ داخل کیا۔ مولانا یوسف لدھیانویؒ اپنے اس مقالہ کے آخر میں سائیلان سے مخاطب ہو کر یوں رقم طراز ہیں۔

”ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ میں نے اپنی تحریر

کا عقیدہ رکھنے والے بتایا گیا ہے۔ اور ان کی طرف سے دو ہزار سے زائد من گھڑت روایتیں منسوب کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ اگر تحریف قرآن کا عقیدہ کسی مسلمان کی طرف منسوب کرنا جرم ہے۔ اور جس تحریر میں اس جرم کا ارتکاب

ہم تمام آل و اصحابؑ کی محبت و عظمت کو جزو ایمانی، اور ان میں سے کسی ایک بزرگ کی تنقیص خواہ اشارے کنائے کے رنگ میں ہو، سلب ایمان کی علامت سمجھتے ہیں۔

میں جو کچھ لکھا تھا آئمہ معصومین سے لے کر موجودہ دور کے حضرات شیعہ تک وہی سب کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن پاک اصل قرآن پاک نہیں۔ بلکہ یہ محرف و مبدل ہے اصل قرآن پاک قائم آل محمد، امام غائب صاحب العصر حضرت مہدی کے پاس ہے۔ وہ جب تشریف لائیں گے تب ان کے زمانے میں قرآن اپنی اصلی حالت میں انزل اللہ کے مطابق پڑھا جائے گا۔ بہر حال میں نے جو کچھ لکھا ہے شیعہ کتب کے مطابق لکھا ہے۔

اگر سائیلان میری تحریر پر معترض ہیں تو اس کی وجہ یا تو یہ کہ وہ اپنے آئمہ معصومین متواتر کے ارشادات اور اپنے مذہب کے لٹریچر سے ناواقف ہیں یا وہ ازراہ تقیہ اپنے آئمہ معصومین اور اپنے مجتہدین کے خلاف اپنا عقیدہ ظاہر کر رہے ہیں۔ مجھے اپنے اس دعوے پر اصرار ہے کہ شیعوں کا موجودہ قرآن پر ایمان نہیں بلکہ وہ اسے تحریف شدہ سمجھتے ہیں۔ اگر سائیلان میرے دعویٰ کو غلط سمجھتے ہیں تو اس کی آسان صورت یہ ہے کہ وہ عدالت میں یہ تحریر لکھ دیں کہ وہ ان تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو تحریف قرآن کے قائل تھے یا قائل ہیں۔

جن رسالوں میں میری تحریر شائع ہوئی ہے سائیلان نے عدالت سے ضبط کرنے کی گزارش کی ہے، میرے خیال

کیا گیا ہو وہ لائق ضبط ہے۔ تو اس کا سب سے بہتر مصداق شیعہ لٹریچر ہے، نہ کہ وہ جو شیعہ لٹریچر کے اس جرم کی نشان دہی کرتی ہے۔

(گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم ص ۱۷۸/۱۷۷) مولانا یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ کے ”جواب دعویٰ“ میں پیش کردہ حوالہ جات کو ملاحظہ کرنے کے بعد عدالت نے شیعہ کے دائر کردہ استغاثہ کو خارج کر کے مقدمہ داخل دفتر کر دیا اور شیعہ کو منہ کی کھانا پڑی۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کر راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

ترجمہ فرمان علیؑ پر ایک نظر:

رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کی تیسری کڑی ”ترجمہ فرمان علیؑ پر ایک نظر“ ہے یہ کتاب ۱۱۹ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ”سواد اعظم اہل سنت پاکستان“ نے ۱۴۰۲ھ میں شائع کیا اس کتاب میں مولانا یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ نے شیعہ کے ترجمہ قرآن جسے ”ترجمہ فرمان علیؑ“ کا نام دیا گیا ہے پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے شیعہ کو تحریف قرآن پاک کا قائل ثابت کیا ہے گویا ان ہی کے گھر کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی انہی کی محفل سنوار رہا ہوں۔ چراغ میرا ہے رات ان کی۔

نہیں بن پڑا۔

شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم:

رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کے سلسلے کی چوتھی کڑی ”شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم“ ہے یہ کتاب بھی دراصل ماہنامہ ”پینات“ کراچی کا ضمیمہ ہے۔ پہلی مرتبہ مکتبہ ”پینات“ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اسے کتابی شکل میں ۱۹۹۳ء میں شائع کیا اس کتاب کے ۵۶۸ صفحات ہیں اور کتاب ایک مقدمہ ہے جو چار ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کی تالیف کا سبب شیعہ رہنما سید محمد حسن الاجتہادی مدیر مکتبہ عماد السلام امام و خطیب مسجد زین العابدینؑ کراچی کا چھ صفحات پر مشتمل طویل خط ہے جس میں اس نے اپنے انداز میں حضرت لدھیانویؒ شہیدؒ کی کتاب ”اختلاف امت اور صراط مستقیم“ پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ کو اپنے خط کا جواب دینے کے لیے مخاطب فرمایا ہے۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ نے جب ان چھ صفحات پر مشتمل خط (تبصرہ) کا جواب دینے کے لیے قلم اٹھایا تو ۵۶۸ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب وجود میں آگئی۔

بڑھے جو مجاہد تو بولے نقیب
نہر من اللہ و فتح قریب
جس متانت اور سنجیدگی سے آپؑ نے اس خط کا

جواب لکھا ہے یہ انہی کا خاصہ ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ”اجتہادی صاحب“ کی گرفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”آنجناب تو ان عقائد سے انکار فرماتے ہیں مگر آپ کے اکابر کی کتابوں میں موجود ہیں، آپ خود ہی فیصلہ فرمادیں کہ آپ سچ فرماتے ہیں؟ یا آپ کے اکابر کی تصنیفات کو سچا سمجھا جائے؟“

اس کتاب میں شیعہ کے عقیدہ امامت، شیعہ اور قرآن پاک، صحابہ کرامؓ اور حدیث ”اصحابی کالنجوم“ پر مدلل و محقق بحث کی گئی ہے۔ آج اس کتاب کو ۱۸ سال ہو چکے

جس شخص، گروہ یا جماعت نے اسلام کے مسلمہ اصولوں سے روگردانی کی کوشش کی مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ نے بغیر کسی مصلحت، اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے میدان عمل میں اتر کر امت مسلمہ کی صحیح صحیح رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

ہیں مگر الحمد للہ آج تک کسی شیعہ مصنف کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور حقیقت اپنی جگہ ظہر من الشمس ہے کہ جس طرح حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی کتاب ”تحفہ اثنا عشریہ“ جسے شائع ہوئے ایک صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر شیعہ اس کے جواب سے قاصر ہیں بعینہ اس کتاب لا جواب کے جواب سے ملت جعفریہ عاجز و

آپؑ نے اسی ترجمہ کو بنیاد بنا کر شیعہ کی صحابہ کرامؓ اہل بیت عظامؓ اور حضور پاک ﷺ کے ساتھ دشمنی کو زندہ کرتے ہوئے ان کے کفر و نفاق اور الحاد و زندقہ پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

آج اس کتاب کو شائع ہوئے تیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک کسی شیعہ مجتہد سے اس کا جواب

میں سائیلان کو اس کے بجائے عدالت سے یہ درخواست کرنی چاہیے کہ وہ تمام شیعہ لٹریچر ضبط کیا جائے۔ جس میں موجودہ قرآن پاک کو تحریف شدہ بتلایا گیا ہے، جس میں حافظین قرآن صحابہ کرامؓ کو منافق، مرتد اور شراب خور کہا گیا ہے۔ اور جس میں قرآن پاک پر سے مسلمانوں کا ایمان متزلزل کرانے کے لیے آئمہ معصومین کو تحریف قرآن پاک

قاصر ہے اور انشاء اللہ قیامت کی صبح تک رہے گی۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ایک شیعہ مغالطہ کا حل:

”انتہاء المؤمنین“ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا فارسی رسالہ تھا۔ جس میں ایک شیعہ کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ ایک شیعہ نے مشکوٰۃ

میں لایا گیا۔ جس نے بعد ازاں جلسے، جلوسوں، احتجاج اور دھرنوں کے علاوہ پارلیمنٹ پر قبضہ کر کے ”فقہ جعفریہ“ نے شیعہ کا الہی و سیاسی وصیت نامہ شائع کر کے تقسیم کیا۔ جسے بعد ازاں ایک شیعہ ماہنامہ ”المبلغ“ سرگودھانے اپنی جون، جولائی 1990ء کی اشاعت میں بھی شامل کیا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ شیعہ کے آخری دعویٰ حضرت حسینؑ کی شہادت پر نمبر ۴ کے تحت لکھتے ہیں۔ جب حضرت امام حسینؑ ہیمان کوفہ کی غداری کے نتیجہ میں خاک و خون میں تڑپا دیئے گئے تو ان ہیمان حسینؑ کو اپنے مجرمانہ فعل کا احساس ہوا، اور تو ابین پارٹی قائم ہوئی۔ حضرت حسینؑ زبان حال سے اپنے ان شیعوں کی شکایت

جب شیعان حسین کو اپنے مجرمانہ فعل کا احساس ہوا تو ”تو ابین“ پارٹی قائم ہوئی جو 1372 سال سے ہر سال اپنی بے وفائی پر ماتم حسین کرتے ہیں مگر ان کا یہ عظیم گناہ اب تک معاف نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔

شریف کی ایک حدیث کے حوالے سے جناب مولانا الہی بخشؒ پر اعتراض کیا اور اس حدیث کا مصداق معلوم کرنا چاہا، اعتراض یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ مگر صحابہ کرامؓ سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ ان کو خلیفہ بنائیں گے۔ مولانا الہی بخشؒ نے یہ سوال حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں بھیج دیا تو آپؒ نے ان کا شانی و مسکت جواب دے کر اس حدیث کی وضاحت فرمائی۔ یہ رسالہ چونکہ فارسی زبان میں قلم بند کیا گیا تھا جس سے آج کے اس دور میں استفادہ کرنا مشکل تھا چنانچہ مولانا یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ نے اس عجیب و غریب علمی رسالہ کا فارسی سے اردو ترجمہ کر کے اس رسالہ کا نام رکھا ہے ”ایک شیعہ مغالطہ کا حل“ یہ رسالہ حسن ظاہری کے ساتھ حسن معنوی سے بھی معمور ہے۔

شمینی کا وصیت نامہ:

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد تیل اور ڈالر کے بل بوتے پر تمام قدیم شیعہ کتب از سر نو طباعت کے مراحل سے گزار کر دیگر ممالک میں ایرانی سفارت خانوں ”خانہ

”میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ ملت ایران اور دور حاضر میں اس کے دسیوں لاکھ عوام، عہد رسول اللہ ﷺ کی ملت حجاز اور امیر المؤمنین اور حسین بن علیؑ کی ملت کوفہ و عراق سے بہتر ہیں۔ وہ حجاز کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسلمان بھی آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔۔۔۔۔

خداوند تعالیٰ نے سورہ توبہ کی چند آیات میں ان کی مذمت کی اور ان کے لیے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے اس حد تک رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ منسوب کیا کہ روایت کے مطابق حضور پاک ﷺ نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی اور اہل عراق و کوفہ نے امیر المؤمنین کے ساتھ اتنی بدسلوکی کی اور آپ کی اطاعت سے اس حد تک سرکشی کی کہ روایات اور تاریخ کی کتابوں میں حضرت نے ان کی جو شکایات کی ہیں وہ معروف ہیں۔ اور عراق و کوفہ کے مسلمانوں نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ کیا، اس کے آپ واقف ہیں۔ جن لوگوں نے ان کی شہادت میں اپنے ہاتھ کو آلودہ نہیں کیا وہ معرکہ سے بھاگ

ضرور کرتے ہوں گے۔ کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیمیاں کا پشیمیاں ہونا چنانچہ شیعہ جب سے اب تک ہر سال اپنی بے وفائی پر ماتم حسین کرتے ہیں۔ مگر 1372 سال گزر جانے کے باوجود ان کا یہ گناہ عظیم اب تک معاف نہیں ہوا۔ اور نہ قیامت تک ہوگا۔ جن لوگوں نے ہیمان علی اور ہیمان حسین کا لبادہ اوڑھ کر ان اکابر کے ساتھ غداری کی، اللہ پاک امت مسلمہ کو ان کے نفاق و شقاق سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (ماہنامہ ”بینات“ کراچی محرم الحرام ۱۴۱۱ھ) ایران سے تحریف شدہ قرآن کی اشاعت اور ایرانی سفارت خانہ کی وضاحت:

روزنامہ جنگ لاہور 26 اکتوبر 1986ء مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی۔

”حکومت نے ایک ایرانی ادارے ”سازمان چپ و اشتہارات جاودان ایران“ کے شائع کردہ قرآن پاک کے نسخوں کی ملک میں درآمد اور تقسیم پر بھی پابندی لگادی ہے۔ اور انہیں ضبط کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ کارروائی وفاقی وزارت مذہبی امور نے جامع مسجد خضر علی کے امام ادارہ فکر اسلامی کے ڈاکٹر حبیب الرحمن اور بعض دوسرے مسلمانوں کی شکایت کی بنا پر کی ہے۔ ان کے بیان کے مطابق قرآن پاک کے ان نسخوں کے متن میں مبینہ طور پر رد و بدل کیا گیا ہے۔ وزارت نے چھان بین کے بعد اس امر کی توثیق کر دی ہے کہ قرآن پاک کے مذکورہ نسخوں کے متن میں تحریف ہوئی ہے۔ جو اشاعت قرآن پاک ایکٹ مجریہ 1973ء کی خلاف ورزی ہے۔ اس خبر کی اشاعت کے فوراً بعد ایرانی سفارت خانہ اسلام آباد کی طرف سے ایک وضاحتی اشتہار تمام بڑے

ایران میں قرآن پاک کا ترمیم شدہ نسخہ چھاپا جاتا ہے اور بعد میں ”تقیہ“ کا سہارا لے کر فرمایا جاتا ہے کہ ”یہ حرکت کسی دشمن اسلام نے کی ہوگی“ حالانکہ شیعوں سے بڑھ کر دشمن اسلام کون ہے؟

گئے۔ یا خاموش بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ تاریخ کا مجرمانہ فعل انجام پایا۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ نے درج بالا اقتباس میں کئے گئے خمینی کے پانچوں دعوؤں کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیتے ہوئے قرآن و حدیث، اجماع امت اور تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں ان کا رد فرمایا ہے جو کہ لائق مطالعہ ہے۔

فرہنگ ایران“ کے ذریعے مفت تقسیم کی گئیں۔ جن کا مقصد دیگر ممالک میں شیعہ انقلاب کی راہ ہموار کرنا تھا۔ ایک طرف یہ شیعہ کتب کی شائع و تقسیم ہو رہی تھیں دوسری طرف خمینی کے افکار و نظریات کے فروغ کے لیے پاکستانی شیعہ سرگرم عمل تھے۔ چنانچہ پاکستان میں شیعہ انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے ”تحریک نفاذ فقہ جعفریہ“ کا قیام عمل

صحابہ دشمنی کی انتہاء

مضامین کا یہ سلسلہ گزشتہ کئی شماروں سے چلا آ رہا ہے جو کہ علامہ ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی نے ”معیار صحابیت“ کے عنوان کے ایک کتاب سے جواب کی شکل میں ممبران پارلیمنٹ کے لیے تیار فرمائے تھے۔ یہ کتاب دراصل سرگودھا کے ایک ریٹائرڈ آرمی کرنل نے ایک ڈاکٹر بشیر حسین طاہر کے ذریعے تیار کی تھی۔ جو قومی اسمبلی میں مولانا محمد اعظم طارق کی طرف سے ناموس صحابہؓ کا جواب تھا جو ممبران پارلیمنٹ کے نام ناموس صحابہؓ بل میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی یہ اس کتاب کے جواب کی پندرہویں قسط قارئین کی اقادہ کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔

بشیر حسین بخاری کی سب باتیں غلط کیوں نکلیں۔
امام جعفر صادقؑ کی بددعا.....

ابو بکر صدیقؓ ہیں، صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ پاک اس کی کوئی بات دنیا اور آخرت میں سچی نہ کرے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)
(بحوالہ کشف الغمہ لعلی بن علیؑ الارونیلی ص ۲۴ طبع قدیم ایران)

بشیر حسین کے بعد ان کے حجتہ الاسلام کا ذوق علم بھی دیکھیں:-

اس کتابچہ کا پیش لفظ حجتہ الاسلام علامہ محمد حسین الساقی پرنسپل جامعۃ الثقلین کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں پرنسپل موصوف نے حضرت براء بن عازبؓ کی ایک روایت نقل کی ہے جب آپ کو کہا گیا کہ آپ نے بیعت رضوان کی فضیلت حاصل کی ہے تو انہوں نے فرمایا.....

اے برادرزادہ! تم کو نہیں معلوم کہ ہم نے ان کے بعد کیا کیا احداث کیے۔ ص ۵
ہم اس کا جواب دے چکے ہیں کہ یہ باتیں تو واضح

امام باقرؑ کیا ان کے والد حضرت امام زین العابدینؑ بھی کہتے ہیں۔

انا الذی اوقرت الخطایا ظہرہ و انا الذی افنت الذنوب عمرہ (صحیفہ کاملہ سجاد یہ ص ۱۱۳ تہران) ترجمہ:..... میں وہ ہوں کہ خطاؤں نے اس کی پشت بوجھل کر دی ہے اور گناہوں نے اس کی عمر ختم کر کے رکھ دی ہے۔

اس صحیفہ میں آپ نے اپنے لیے الظالم المفرط المضیع الاثم ص ۳۸۷..... معتزلاً بذنوبی مقراً بخطایای ص ۳۹۱..... اور..... اتصل الیک من ذنوبی کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔

بعض معاویہ میں قرآنی آیت کی پامالی اور اسے اس کے اصل مفہوم سے پھیرنا:-

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم و ازواجه امہاتہم (پ ۱۲ الاحزاب آیت ۵) ترجمہ:..... نبی مؤمنین پر تاحق رکھتے ہیں کہ انہیں

مطلب نہیں کہ ان کی بہنیں مؤمنین کی خالائیں اور ان کے بھائی ماموں کہلائیں۔ (ص ۷۰)

امہات المؤمنین کے دوسرے رشتے بھی ان ماؤں کے اسی احترام کی نسبت سے لائق تکریم ہیں جہاں بھی ایمان اور رشتہ پایا جائے گا اس نسبت کی تکریم لازم ہوگی۔ اور اس اعزاز سے کسی بھی ام المؤمنین کے بھائی کو خال المؤمنین کہنا جائز ہوگا..... البتہ بے ڈھب کے بغض کا کوئی علاج نہیں۔

بشیر حسین بخاری نے حضرت معاویہؓ کو خال المؤمنین کہنے کے خلاف قلم اٹھایا ہے۔ آپ اس کے دلائل کا جائزہ لیں اور دیکھیں دعویٰ اور دلیل میں کیا یہاں کچھ بھی مطابقت ہے؟ اس کی پہلی دلیل یہ ہے.....

عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمر کو کیوں خال المؤمنین نہیں کہا جاتا ص ۶۹

جواب:-

آپ کو انہیں خال المؤمنین کہنے سے کس نے منع کیا

بعض باتیں تو واضح اور کس نفسی کے طور پر کہی جاتی ہیں اور ہم سے مراد مسلمانوں کی عمومی حالت بیان کرنا مقصود ہوتا ہے

ہے؟ کیا آپ اس کا نام بتا سکیں گے؟ اگر کسی نے انہیں اتفاقاً اس نسبت سے ذکر نہیں کیا تو اس سے آپ نے یہ نتیجہ کیسے حاصل کر لیا کہ اب حضرت ام حبیبہؓ کے بھائی حضرت معاویہؓ کو بھی خال المؤمنین کہنا جائز نہ رہا..... ان دونوں حضرات کی نسبت پہلے سے بہت اونچی ہے اور یہ ان کا حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ سے انتساب ہے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی نسبت سے انہیں خال المؤمنین کہنا یہ دوسرے درجے کی نسبت ہے۔ لیکن حضرت معاویہؓ کے لیے یہی نسبت سب سے اونچی ہے اس لیے انہیں اس اعزاز سے ذکر کیا گیا ہے۔

بشیر حسین کی دوسری دلیل:-

خود بھی اپنے اوپر وہ حق ولایت حاصل نہیں اور آپ ﷺ کی ازواج مؤمنین کی مائیں ہیں۔

یہاں ایمان کے رشتہ سے نبی پاک ﷺ اپنے ماننے والوں پر پورا حق ولایت رکھتے ہیں۔ اور اسی نسبت ایمانی سے آپ کی ازواج پوری امت کی مائیں تسلیم کی جاتی ہیں۔ قرآن پاک نے اسی نسبت سے انہیں مؤمنوں کی مائیں ٹھہرایا ہے۔ سوان ازواج کو دونوں شانیں حاصل ہیں۔ وہ مؤمنات بھی ہیں۔ اور جملہ مؤمنین کی مائیں بھی ہیں۔ اب آپ ہی غور کریں کہ اثنا عشریوں کا یہ عقیدہ کس بے دردی سے اس آیت کے اس مفہوم کو پامال کر رہا ہے۔

ازواج النبی کے امہات المؤمنین ہونے کا یہ

اور کس نفسی کے طور پر کہی جاتی ہیں اور ہم سے مراد ان کی ذات نہیں مسلمانوں کی عمومی حیثیت مراد ہے۔

حجتہ الاسلام پرنسپل صاحب کے علم میں یہ روایات بھی ہوتیں تو شاید وہ یہ بات نہ کہتے۔

کسی نے امام باقرؑ سے کہا کیف اصبحت؟ انہوں نے کہا اصبحتنا غرق فی النعمۃ مدفورین بالذنوب (کتاب الامالی للشیخ طوسی جلد ۲ ص) ترجمہ:..... ہم پر انعامات کی تو بارش رہی لیکن ہم گناہوں میں ڈوبے رہے۔

کیا امام باقرؑ واقعی گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے (معاذ اللہ)

خدا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی ایسا حکم نہیں کہ صرف ایک زوجہ کا بھائی ہی خال المؤمنین کہلا سکتا ہے۔ ص ۶۹

جواب:-

جب اس بات کا کوئی مدعی نہیں تو خواہ مخواہ اس پر منفی دلیل کا مطالبہ جہالت اور سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟ کاش کہ بشیر حسین نے اس پر غور کیا ہوتا۔ ناظرین کرام! آپ اثنا عشریوں کے علم کا اس سے اندازہ کر لیں کس طرح بے تکی ہاںکتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت نبی پاک ﷺ اور امہات المؤمنین کے صرف مقام تکریم اور حق ولایت کو بیان کر رہی ہے رہا ان سے (امہات المؤمنین سے) امت کے مردوں کا نکاح ناجائز ہونا تو یہ اس بات میں نہیں۔ اس کا حکم ایک دوسری آیت میں دیا گیا ہے۔ یہ آیت اکیسویں پارے کی ہے اور وہ بائیسویں پارے کی ہے۔

ترجمہ:..... اور جب تم مانگو ان بیبیوں سے کوئی کام کی چیز تو ان سے مانگو پردے کے باہر سے اس میں پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کی اور ان کے دلوں کی اور تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو کوئی تکلیف دو اور نہ یہ کہ تم اس کی ازواج کے ساتھ اس کے بعد نکاح کرو بے شک یہ تمہاری بات اللہ کے ہاں ایک بڑا گناہ ہے۔

(پ ۲۲ الاحزاب آیت ۵۳)
اس آیت نے امت کے مردوں کا ازواج مطہرات سے حضور پاک ﷺ کے بعد نکاح کرنا حرام ٹھہرایا ہے۔ اس آیت میں صرف ان کے تعظیماً اور اکراماً مومنہ اور ماں ہونے کا بیان ہے۔ جب یہ نسبت خود اکرامی ہے (رشتوں کے حلال اور حرام ہونے کے لیے نہیں) تو اس نسبت سے اور رشتے کیوں لائق تکریم نہ ہوں گے۔ امہات المؤمنین کے بھائیوں کو کیوں خال المؤمنین نہ کہا جاسکے گا؟ بشیر حسین

خال المؤمنین کہا جاسکے گا۔
ہاں نکاح کی حرمت کے اعتبار سے حالات

قرآن کریم میں ازواج مطہرات کو امت کے مردوں کی مائیں کہا ہے۔ وازوجہ امہاتہم حضرت عائشہ

اخوات المؤمنین اور اخوال المؤمنین کا انکار مسائل نکاح کی رو سے ہے۔ اکرام و تعظیم کی رو سے نہیں، مسائل نکاح کو تعظیماً اور اکرامی القابات میں لانا اہل علم کے ہاں کسی درجے میں لائق قبول نہیں ہے۔

صدیقہؓ اس سے استدلال کرتی ہیں کہ یہ اکرام صرف مردوں میں چلے گا عورتوں میں نہیں۔ مجھے ام المؤمنین عورتیں نہ کہیں مرد کہیں۔ سو اس نسبت کے پھیلاؤ سے کسی عورت کو خالہ المؤمنین نہ کہا جائے گا لیکن مردوں کو اس ایمانی اور اکرامی نسبت سے خال المؤمنین کہا جاسکے گا۔ اس میں شرعاً رکاوٹ نہیں ہے۔

ترجمہ:..... حضرت مسروقؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ کو کہا۔ اے ماں آپ نے فرمایا میں عورتوں کی ماں نہیں ہوں تمہارے مردوں کی ماں ہوں۔ بشیر حسین لکھتا ہے۔

معاویہ کے جو شیدائی کتاب و سنت کی تمام حدود کو توڑتے ہوئے اسے خال المؤمنین کے لقب سے ملقب..... تو پھر ابوسفیان کو نانا جان..... کہنے میں بھی شرم محسوس نہ کرنا چاہیے۔ (ص ۷۶)

یہ سراسر جھوٹ ہے کتاب و سنت نے کوئی حد نہیں لگائی کہ تم امیر معاویہؓ کو خال المؤمنین نہیں کہہ سکتے؟ کتاب و سنت میں یہ کہیں نہیں جب کوئی حکم نہیں تو اس حد کو توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رہا بشیر حسین کا جھوٹ بولنا اور کتاب و سنت میں سے ممنوع بتلانا تو اس پر ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں یہ جھوٹ بولتے ہوئے اسے کچھ شرم تو محسوس کرنی چاہیے تھی۔

رہا یہ مسئلہ کہ پھر اہل سنت ابوسفیانؓ پر جد المؤمنین کا لفظ کیوں نہیں بولتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے نام کے ساتھ پہلے علماء سے ہمیں یہ لقب نہیں ملتا بخلاف حضرت امیر معاویہؓ کے کہ ان کو خال المؤمنین کہنے کا ثبوت ہمیں ان کے نام کے ساتھ پہلی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ (۷۴۷ھ) امیر معاویہؓ کے ترجمہ میں صراحت سے انہیں خال المؤمنین لکھتے ہیں

وہو معاویہ بن ابی سفیان.....
خال المؤمنین و کاتب وحی رسول

المؤمنین اور اخوال المؤمنین کی نسبتیں قائم نہ ہوں گی مفسرین نے جہاں بھی ان نسبتوں کی نفی کی ہے وہ رشتے اور نکاح کے سلسلہ میں کی ہے۔ تعظیم اور اکرام کے پہلو سے نہیں اکراماً انہیں اخوال المؤمنین اور خالات المؤمنین کہنے میں قرآن و سنت میں کوئی مانع نہیں ہے۔

اب ہم اس عبارت کو نقل کرتے ہیں جسے بشیر حسین نے ص ۴۷ پر نقل کیا ہے۔ ہم قارئین کو انصاف کی دعوت دیتے ہیں اور سوچیں کہ کیا یہ ممانعت نکاحوں کے سلسلہ میں ہے یا اکرام و تعظیم کے سلسلہ میں؟ اس عبارت کو اس کے پورے سیاق و سباق کے ساتھ پڑھیے۔

امام شافعیؒ اور دیگر محققین کی تائید مزید:-

ترجمہ:..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب تم ان بیبیوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو ان کی بیٹیوں کو مؤمنین کی بہنیں نہیں کہا جاتا اور نہ ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مؤمنین کے ماموں اور خالائیں کہا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ سے نکاح کیا اور وہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں۔ حضرت اسماءؓ کو خالہ المؤمنین نہیں کہا گیا اور حضور پاک نے اپنی بیٹیاں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے نکاحوں میں دیں۔

(تفسیر مظہری جلد ۷ ص ۲۸۶)

اخوات المؤمنین اور اخوال المؤمنین کی نسبتوں کا یہ انکار مسائل نکاح کے رو سے ہے۔ اکرام و تعظیم کی رو سے نہیں

ام المؤمنین کی نسبت کے پھیلاؤ سے کسی عورت کو خالہ المؤمنین نہ کہا جائے گا لیکن مردوں کو اس ایمانی اور اکرامی نسبت سے خال المؤمنین کہنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے

مسائل نکاح کو تعظیماً اور اکرامی القابات میں لانا اہل علم کے ہاں کسی درجے میں لائق قبول نہیں ہے۔ یہاں انگلینڈ میں جو بچیاں اپنے باپ کے ملنے والوں کو انکل کہتی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ ان سے ان کا نکاح حرام ہو جاتا ہے۔ کہ وہ چچا ہو گئے تھے اور چچا محرم ہوتا ہے۔

اکرامی نسبتیں بھی صرف مردوں میں چلیں گی:-

نے تفسیر کبیر جلد ۲۵ ص ۲۲۵، لباب الخ قول ص ۱۸۳ اور تفسیر مظہری جلد ۷ ص ۲۸۶ اور بیان القرآن حضرت تھانویؒ ص ۸۳۲ سے جو حوالے دیئے ہیں وہ اس دوسری آیت سے متعلق ہیں۔ ازواج کو امہات المؤمنین قرار دینے والی آیت اور ہے۔ اور اس نسبت سے امہات المؤمنین کے جملہ رشتہ داروں کو یہ اکرامی نسبت حاصل ہے اور ان کے بھائیوں کو

شیعہ کامکروفریب

دشمنانِ اصحابِ رسول ﷺ کی طرف سے تاریخی کتب میں رد و بدل اور اہم تاریخی واقعات میں اپنے مطلب کی باتیں شامل کر کے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی وارداتوں کو بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین حضرت مولانا محمد علی نقشبندیؒ نے اپنی معرکتہ آراء کتاب ”میزان الکتاب“ میں شکار کر دیا ہے۔ اس کتاب سے ہر ماہ ایک موضوع قارئین کے مطالعہ کے لیے شائع کیا جاتا ہے تاکہ دشمنانِ اصحابِ رسول ﷺ کی اسلام کے خلاف سازشوں کا علم ہو سکے (ادارہ)

مودۃ القربے مصنفہ سید علی ہمدانی:

”مودۃ القربے“ اصل تو عربی میں تصنیف ہوئی۔ پھر اس کی شروحات اور حواشی بھی لکھے گئے۔ بالآخر خیر خواہوں نے مفید عام بنانے کے لیے اس کا ترجمہ بھی کیا۔ اس کے مطالعہ سے ہر صاحب مطالعہ بآسانی سمجھ جاتا ہے کہ اس کا مصنف شیعہ ہے۔ کیونکہ عقائد شیعہ سے یہ کتاب بھری پڑی ہے۔ لیکن ”تقیہ“ کا کارنامہ دیکھیے۔ ایسے کفر شیعہ کی کتاب کا ترجمہ جب شائع کیا گیا تو اس کے ٹائٹل پر یہ الفاظ لکھ کر دھوکہ دینے کی قبیح کوشش کی گئی۔

”زاد العقیل“ ترجمہ مودۃ القربے مولفہ حضرت سیدنا ہمدانی شافعی سنی المذہب“ یہ انداز صرف اور صرف اس لیے اختیار کیا گیا۔ تاکہ اسے پڑھنے والا اسے اہل سنت کی کتاب سمجھے۔ اور اس میں درج نظریات کو بھی سنیوں کے عقائد جان کر ان پر کار بند ہونے کی کوشش کرے۔ اس کے ترجمہ کرنے والے کا نام مولوی سید شریف حسین شیعہ ہے۔ بھلا اس ”شریف“ آدمی سے کوئی پوچھے کہ اگر صاحب مودۃ القربے اہل سنت کا عالم ہے تو تمہیں کس کتے نے کاٹا تھا کہ اپنے مخالف کی کتاب کا ترجمہ کرنے بیٹھ گئے۔ ”اور ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا“ کے مصداق اسے چھاپنے کی ”سعادت“ امامیہ کتاب خانہ لاہور نے حاصل کی۔ ان آثار و علامات سے جاننے والے پہچان جاتے ہیں۔ کہ اندرون خانہ کیا ظاہر کیا گیا؟

اس کتاب سے ایک حوالہ کہ جس کے ذریعہ اسے اہل سنت کی معتبر کتاب کہا گیا ملاحظہ ہو۔ پھر اس بارے میں تحقیق پیش خدمت ہوگی۔

قول مقبول:

”جناب فاطمہ زہراؑ کے حق مہر کا بیان“:

اہل سنت کی معتبر کتاب مودۃ القربے.....

ترجمہ..... ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اللہ پاک نے تیری شادی میری

بٹی فاطمہؑ سے کی ہے۔ اور میری بچی کا حق مہر خدا نے تمام زمین قرار دیا۔ جو آپ سے بغض رکھتے ہوئے زمین پر چلے گا تو اس کے لیے زمین پر چلنا حرام ہے۔ ”مودۃ القربی صفحہ نمبر 108“ (قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص 92-95) جواب..... مودۃ القربی اور اس کے مصنف کے

اقتباس نمبر 2.....

ترجمہ..... امام علی بن حسینؑ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسیؓ کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے کہ ان کا گزر ہم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہم میں سے ایک شخص کہہ رہا

نجفی کا صاحب مودۃ القربی کو اہل سنت میں سے گردانا، اس کے پرے درجے کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہو۔ حقیقت آشکار ہو جانے پر نجفی کو اپنے لکھے اور کیے پر معافی مانگنا چاہیے۔

تھا کہ اگر میں چاہوں تو تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو ہمارے پیغمبر کے بعد اس ساری امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابو بکرؓ و عمرؓ سے برتر اور بہتر ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی تب سلمانؓ نے کہا آگاہ ہو۔ خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو بے شک میں تم کو ایسے شخص کے حال سے آگاہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اس تمام امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابو بکرؓ و عمرؓ سے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر سلمان روانہ ہوئے۔ تب لوگوں نے ان سے کہا۔ اے ابو عبد اللہ! تم نے بیان نہ کیا۔

سلمان بولے..... کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ نزاع کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کیا..... یا رسول اللہ ﷺ آیا آپ نے کسی شخص کو اپنا وصی مقرر کر دیا ہے؟ فرمایا اے سلمان آیا تم اوصیاء کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدم کے وصی شیث تھے۔ اور وہ تمام اولادِ آدم سے جو ان کے بعد باقی رہی بہتر تھے۔ اور نوحؑ کے وصی سام تھے جو ان سب سے افضل تھے جن کو حضرت نوحؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشع تھے۔ اور وہ ان سب سے افضل تھے۔ جو حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہے۔ اور حضرت سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا تھے اور ان تمام لوگوں سے جن کو حضرت سلیمانؑ نے اپنے

بارے میں تحقیق کہ وہ کس مذہب سے متعلق ہیں۔ ہم وہی دو طریقے اپنا رہے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کریں گے۔ اور دوسرا طریقہ یہ کہ اس کے مصنف کے بارے میں خود شیعہ علماء کی زبانی چند حوالہ جات پیش کر کے قارئین کرام کو حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ لیجئے پہلے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں.....

صاحب مودۃ القربے ہمدانی کا تشیع اس کی تحریرات کے آئینہ میں:

اقتباس نمبر 1.....

ترجمہ..... اور امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ ”اے ایمان والو سب کے سب سلم

علی ہمدانی نے جو احادیث اس کتاب میں ذکر کیں اسے یہ تمام احادیث کہاں سے ملیں؟

میں داخل ہو جاؤ“ میں سلم سے مراد علیؑ اور ان کے اوصیاء کی ولایت ہے جو علیؑ کے بعد ہوئے۔

(زاد العقیل اردو ترجمہ مودۃ القربے ص 52)

بعد چھوڑا بہتر تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے وحی شمعون بن فرخیا تھے جو ان لوگوں سے بہتر تھے۔ جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد باقی رہے۔ اور میں نے حضرت علیؑ بن ابی طالب کو اپنا وحی کیا ہے اور وہ سب لوگوں سے جن کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں بہتر اور افضل ہیں۔ (زاد المعاد ترجمہ مودۃ القربی ص ۶۲، ۶۳) تو ضیع:.....

آیت کریمہ میں ”سلم“ سے مراد ولایت علی اور ولایت ائمہ اہل بیت لے کر مصنف نے اپنی شیعیت کا اظہار کر دیا۔ اور اس کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰؑ کو ”وحی رسول اللہ“ کا عقیدہ بلکہ تمام ائمہ اہل بیت کو ”وحی“ کون کہتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ولایت علیؑ افضلیت علی مطلقاً، وحی رسول وغیرہ کے عقائد صاحب مودۃ القربی نے اپنے بیان کیے۔ اور سبھی جانتے ہیں کہ مذکورہ عقائد اہل تشیع کے ہیں۔ ابو بکرؓ و عمرؓ سے حضرت علی المرتضیٰؑ کی افضلیت بھی عقائد اہل تشیع کے ہیں۔ ان عقائد سے علی ہمدانی صاحب مودۃ القربی کا اہل تشیع میں سے ہونا واضح ہو گیا۔

اقتباس نمبر 3:.....

ترجمہ:..... ابو ذر غفاری سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور میرے بعد میری امت کے لیے اس شریعت کو بیان کرنے والا ہے جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے اس کی محبت ایمان ہے اور اس کی دشمنی نفاق ہے اور اس کی طرف نظر کرنا رافت و مہربانی ہے اور اس کی دوستی عبادت ہے۔ حافظ ابو نعیم نے اپنے استاد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اقتباس نمبر 4:.....

ترجمہ:..... اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن علیؑ اور اس کے شیعہ ہی نجات و دستکاری پائیں گے۔

بارہ وحی ہوں گے۔ ان میں سے اول علیؑ ہے۔ اور آخری قائم آل محمد مہدیؑ آخر الزمان علیہ السلام ہے۔

اقتباس نمبر 6:.....

مندرجہ بالا حوالہ جات میں صاحب مودۃ القربی کے عقیدہ کے مطابق حضرت علی المرتضیٰؑ کے علم کے برابر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ان کی موجودگی میں کسی کو امامت زیب نہیں دیتی۔ بروز حشر کامیابی صرف شیعیان علی کو ہوگی۔ حضرت

صاحب الذریعہ نے سید علی ہمدانی کی ان مصنفین میں شمار کیا جو شیعہ ہوئے نور اللہ شتری نے اس کے اہل تشیع ہونے پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔

علی المرتضیٰؑ ان کے بعد تمام ائمہ اہل بیت معصوم ہیں۔ اس لیے ہم انہی کی اتباع کرتے ہیں۔

قارئین کرام! یہ عقائد و نظریات رکھنے والا یقیناً اہل تشیع میں سے ہو سکتا ہے کسی سنی کو یہ عقائد زیب نہیں دیتے۔ ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے نجفی کا صاحب مودۃ القربی کو اہل سنت میں سے گردانا یا تو اس کے پرلے درجے کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر یہی وجہ ہے تو حقیقت آشکار ہو جانے پر نجفی کو اپنے لکھنے اور کہنے پر معافی مانگنی چاہیے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ سب کچھ دین کو بیچنے کے مترادف ہے اور عوام کو دھوکہ اور فریب دینا ہے اللہ پاک کے ارشاد کے مطابق..... ”وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ“۔ خود ہی اس فریب کا شکار ہو گیا۔

اب صاحب مودۃ القربی کے بارے میں دوسرا طریقہ اپناتے ہیں یعنی شیعہ محققین کی کتب سے اس کے عقائد و نظریات کے بارے میں حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

الذریعہ:.....

ترجمہ:..... سیدنا علی ہمدانی متوفی ۸۶ھ کی کتاب مودۃ فی القربى ۱۳۱۰ھ میں ینایع المودۃ کے ساتھ ایک جلد میں چھپی اور قاضی نور اللہ عرشی نے اس کے شیعہ ہونے پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ مجالس المؤمنین میں علی ہمدانی کا تذکرہ موجود ہے۔

الذریعہ:.....

ترجمہ:..... ”اخلاق محرم“ سید علی بن شہاب الدین ہمدانی کی تصنیف ہے جو ۸۶ھ میں فوت ہوا۔ کشف الظنون میں اس کتاب کی نسبت اسی مصنف کی طرف کی گئی ہے۔ ہمدانی کے شاگرد سید نور الدین جعفر بدخشی نے خلاصۃ المناقب میں بھی اس کے حالات لکھے اس سے کچھ باتیں قاضی نور اللہ نے مجالس المؤمنین میں بھی درج کیں۔

ترجمہ:..... اور اصغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نوامام جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے پاک و پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم و محفوظ ہیں۔

اقتباس نمبر 7:.....

ترجمہ:..... عبد اللہ جویشقہ بن مرہ عمیری نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب کے پاس دو شخص طلاق کینز کا مسئلہ پوچھنے آئے تب عمر آدمیوں کے ایک حلقہ کے پاس گئے۔ جس میں ایک اصلح شخص موجود تھا۔ اس سے کہا اے اصلح طلاق کینز کی بابت تیری کیا رائے ہے۔ اس نے انگلیوں سے جواب دیا۔ اور کلے کی انگلی سے اشارہ کیا۔ اس وقت عمر ابن خطاب ان دونوں شخصوں کی طرف متوجہ ہوئے ان میں سے ایک بولا..... سبحان اللہ ہم تیرے پاس آئے تھے کہ تو امیر المؤمنین ہے اور تجھ سے ایک مسئلہ پوچھا تھا اور تو ایک ایسے شخص کے پاس آیا جس نے خدا کی قسم تجھ سے بات تک بھی نہ کی۔ یہ سن کر عمرؓ نے اس سے کہا تو جانتا ہے کہ یہ شخص کون ہے۔ وہ دونوں بولے نہیں..... عمرؓ نے کہا یہ علیؑ بن ابی طالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اگر آسمان اور زمین کے رہنے والوں کے ایمان تو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے۔ اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ کر دونوں کو تولی جائے تو علی بن ابی طالب کا ایمان ہی سب سے بھاری ہوگا۔ (زاد المعاد ص ۶۸، ۶۹)

توضیح:.....

ترجمہ:..... اور عباس ابن ربیع سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں پیغمبروں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔ اور میرے بعد

ولایت علیؑ کا مفہوم

سابق شیخ مجتہد امیر رضا شاہی

آیت میں فصاحت فرمائی ہے کہ جس تفحیک و استہزاء اور جاہلانہ اعتراضات سے آپ کا مقابلہ کیا جا رہا ہے ان کی وجہ سے استقامت میں لغزش نہ آنے پائے۔ اور جو وحی آپ پر نازل کی گئی ہے اس کے اظہار و اعلان و دعوت حق میں کسی قسم کی کمی نہ آنے پائے۔ آپ کبھی یہ نہ سوچیں کہ میں فلاں بات کے لیے کہوں جب کہ لوگ سنتے ہی مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے، کوئی سننے یا نہ سننے، کوئی مذاق اڑائے یا سنجیدگی سے غور کرے، آپ ہلاکم و کاست اسے بیان کرتے رہیں اور بلا خوف لوگوں کو دعوت حق دیتے رہیں۔ سب معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں اور ان معاملات کو بہتر طور پر جانتا ہے آپ اپنا فرض ادا کرتے رہیں مولوی مقبول احمد دہلوی مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسَىٰ وَلَمْ
نَجِدْ لَهُ عَزْمًا. (سورہ طہ آیت نمبر ۱۵)

کہ اصول کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ واللہ (اللہ پاک کی قسم) جناب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی.....

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ كَلِمَاتٍ فِي
مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ
وَالْحُسَيْنِ وَالْإِثْمَةَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسَىٰ

اور قبل ازیں ہم نے آدمؑ سے چند کلمات کے ساتھ عہد لیا، یہ مذکورہ عہد محمد ﷺ، علیؑ، فاطمہؑ، حسینؑ اور تمام ائمہ کرام علیہ السلام کے بارے میں تھا پس آدمؑ

کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا اور کچھ لوگوں کو جن میں میں بھی تھا بلا کر اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا حج میں یہ احکام سنائے جائیں یا نہیں؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ کیا جواب دیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے گریہ (رونا) فرمایا اور جبریل امین نے یہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ امر خدا کے پہنچانے سے تنگ دل ہوتے ہیں؟

**شیعوں کے نزدیک قرآنی پیش
گوئی کے مطابق ولایت علیؑ کے
بغیر دین اسلام ناقص اور نامکمل ہے**

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اے جبریل! یہ بات نہیں ہے بلکہ میرا پروردگار جانتا ہے کہ قریش کے ہاتھوں سے مجھے کتنی اذیتیں پہنچی ہیں جب کہ انہوں نے میری رسالت کا اقرار نہ کیا تو پروردگار عالم نے مجھے ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور آسمان سے میری نصرت کے لیے لشکر بھیجے اور انہوں نے میری مدد کی پھر وہ میرے بعد علیؑ علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کیونکہ لیں گے۔“ یہ سن کر جبریل امین چلے گئے تو اس کے بعد پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (قرآن پاک مترجم مولوی مقبول احمد دہلوی ص ۱۳۳-۱۳۴) مذکورہ آیت کریمہ کا صحیح معنی و مفہوم یہ ہے ”اور اگر تم تبلیغ میں کوتاہی کرو جو تم پر نازل ہوئی اور اپنا سینہ تنگ کرو ان کی اس بات کے کہنے پر کہ اس پر خزانہ کیوں نازل نہیں کیا گیا اور کیوں نہیں آیا اس کے ساتھ فرشتہ، تم محض خبردار

قارئین کرام! کتاب اللہ کے محرف تسلیم کرنے کے بعد دوسرا مسئلہ ”ولایت علیؑ“ ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امت مسلمہ کے نزدیک توحید الہی کے بعد رسالت رسول اکرم ﷺ کا رتبہ ہے، برعکس شیعوں کے کہ ان کے نزدیک منصب ولایت علیؑ منصب رسالت رسول اکرم ﷺ سے افضل و اعلیٰ ہے بلکہ مظہر توحید الہی ہے۔

شیعوں کے ہاں حقیقی معنوں میں جناب محمد ﷺ کو اللہ پاک نے ولایت علیؑ کے اعلان کرنے کے لیے معبوث فرمایا تھا لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان ولایت علیؑ کی بجائے اعلان رسالت کر کے بذات خود اپنا ڈنکا بجادیا۔ تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان رسالت میں کوئی اندیشہ محسوس نہ کیا اور نہ ہی اندوہ گیس ہوئے اور نہ ہی اپنے احباب و اقارب سے خائف ہوئے۔ بلکہ اعلان ولایت علیؑ کے بارے میں غمگین اور پس و پیش کرتے رہے۔

قارئین کرام! ذرا ان کے مترجم قرآن پاک سے اعلان ولایت علیؑ کے پیش قیمت موتی اور انمول جواہر پارے ملاحظہ فرمائیں۔

مقبول احمد دہلوی مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ
وَضَائِقٌ بِهِ صُلُوكُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أَنْزَلَ
عَلَيْهِ لَنَزَلْنَا وَجَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ط إِنَّمَا أَنْتَ
نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ.
(سورہ ہود آیت نمبر ۱۲)

شیعوں کے ہاں جناب محمد ﷺ کو اللہ پاک نے ولایت علیؑ کے اعلان کرنے کے لیے معبوث فرمایا تھا لیکن پیغمبر ﷺ نے اعلان ولایت علیؑ کی بجائے اعلان رسالت کر کے بذات خود اپنا ڈنکا بجادیا۔

مذکورہ عہد کو بھول گئے۔ (قرآن مجید مترجم مولوی مقبول احمد دہلوی ص ۱۳۷) آیت کریمہ مذکورہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے ”اور ہم نے

کرنے والے ہو، آگے ہر چیز کا حوالہ دار اللہ ہے۔ اللہ پاک نے اپنے رسول اکرم ﷺ کو مذکورہ

کہ تفسیر عیاشی میں زید بن ارقم سے یہ روایت منقول ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منافقوں کی تکذیب

آدم کو اس سے پہلے حکم دیا تھا سو اس سے غفلت ہوئی اور ہم نے اس میں ہمت نہ پائی۔“

ولایت علیؑ کے بغیر دین ناقص ہے:

برادرانِ اسلام! شیعوں کے نزدیک قرآنی پیش گوئی کے مطابق ولایت علیؑ کے بغیر دین اسلام ناقص اور نامکمل ہے، جس وقت آیت تکمیل اسلام یعنی (الْيَوْمَ اكْمَلْتُ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا) نازل ہوئی اس وقت یوم الجمعہ، روز عرفہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کے

ولایت علیؑ کا عہد لیا اور خاص کر ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے بھی مذکورہ عہد لیا گیا لیکن آدم علیہ السلام بہت جلدی ولایت علیؑ کا عہد بھول گئے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا۔ اور مزید یہ کہ تمام انبیائے کرامؓ سے بھی ائمہ معصومین کرام کی امامت و خلافت کا عہد لیا گیا۔ (قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی ص ۶۳۷) چند غور طلب باتیں:

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں شیعوں کی ولایت حضرت علیؑ کے مفہوم سے چند امور واضح ہوئے جو نذر

شیعیان علیؑ کے ہاں ولایت علیؑ کا منصب تو حید باری تعالیٰ کے بعد اہم ترین منصب ہے۔ منصب نبوت و رسالت کا درجہ منصب ولایت علیؑ سے کم تر ہے۔

سامنے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَعَلَيْ مَوْلَاً“ میں جس کا حاکم و ناصر ہوں اس کا حاکم و ناصر علیؑ ہے“

اکمال دین اور اتمام نعمت اسلام علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت سنا دینے پر موقوف ہے، بالآخر سخت تاکید کے ساتھ مندرجہ ذیل آیت اتری.....

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ..... الخ
(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی ص ۲۳۴)

ایک من گھڑت دُعا:

شیعوں کے نزدیک امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر نمازوں میں مندرجہ ذیل دعائیہ کلمات با واز بلند پڑھتے تھے اور آپؐ کے پیچھے متقدمی صحابہ کرام باہوش و حواس سنتے تھے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں.....

اَللّٰهُمَّ هَبْ لِعَلِيِّ الْمُوَدَّةَ فِيْ صُدُوْرِ الْمُتَوَمِّينَ وَالْهَيْبَةَ وَالْعِظَمَةَ فِيْ صُدُوْرِ اَلْمُنَافِقِيْنَ.....

یا اللہ تو مومنوں کے دل میں حضرت علیؑ علیہ السلام کی محبت عطا فرما اور منافقوں کے دل میں حضرت علیؑ کی ہیبت اور عظمت قائم فرما دے۔

(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی ص ۴۴۲)

تمام انبیاء سے ولایت علیؑ کا عہد لیا گیا:

قارئین کرام! لطف کی بات یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں حضرت علیؑ کی ولایت کا منصب اتنا اہم ترین منصب ہے کہ اللہ پاک نے تمام انبیائے کرام و رسل عظام سے

قارئین کرام کیے جاتے ہیں

(۱) شیعوں کی روایات ائمہ کرام کی روشنی میں اللہ پاک نے عہد ولایت علیؑ حضرت آدم علیہ السلام سے لیا اور تمام ائمہ معصومین کرام کی امامت و خلافت کا عہد بھی لیا گیا لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام ولایت علیؑ کا عہد بھول گئے اور مزید دل دکھانے والی بات یہ ہے کہ ولایت علیؑ کا عہد حضرت آدم علیہ السلام خود بھول گئے یا حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن سے اللہ پاک نے محو کر دیا؟۔

(۲) شیعیان علیؑ کے ہاں ولایت علیؑ کا منصب تو حید باری تعالیٰ کے بعد اہم ترین منصب ہے۔ منصب نبوت و رسالت کا درجہ منصب ولایت علیؑ سے کم تر ہے۔ اور علاوہ ازیں ولایت علیؑ کی وجہ سے تمام انبیائے کرام و رسل عظام کو نبوت و رسالت کے پاکیزہ عہد مل چکے ہیں۔ گو وجود ولایت علیؑ سے وجود منصب نبوت و رسالت استحکام پذیر اور مضبوط تر ہے۔ اور مزید یہ کہ اگر ولایت علیؑ کا وجود نہ ہوتا تو ساری کائنات وجود میں نہ آتی۔

(۳) ولایت علیؑ کا عہد تمام انبیائے کرام سے لیا گیا اور اسی طرح خلافت و امامت کا عہد بھی تمام انبیاء کرام سے لیا گیا لیکن تا حال یہودیت کے پرستار شش و پنج کی وادیوں میں سرگرداں گھومتے پھرتے ہیں کہ تذکرہ ولایت کے بارے میں آدم علیہ السلام سے بھول واقع ہوئی لیکن تمام انبیاء کرام مذکورہ عہد بجالا چکے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ رسالت و نبوت کے بعد تمام انبیاء پر یہ عہد بھاری تھا جس طرح امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر مذکورہ عہد بھاری تھا، شیعوں کے نزدیک حضور خاتم النبیین ﷺ کے لیے ولایت علیؑ کا اعلان کرنا اور بار بار وحی الہی آنے کے

سبب سے مذکورہ عہد کو بھانا مشکل اور کٹھن امر تھا تو اسی طرح تمام انبیاء کرام و رسل عظام کے لیے بھی ولایت علیؑ کا عہد بھانا مشکل ترین امر تھا۔

(۴) قارئین کرام! قسمت اور مقدر کی بات ہوتی کہ اگر آدم علیہ السلام حضرت علیؑ کی ولایت کا عہد نہ بھولتے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں قیام فرماتے اور پرسکون ماحول اور اطمینان بخش زندگی گزارنے کے علاوہ جنت کی تمام نعمتوں سے سیراب اور لطف اندوز ہوتے اور ان کی وجہ سے ہم بھی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹکے رہتے اور جنت کی لازوال اور حیات بخش نعمتوں سے مالا مال ہوتے اور دنیائے دوں کی ذلت آمیز ہوا خوری ”سوئے نصیب دشمنان“ گردش ایام کے متواتر مصائب و آلام کی دریا دلی سے بھی محفوظ ہوتے، کیا عذاب الہی نازل ہوا کہ آدم علیہ السلام کی ایک بھول کے سبب ہمیں بھی جنت سے نکالا گیا اور شیعہ لوگ بھی امن و امان والی دھرتی پر آ کر فساد و بغاوت کے وہ شعلے بھڑکانے لگے کہ الامان والحفیظ۔

(۵) جناب حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کرنا شیعوں کے نزدیک امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اتنا دشوار گزار اور بارگراں تھا کہ اعلان رسالت کے بعد اپنے ہی حلقہء احباب و اصحاب سے مشورہ کرنا پڑا کہ ایام حج میں جم غفیر کے سبب علیؑ کی ولایت کا اعلان کرنا فائدہ بخش ہوگا یا ضرر رساں! اور شیعی روایات کی روشنی میں زید بن ارقم نے یہ بھی بتلا دیا کہ ہم نہیں سمجھ پائے کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرما رہے ہیں اور کس قسم کا مشورہ دیں؟

برادرانِ اسلام! حب اہل بیت کے دعویداروں سے یہ سوال کرنے میں ہم حق بجانب ہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ

اگر منصب ولایت علیؑ، منصب رسالت سے بھی اہم ترین ہے تو پھر اس کا ذکر قرآن و حدیث میں کیوں نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ کے ایک مفید مشوروں کو نہیں سمجھ پائے تو کم از کم حضرت علیؑ اور اہل بیت ہی قیمتی مشوروں سے نوازتے، مگر شیعوں کا محرف قرآن پاک اور دیگر تمام کتب اس بارے میں خاموش اور مہربلب ہیں اور اس سر بستہ راز سے پردہ نہیں اٹھاتے، کیا اہل بیت بھی نہیں سمجھ پائے؟ اور اس کے برعکس پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان رسالت کی خاطر بھی کسی صحابی سے مشورہ کیا ہے؟

اور مزید یہ کہ اعلان رسالت کی خاطر اللہ پاک نے

آسمانی لشکر بھیجے اور آسمانی نصرت فرمائی لیکن دفاع و ولایت علیؑ کے لیے اللہ پاک کے ہاں کچھ بھی نہ تھا، جب کہ مذکورہ تمام باتوں کا قرآن و حدیث میں ذکر تک بھی نہیں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

بارے میں احکام الہیہ بار بار ٹالتے ہوئے پس پشت ڈالتے رہے جس سے اللہ پاک بھی پریشان، اللہ کے برگزیدہ رسول بھی پریشان جبریل امین بھی پریشان اور تادم قیامت اللہ پاک کی مقدس دھرتی پر چلنے پھرنے والے حب اہل

چیز محبوب نہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بذات خود اگر اپنی رسالت کے مخالفوں اور معاندوں کے جہاد بالسیف فرمایا ہے تو ولایت علیؑ کے مخالفوں اور منکروں سے جہاد کیونکر نہیں فرمایا؟

شیعہ مذہب میں حضرت علیؑ کی ولایت کا منصب اتنا اہم ترین منصب ہے کہ اللہ پاک نے تمام انبیائے کرام و رسل عظام سے ولایت علیؑ کا عہد لیا اور خاص کر ابوالبشر حضرت آدمؑ سے بھی مذکورہ عہد لیا گیا لیکن حضرت آدمؑ بہت جلد ولایت علیؑ کا عہد بھول گئے جس کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا۔

(۶) شیعوں کے نزدیک جب جناب محمد رسول اللہ ﷺ خوف و خطر کے پیش نظر چند گنتی کے افراد کے سامنے جناب علیؑ کی ولایت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے تو مجمع عام میں جناب علیؑ کی ولایت کا اعلان کس بنیاد پر کر سکتے تھے؟ وجود اقلیت کے خوف و خطر کے پیش نظر شیعوں کے نزدیک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا دل کانپ اٹھتا تھا تو اتنی غلطی خدا کے ہوتے ہوئے ولایت علیؑ کا اعلان کرنے کا جرأت و بہادری کہاں سے آئی؟ اور حفظ ماتقدم کے اسباب اور وسائل یکا یک درہم برہم کیسے ہوئے؟ اور مزید یہ کہ شیعہ لوگ اقلیت ہونے کے باوجود آج کل لاؤڈ سپیکروں پر ولایت علیؑ کا اعلان اور خلیفہ بلا فصل علی ولی اللہ اور وصی رسول اللہ کا اظہار بباغ دہل کرتے ہیں اور یہ کہ شیعہ لوگ آج کل بلا جھجک صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہرات رسول کونگی گالیاں دیتے ہیں تو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کیونکر خوفزدہ رہتے تھے؟ اور ولایت علیؑ کے اعلان کرنے سے تنگدل اور خائف کس طرح ہو سکتے تھے؟ اس کا واضح اور دو ٹوک مطلب و مفہوم شیعوں کے نزدیک نعوذ باللہ بس یہ ہی ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ موجودہ تہرائی ملنگوں سے بھی جرأت و بہادری میں کم تر تھے۔ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

(۷) جناب محمد رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر نمازوں میں مودت و عظمت اہل بیت اور ولایت علیؑ کی دعائیں فرماتے رہے کہ یا رب العالمین! میری نیاز مند چاہتوں کی لاج رکھتے ہوئے بار بار درخواستوں کو اپنی بارگاہ مقدس میں شرف قبولیت سے نوازیں تاکہ میری آنکھوں کے سامنے، میرے ہوتے ہوئے ولایت علیؑ کا پایہ بلند و بالا ہو! لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حسرتیں دل ہی دل میں جاگزیں ہو کر رہ گئیں جن کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ بسا اوقات اندوہ گئیں اور ولایت علیؑ کا اعلان کرنے سے خوفزدہ رہتے اور بالآخر ناامید ہو کر اور اعلان ولایت علیؑ کے

بیت کے دعویدار اور ذوالجناح کے پرستار بھی پریشان۔ قارئین کرام! شیعوں کی مذکورہ من گھڑت بات بھی حقیقی قرآن حکیم کے منافی ہے۔ امت مسلمہ کے دل اس بات پر معتقد اور مطمئن ہیں کہ اللہ پاک کی جانب سے اپنی رضا مندی کا اعلان جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی خاطر بار بار کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم رضائے الہی کا کوثر و تسنیم میں ڈھلا ہوا گلدستہ بارگاہ رسالت میں پیش کرتے ہوئے حقیقی مومنوں کے دلوں کو دستک دیتے ہوئے یوں پکارتا ہے۔

قُلْ نَبِئْكُمْ نَفْسُكُمْ وَجْهَكُمْ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكُمْ قُلُوبَكُمْ
تَرُضَاهَا۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۳

”اے محمد! ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے“ اور دوسرے مقام پر بھی رضائے الہی کا حسین گلدستہ نچھاور کیا جاتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى
(سورہ الضحیٰ آیت نمبر ۵)

”اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے“

(۸) اللہ پاک مسلسل و متواتر اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کو جبریل امینؑ کے ذریعے وحی کرتے رہے کہ اعلان ولایت علیؑ کے بارے میں تاخیر کرنا مناسب نہیں، اور نمازوں میں دعائیہ کلمات کے سہارے جی لینا اور ولایت علیؑ کے اعلان نہ کرنے سے گزراوقات کرنا حضور پاک ﷺ کے شایان شان نہیں، بصورت دیگر اگر اس قسم کی ”کوٹاہی“ دوبارہ آپ ﷺ سے سرزد ہوئی تو رسالت کا پاکیزہ عہدہ ”منصب رسالت“ تجھ سے چھین لوں گا کیونکہ مجھ (اللہ پاک) کو ولایت علیؑ کے ماسواپوری کائنات میں کوئی

اچھنبے کی بات یہ ہے کہ اعلان ولایت علیؑ جیسے اہم مسئلہ کا قرآن و حدیث میں ذکر تک نہیں اور نہ ہی پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ولایت علیؑ کے منکر و معاند سے جہاد کرنا فرض ہے۔

(۹) حصول تقرب الہی یا وحشتناک عذاب الہی: شیعوں کے نزدیک ولایت علیؑ کا اعلان کرنا نسخہء شفاء ہے۔ اور مزید یہ کہ نسخہء اکمال دین اور اتمام نعمت الہی اظہار ولایت علیؑ کے ساتھ موقوف ہے۔

بقول شیعہ اللہ پاک، رسول اللہ ﷺ اور ائمہ معصومین کرام کے محبوب ترین اور پسندیدہ عمل ”تقیہ“ کا اختیار کرنا (حسب مصلحت خاموشی اختیار کرنا طوعاً اور کرہاً) کہاں گیا؟ جب کہ بغیر ولایت علیؑ کے دین اسلام کا مکمل ہونا اور نعمت الہی کا اتمام ہونا ممکن نہیں، گو شیعوں کے نزدیک تکمیل دین کا تصور مساوائے ولایت علیؑ ناقص اور ناقص ہے۔ چلو شکر ہے کہ ان ملنگوں کے پاس اصلی قرآن مجید بھی نہیں اور امام مہدی بھی ان سے شرما تے ہوئے غار کی تاریک ترین وادی میں جا کر گوشہ تنہائی میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور نام نہاد محبان اہل بیت ایک من گھڑت کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ط عَلِيُّ وَلِيُّ اللَّهِ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ وَ خَلِيفَتُهُ بِلا فصل“ کے ذکر کرنے والے رہ گئے جو جھوٹ اور سچ کو مخلوط کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور گلے پھاڑ پھاڑ کر اپنے محبوب مشغلہ اتہام بازی صحابہ کرامؓ اور دشنام طرازی ازواج مطہراتؓ رسول اللہ کو اپنا کر قرآن و حدیث کی روشنی میں مقام اسفل السافلین میں خوبصورت شیش محل بنوا رہے ہیں۔

(۱۰) تمام کائنات کا رشک ہے ایسے معماروں پر قارئین کرام! اللہ پاک کی ذات گرامی فَعَالٌ لَمَّا يُؤَيَّدُ ہے۔ اللہ پاک خود مختار ہے، وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

الذریعہ:.....

ترجمہ:..... سید علی ہمدانی کا دیوان یا شعروں کا مجموعہ۔ ہمدانی مذکور ابن شہاب الدین ہے اور مشہور سیاح تھا تین مرتبہ پوری دنیا کی سیاحت کی آخر ۸۶۱ء میں فوت ہو گیا

الذریعہ:.....

ترجمہ:..... سید علی بن شہاب الدین ہمدانی کا مذہب شیعہ ثابت کرنے کے لیے نور اللہ شتری نے ایک

حضرت علی المرتضیٰ وہاں ایک نور کی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ سامنے سے تسنیم گزرتی ہے۔ پل صراط سے کوئی شخص اس وقت گزر نہ سکے گا جب تک اس کے پاس حضرت علی المرتضیٰ کی ولایت کی پرچی نہ ہوگی۔ اور آپ کے اہل بیت کا پروانہ نہ ہوگا۔ جناب علی المرتضیٰ جنت کے اوپر سے دیکھ رہے ہوں گے۔ سو آپ کے چاہنے والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور آپ سے بغض رکھنے والے دوزخ میں گر پڑیں گے۔ مصنف کی ایک رباعی کا ترجمہ

ابوبکر و عمرؓ سے حضرت علی المرتضیٰؓ کی افضلیت بھی عقائد اہل تشیع کے ہیں ان عقائد سے علی ہمدانی مصنف مودۃ القربیٰ کا اہل تشیع میں سے ہونا واضح ہو گیا ہے۔

رسالہ لکھا ہے بعض مؤرخین نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مجالس المؤمنین:.....

ترجمہ:..... سید علی ہمدانی نے تین مرتبہ چوتھے سے زمین کی سیر کی، مولانا نور الدین جعفر بدخشی نے جو اس کے لائق شاگردوں میں سے ہیں اپنی کتاب خلاصۃ المناقب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہمدانی کا کہنا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے حضور پاک ﷺ کی آل کی متابعت اور محبت عطا فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور سے مجھے کوئی پیار نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ پاک نے علیؓ، فاطمہؓ اور ان دونوں کی اولاد کی محبت تمام لوگوں پر پیش کی جن آدمیوں نے سب سے پہلے اسے قبول کیا اللہ پاک نے انہیں پیغمبر بنا دیا۔ اور جنہوں نے ان کے بعد قبول کیا ان میں سے شیعہ پیدا کیے..... آپ ﷺ کا قول ہے جو شخص میری زندگی کی طرح زندگی اور میری موت کی طرح موت کا خواہشمند ہے اور جنت میں جانے کا متمنی ہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کر رکھا ہے تو اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب اور ان کی ذریت سے پیار کرے۔ جو کہ ائمہ طاہرین ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا! جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر یہ کلمہ لکھا دیکھا ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں علی اللہ کے حبیب ہیں۔ حسن و حسین اللہ کے برگزیدہ ہیں۔ فاطمہ اللہ کی بندی ہے۔ ان سے محبت رکھنے والے پر اللہ کی رحمت اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت“ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے قیامت کے دن حضرت علی المرتضیٰؓ فردوس پر بیٹھے ہوں گے جو جنت کے تمام طبقات سے بلند ہے۔ اس کے اوپر اللہ پاک کا عرش ہے۔ اس کے نیچے جنت کی نہریں جاری ہیں۔ اور جنت کے مختلف درجات میں بہتی ہیں

کیا آپ چاہتے ہیں.....؟

محترم مکرم جناب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار (نظام خلافت راشدہ) کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں۔

☆ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک

☆ قومی و صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک

☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک

☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک

☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک

☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے

ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس

بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/500 روپے

ہے آپ کتنے لوگوں تک یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 5 10 50 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں

کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی

طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں.....

پتہ.....

مبلغ..... روپے بذریعہ..... دینا چاہتا

ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ..... دستخط.....

رابطہ ایڈیٹر

نظام خلافت راشدہ

بخاری چوک قاسم بازار سمندری

041-3420396

اگر تیرے دل میں علی المرتضیٰ اور ان کی آل کی محبت نہیں تو رسول کریم ﷺ کی شفاعت کی امید مت رکھنا اگر اللہ پاک کی تمام عبادات تو بجا لاچکا ہے پھر بھی یہ سب کچھ حضرت علی المرتضیٰؓ کی محبت کے بغیر ہرگز تجھ سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

توضیح:.....

صاحب الذریعہ نے سید علی ہمدانی کو ان مصنفین میں سے شمار کیا جو شیعہ ہوئے نور اللہ شتری نے اس کے تشیع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو اس کے شیعہ ہونے میں تردد تھا۔ کیونکہ یہ لوگ نقیہ باز ہوئے ہیں۔ اس لیے علامہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں اس کے شیعہ ہونے کی تصریح کی۔ اور پھر مستقل رسالہ بھی تحریر کیا۔ علی ہمدانی نے جو احادیث ذکر کیں جن میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور آپ کی آل کی ولایت کا اقرار اللہ پاک نے تمام انسانوں سے کرایا۔ جو پہل کر گئے وہ پیغمبر بن گئے دوسرے نمبر پر آنے والے شیعہ ہو گئے جنت کے دروازے پر لکھا گیا کلمہ یہ تمام احادیث کہاں سے اسے ملیں بہر حال ان احادیث میں اس نے شیعیت کو کھل کر بیان کیا اور جو کس بات تھی وہ رباعی میں نکال دی۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے اسے اہل سنت کا فرد اور اس کی کتاب مودۃ القربیٰ کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا انہیوں کا کام ہے ثمرائی ہی ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔

یہ تھی حقیقت جو ہم نے آپ قارئین کے سامنے پیش کر دی۔ اس کے بعد مودۃ القربیٰ اور اس کے مصنف کے بارے میں کوئی اخفا نہیں رہتا۔ اور صراحت کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ وہ کثر شیعہ تھا اور اس پر اسے فخر تھا اس کے شاگردوں کو اس پر ناز تھا۔

فاعتبر وایا اولی الابصار

2009 تک یہ علاقہ پاکستان کی مرکزی حکومت کے ماتحت رہا۔ لیکن 2009 میں پاکستان میں تیسری بار حکومت کرنے والی جماعت پیپلز پارٹی کے ذمہ داروں اور صدر پاکستان آصف علی زرداری نے آئین پاکستان و اقوام متحدہ کی قراردادوں کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اور پاک بھارت، پاک چین معاہدوں کو کاغذ کی طرح ہوا میں منتشر کرتے ہوئے ایک نام نہاد صدارتی آرڈیننس کے تحت اس علاقہ کو قومی حکومت سے الگ کر کے ایک صوبائی پنچ دے کر صوبائی نام دے دیا۔ جبکہ یہ علاقہ آئینی قانونی اور جغرافیائی اعتبار سے آزاد جموں کشمیر کا حصہ ہے۔ اس موضوع پر یہاں بات نہیں ہے کہ یہ صوبائی پنچ کہاں تک کامیاب ہوا کہاں تک ناکام ہوا اس کے لیے

محترم قارئین اصل مقصود یہاں گلگت بلتستان میں ایک عرصے سے جاری خونی فسادات میں مسلمان برادری کے قتل عام سے پردہ ہٹانا ہے۔ اس علاقے میں وقتاً فوقتاً

مسلم، شیعہ فسادات ہوتے رہتے ہیں جو کہ اب ایک خطرناک دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ جہاں ایک فریق کو صوبائی حکومت اور وزیر داخلہ رحمٰن ملک کی سرپرستی حاصل ہے۔ 13 جولائی 2005 میں اسی فریق کے مذہبی و شنگر دوں نے سکرو بلتستان میں ایسا سانحہ برپا کیا جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

13 جولائی کو سکروو میں اہلسنت والجماعت کے
المرکز الجامعۃ الاسلامیہ ودیگر دینی تعلیمی اداروں پر حملہ کر کے
تباہی مچادی جب دہشت گردوں کے پاس اسلحہ اور پٹرول
وغیرہ ختم ہو گیا تو کلہاڑیوں کی مدد سے مسجد اور مدرسے کی
دیواروں کو توڑا گیا۔ اس طرح اہلحدیث مکتب فکر کے
المرکز اسلامی پر حملہ کر کے تباہی پھیلانی گئی دونوں اداروں پر
حملہ کرنے کے بعد دہشت گردوں نے مسجدوں کی الماریوں

علامہ عبدالواحد خواڑوی جنہوں نے ہر قسم کے خون خرابے سے بچتے ہوئے اور غیر ریاستی اقدام اٹھانے سے گریز کرتے ہوئے قانونی کاروائی کے علاوہ کسی بھی تشدد کے راستے کو اختیار نہیں کیا اور انہوں نے پکاسچا محبت وطن ہونے کا ثبوت بھی دیا۔ یہ نام نہاد صوبائی کیچنگ ملنے سے قبل کی بات ہے لیکن صوبائی کیچنگ ملنے کے بعد صورت حال اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو چکی ہے۔ جہاں مسلم عوام کو آئے روز قتل کیا جا رہا ہے۔ شری پسند عناصر اس قدر بے لگام ہو گئے ہیں

کہ جب اور جہاں چاہیں کسی بھی مسلم عالم اور طالب علم، یا عوام کو نشانہ بناتے ہیں کوئی پوچھے والا نہیں۔

صوبائی حکومت کے تین سالوں کے دوران
2010 میں چلاس کے اندر دو عورتوں کو اور ایک معصوم بچے کو
اسکے باپ کے ساتھ بے دردی سے شہید کیا گیا اور اسی سال
چلاس میں ایک مسلم آفیسر کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا کر
شہید کیا گیا تھا۔

2011 کے آخر میں چلاس کے اندر ایک مسلمان راہ گیر عبدالوکیل نامی شخص کو گاڑی سے اتار کر شناختی کارڈ چیک کر کے انتہائی بے دردی سے اس کے معصوم بچے کے ساتھ ذبح کر دیا گیا جس پر بچی چیخنا و چلاتا رہا جسکو ایک مقامی خاتون نے محفوظ رکھ کر بعد میں انتظامیہ کے حوالہ کر دیا تھا۔

سیاسی جماعتوں، این۔جی۔اوز، اور میڈیا کو کسی دھماکہ میں پھٹی ہوئی لاش سے اگر مذہبی پس منظر نظر آ جاتا ہے تو گلگت بلتستان سے کوہستان تک مسلمان نوجوانوں کی بے گور و کفن لاشیں نظر کیوں نہیں آتی ہیں؟

ایک نام نہاد صدارتی آرڈیننس کے تحت گلگت بلتستان کو وفاقی حکومت سے الگ کر کے ایک صوبائی پیکیج دے کر صوبائی نام دیا گیا تھا۔ اب اس پیکیج کو وہاں کے 80 فیصد لوگ قاتل پیکیج کا نام دے چکے ہیں۔

اتنا ہی کافی ہے کہ اب اس پیچ کو وہاں کے 80 فیصد لوگ قاتل پیچ کا نام دے چکے ہیں۔

گلگت بلتستان میں بسنے والے عوام مسلم، شیعہ اسماعیلی اور خور بخشی عقائد کے حوالے سے منقسم ہیں۔ اور مذہبی رسومات عبادات اور دیگر معاملات زندگی میں ایک

سے قرآن پاک و احادیث پاک کے ہزاروں نسخوں کو دیگر سینکڑوں دینی کتابوں کے ساتھ نکال کر نذر آتش کر کے حیوانیت کو بھی شرمادیا۔ ان تمام انسانیت سوز واقعات کے بعد قربان جائیے یہاں کے مسلم عمائدین علامہ ابراہیم غلیل، مولانا حق نواز، حافظ بلال زبیری، ڈاکٹر مولانا محمد جوہر،

اسی سال 2011 کے آخر میں اسکردو عمر آباد سے تعلق رکھنے والے سکندر نامی مسلم نوجوان کو شہید کر کے تین دن تک اس کی لاش کو درخت پر لٹکائے رکھا گیا۔ اس کے بعد نامعلوم دہشت گردوں نے 28 فروری 2012 کو کوہستان ہربن نالہ نامی مقام پر 18 افراد کو قتل کر دیا۔ ان تمام واقعات کے

بعد قاتل پکچ کے سربراہوں کی نگرانی میں سرگرم ہونے والے قاتلوں نے گلگت میں 3 اپریل کو اتحاد چوک پر پرامن مظاہرین کے اوپر راکٹوں اور بموں سے حملہ کر دیا۔ یہ لوگ تنظیم اہلسنت والجماعت کے نائب سربراہ مولانا عطاء اللہ ثاقب جنکو بغیر کسی مقدمے کے پچھلے دنوں

کر رہے ہیں۔

واقعہ کوہستان کے بعد شیعہ دہشت گردوں نے گلگت میں ایک مسجد پر حملہ کر کے مسجد کو مکمل طور پر شہید کر دیا جس میں قرآن پاک کے کئی نسخے بھی شہید ہوئے سانحہ اتحاد چوک کے بعد گلگت میں جامعہ نصرت الاسلام پر حملہ کر

ابھی تک گلگت میں مسلمان تنظیم اہلسنت والجماعت کے نائب سربراہ اعلیٰ علامہ عطاء اللہ ثاقب کو گرفتار کر کے جیل بند کیا ہوا ہے اور باقی قیادت کو گرفتار کرنے کے لیے چھاپے مارے جارہے ہیں۔ جبکہ اہل تشیع حضرات کے عام لوگوں کو گرفتار کر کے خانہ پری کی جارہی ہے۔ یہ تو مسلم قوم

سکر دو میں جب دہشت گردوں کے پاس اسلحہ اور پٹرول وغیرہ ختم ہو گیا تو کلہاڑیوں کی مدد سے مسجد اور مدرسے کی دیواروں کو توڑا گیا۔ قرآن واحادیث کے ہزاروں نسخوں کو دیگر مذہبی کتب کے ساتھ نذر آتش کر کے حیوانیت کو بھی شرمایا گیا۔

سے گرفتار کیا ہوا تھا اور گلگت بلتستان میں حکومتی سرپرستی میں مسلم علماء، طلبہ اور عوام کے قتل عام شروع کرنے پر انصاف کا مطالبہ کر رہے تھے۔ لیکن حکومت کی جانب داری دیکھئے کہ اتحاد چوک پر دہشت گردوں نے حملہ کر کے 9 افراد کو شہید اور 60 سے زائد افراد کو زخمی کر دیا۔ اور جب زخمیوں کو علاج معالجے کے لیے ہسپتال لایا گیا تو حکومتی پولیس نے دہشت گردوں کے ساتھ ملکر زخمیوں اور انتظامیہ پر گولیوں برسانی شروع کر دیں۔ جسکے نتیجے میں کئی اور لوگ بھی شہید اور زخمی ہوئے اس طرح دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کی بجائے ایک بدنام زمانہ قاتل کو علاج کے بہانے جیل سے نکال کر ہسپتال لا کر فرار کروا دیا گیا جب انتظامیہ قانون شکنی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے۔ تو اس کے رد عمل کے طور پر وہ لوگ جن کا استحصال کیا جاتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ ان کے ذہنوں میں بھی قانون شکنی کا خیال پیدا ہونا یقینی بات ہے۔ اور یوں ہر کوئی خود کو قانون سے بالاتر سمجھنے لگتا ہے۔

کے تین معصوم طالب علموں کو شہید کر دیا گیا اور کئی طلبہ کو اغواء کیا گیا۔ اس سے پہلے کراچی میں 26 مارچ کو دو معصوم طالب علموں کو بھی شہید کر دیا تھا۔ اور ان سے بھی پہلے بسین سے تعلق رکھنے والے نوجوان میر سکندر اور محمد ناصر کو بھی کراچی میں شہید کیا جا چکا ہے مزید یہ کہ جس جامع مسجد گلگت میں علامہ قاضی ثار احمد خطبہ جمعہ دیا کرتے ہیں اس پر بھی شریکین نے گولیاں چلائیں۔ اس طرح اسکر دو میں ایک مسلم تاجر پر حملہ کر کے اسے نذر آتش کیا گیا۔

کوہستان، چلاس، گلگت، اور صوبہ خیبر پختونخواہ کے مسلمان تاجر پچھلے 30 سالوں سے یہاں کاروبار کر رہے ہیں ان سب کو سیکورٹی کے بہانے پکڑ پکڑ کر انتظامیہ کے حوالے کیا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں انکا یہاں داخلہ بند کیا جاسکے اس سے قبل بھی پٹھان بھائیوں کو سکر دو سے نکالنے کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی جا چکی ہے۔ اور مسلمانوں کے اکثریتی ضلع استور سے تعلق رکھنے والے ڈی۔ ایچ۔ اد رشید احمد خان اور ضلع دیامر کو ہر آباد سے تعلق رکھنے والے نج آیت اللہ۔ ایس پی بشیر اور 40 سے زائد افراد کو ہنزہ نگر میں اغواء کے کے محصور کیا ہوا ہے تھا تادم تحریر ان میں سے

کے خلاف جاری قتل عام کی کچھ جھلکیاں ہیں جو فراہم شدہ معلومات کی بنا پر ترتیب دی گئی ہیں باقی اللہ خیر کرے 10 دنوں سے گلگت میں کرفیو نافذ ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ یہاں کے علاقائی اخباروں کے علاوہ بعض قومی اخبارات بھی اس سارے معاملے میں جانب داری سے خبریں نشر کر رہے ہیں۔

میڈیا جو اسلام پسندوں کو ناکردہ عمل کی بھی سزا دیتا ہے اور کسی بھی واقع کی آڑ میں اپنی آزادی کے نام پر غیر شرعی امور پر پھیلانے چھٹا اور چلاتا ہے۔ میڈیا کو کسی دھماکہ میں پھٹی ہوئی لاش سے اگر مذہبی پس منظر نظر آ جاتا ہے تو گلگت بلتستان سے کوہستان تک مسلمان نوجوانوں کی بے گور و کفن لاشیں نظر کیوں نہیں آتی ہیں؟ معمولی سی خبر پھیلانے والے ٹی۔ وی چینلوں کے ابتکار پر سبز مسلمانوں کے قتل عام کے انسانیت سوز سانحہ پر صرف نظر کیوں کئے ہوئے ہیں؟ اور نام نہاد سیاسی و مذہبی جماعتیں جو آئے روز پاکستان میں انقلاب کی باتیں کرتے ہیں اور مختلف این۔ جی۔ اوز جو انسانیت کے نام پر چیختی چلاتی پھرتی ہیں انکو یہ انسانیت سوز سانحات نظر کیوں نہیں آتے اور لیوں پر مہریں لگائے کیوں بیٹھی ہیں۔

گلگت بلتستان کا یہ علاقہ جنگی اور دفاعی اعتبار سے پاکستان کے اہم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں دنیا کے بلند ترین جنگی محاذ کارگل، سیاچن، کھرمنگ موجود ہیں اور علاقے کی سرحدیں روس، چین، بھارت، کشمیر، افغانستان کے سرحدی علاقوں سے بھی ملتی ہیں لہذا یہاں پر پائیدار امن قائم کرنا ہم سب کا ذمہ داری ہے۔ امن وامان کے لیے تین گزارشات پیش خدمت ہیں۔ جن پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ امن وامان بحال ہو سکتا ہے۔

(1) 2005 میں جو امن کمیٹی بنائی تھی اسکو دوبارہ بحال کیا جائے یا کم از کم اس میں موجود یہ شق کہ تمام مذہبی عبادات اور رسومات صرف مذہبی عبادت گاہوں میں ہی

جب انتظامیہ قانون شکنی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے تو رد عمل کے طور پر جن کا استحصال کیا جاتا ہے ان کے ذہنوں میں بھی قانون شکنی کا خیال پیدا ہونا یقینی بات ہے۔

33 افراد کو ہاکیے جانے کے اطلاع مل چکی ہے لیکن کئی افراد اب بھی نگر میں محصور ہیں۔

اسکر دو میں مسلمان برادری عدم تحفظ کا شکار ہے لہذا حکومت کو چاہیے ان کی مذہبی عبادت گاہوں کے لیے سیکورٹی میں مزید اضافہ کیا جائے۔ تاکہ دوبار 13 جولائی والا واقعہ رونما نہ ہو سکے مزید یہ کہ عوامی جان و مال کو بھی تحفظ فراہم کیا جائے۔

یہ ذمہ داری ریاستی حکام اپنے اداروں کی مدد سے انجام دیتے ہیں، مگر گلگت بلتستان میں صوبائی حکومت جس کی بنیاد ہی فرقہ واریت پر رکھی گئی ہے اپنی ذمہ داری نبھانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ قاتل مجرم کو رہا کرانے میں ملوث ایس۔ پی۔ تنویر اور آئی۔ جی گلگت بلتستان کو قانونی سزا دینی چاہئے جو مسلسل کئی عرصوں سے مسلمان نوجوانوں کو قتل کرنے میں شیعہ دہشت گردوں کے ساتھ ملکر کردار ادا

غور فکر کی دعوت

دین اسلام کے خلاف سب سے زیادہ خطرناک سازش تقریباً چودہ سو سال سے دین اسلام کا نام استعمال کر کے دین اسلام کی بنیادیں کمزور کر دینے والا گروہ شیعیت کے بارے میں اکابرین اسلام علماء امت محمدیہ فقہاء عظام مجتہدین کرام مفتیان محترم کے واجب التفہیم اقوال، فیصلہ جات پر مشتمل علمی دستاویز

تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ:

بانی فرقہ سہائیت عبداللہ بن سبا علیہ ماعلیہ نے اسلام کے وسیع پھیلاؤ سے تنگ آ کر اسلام کو بزم خویش ختم کرنے کی ایک مذموم سعی کی بنیاد اسلام کے نام سے ہی رکھی اس لیے دنیا اسلام دھوکا کا شکار رہی اہل اسلام سہائیوں کو ان کے جھوٹے دعاوی سے مسلمان سمجھتے رہے جب کہ حقیقت میں شیعہ اہل اسلام کو اسلام کے مبارک نام پر اسلام سے بدظن کرنے کی ایک بدترین تحریک کی داغ بیل ڈالتے رہے۔ اس گروہ دشمن نے اپنی اسکیم سے اسلام کے خلاف ایسا

مباح نہیں جسے یہود، ہندو، عیسائی ہر کوئی حرام سمجھتا ہے وہ بھی متعہ کے نام سے جائز، حج اور عمرے کے احکامات بھی مختلف۔ اللہ پاک نے قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ جو مغفرت، اجر عظیم، بلندی درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام کے دخول ابدی کے وعدے کئے ہیں شیعیت کے نزدیک اللہ پاک کے یہ جمیع وعدے العیاذ باللہ جھوٹے ہیں نیز حضرت نبی کریم ﷺ کے فرمودات کہ ”مَنْ دَانِيَ فِي الْجَنَّةِ“ اور بفرمان حضرت محمد ﷺ کہ صحابہ کرامؓ کی توہین کا مرتکب جو بھی ہوگا اس پر اللہ پاک

جو نسبت صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے قطعاً اور یقیناً کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی عمل کو قرآن مجید نے بعد میں اس لیے ذکر فرمایا کہ عمل تو اور لوگ بھی کرتے رہے مگر واللہ مقام صحابیت کو ہرگز ہرگز نہ پہنچ سکے۔

انبیاء کرام علیہم السلام ملائکہ مقربین زمین و آسمان اور ان کے زیر سایہ جمیع مخلوق کی لعنت رہا کرتی ہے۔
المختصر امت محمدیہ ملت اسلامیہ اور فرقہ جعفریہ کا اسلام کے کسی ایک جزو پر بھی تلاش بسیار کے باوجود اجتماع اللہ کی وحدانیت، نبی علیہ السلام کی رسالت، صحابہ کرام علیہم السلام کی عظمت، قرآن پاک کی صداقت اور جمیع اسلامی نظریات میں ملنا محال اور ناممکن ہے جب شیعیت کا امت محمدیہ کے اسلام کے ساتھ کہیں بھی اجتماع نہیں ملتا تو شیعہ ملت اسلامیہ کے ساتھ بزم خویش اپنے آپ کو کس طرح منسلک کر کے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے داعی ہو سکتے ہیں؟
برصغیر پاک و ہند میں بھی یہ سبائی ٹولے 1947ء سے پاکستان میں اسلامی نظام کی شاندار عظیم الشان آمد کو روکنے کے لیے تاحال ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں مگر آہ وائے افسوس کہ ایسے حالات کا مشاہدہ کر کے بھی

لڑچر تیار کر لیا جب کہ یہ اسلام دشمنی لڑچر جسے وہ تاریخ کا نام دیتے ہیں۔ تیار ہی اس غرض کے لیے کیا گیا تھا کہ العیاذ باللہ اسلام کا مجموعی طور پر بیڑا ہی غرق کر دیا جائے، ہائے افسوس کہ مسلمان اپنی نیک نامی کے باعث ہمارے اہل قلم اور مبلغین نے اس گروہ شیعیت کو سمجھنے کی بجائے دھوکے کا شکار ہو کر ان کی خود ساختہ تعلیمات کے مطابق مکھی پر مکھی مارتے رہے جب کہ شیعوں کا تیار کردہ لڑچر اسلام قرآن و احادیث اور پوری امت محمدیہ کے جمیع اراکین کے خلاف ایک اسلام دشمنی پلندہ تیار ہو کر میدان میں آ گیا تو دردمنداں اسلام نے اسے ملاحظہ کیا تو انکا کلمہ طیبہ بھی الگ اذان بھی الگ اور نماز بھی الگ جنازہ بھی مختلف، نظام ذکوۃ بھی مختلف اسلامی آئین سے ان کا آئین بھی مختلف احادیث کا انکار، قرآن پاک کا انکار، جھوٹ بولنا جائز جسے تفسیر کا فرضی نام دیا گیا زنا جیسی بدکاری جو کسی کے ہاں بھی

ہمارے اہل قلم اور مبلغین کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ واضح رہے جیسا جمیع غیر اہل سنت بخوبی جانتے ہیں کہ رافضی شیعہ یہودیت ہی کی پیداوار ہے اس لیے یہ بھی بفرمان حضرت محمد ﷺ ”اَلْكَفَرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ“ کی ایک خطرناک شاخ شیعہ دیگر کفریہ طاقتوں سے بھی اسلام اور اہل اسلام کے لیے زیادہ بدترین دشمن اسلام ہے۔

شیعیت کا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ رائی کے دانے کی سفیدی کے برابر بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا اگر شیعہ کو اسلام یا اہل اسلام کے ساتھ معمولی سا تعلق بھی ہوتا تو قرون اولیٰ سے لے کر تاحال وہ اس طرح مسلمانوں کی خون ریزی ہرگز ہرگز نہ کرتا۔

قرآن پاک میں انعامات الہی کے مخاطب اول صحابہ کرامؓ ہیں صحابی کی تعریف علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے یوں لکھی ہے کہ ”مَنْ تَعَبِهْ فِي حَيَاتِهِ مَوْنَابَهُ وَمَاتَ عَلَيْهِ“ یعنی جس مقدس ہستی نے حضرت نبی کریم ﷺ کی حیات مبارک میں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت عظمیٰ ملاقات کی اور اسی پر وفات ہوئی اسی جامع تعریف سے یہ زرین اصول اخذ ہوا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی نسبت مبارک سے دیکھا جائے کہ یہ مقدس حضرات کسی مقدس حضرت ﷺ کے صحابی ہیں دوسرا عمدہ اصول ان کی دوسری عظیم الشان نسبت ”حزب اللہ“ ہونا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود ارشاد فرمایا ”اُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ“ یہ لوگ اللہ پاک کی جماعت کے اولین رکن ہیں۔

اس لیے اللہ پاک نے قرآن کریم میں ان اصحاب رسول اللہ ﷺ کی جگہ جگہ حمد و تعریف فرمائی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے ایمان اور حقیقی تقویٰ کو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے معیار اور ان کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کی اتباع نہ کرنے والوں کو اللہ پاک نے جہنم

کی وعید اور متعدد اقسام کے عذابات میں مبتلا ہونے کے واقعات بیان فرمائے ہیں صحابہ کرامؓ کی تصدیق کو بھی میعار حق بنایا صحابہ کرامؓ کی عزت احترام و اکرام کو بھی اپنی عزت اور احترام و اکرام اور اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی عزت احترام و اکرام کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا۔ اس لیے کہ جو

قرآن کریم میں صحابہ کرام کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا.....
يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ الْآيَةُ
(صحابہ کرامؓ) اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرتے ہیں
(اللہ پاک کی رضا کے لیے) مارتے ہیں اور خود بھی مرتے

یہ تعریفی سند نبی کریم ﷺ نے ان کو عطا فرمائی ہے جب کہ ابھی تک وہ خلافت کے عظیم الشان منصب پر فیض یاب بھی نہیں ہوئے تھے بعد میں اس کا علمی تجربہ ہو گیا تھا مسلمانوں کے علاوہ روم کے لاث پادری نے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظمؓ کی

شیعیت کا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ رائی کے دانے کی سفیدی کے برابر بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا

نسبتیں ان حضرات صحابہ کرامؓ کو حاصل ہیں وہ قطعاً اور یقیناً اور کسی کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ عمل کو قرآن مجید نے بعد میں اس لیے ذکر فرمایا کہ عمل تو اور لوگ بھی کرتے رہے مگر واللہ اس شرف اور مقام صحابیت کو ہرگز ہرگز نہ پہنچ سکے اور اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقیدہ کے مطابق کوئی بڑے سے بڑا اولیاء اللہ بھی اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔

قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو ذلت و رسوائی اور کفر و فسق کا سر شیلیکٹ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا تَقِفُوا.

یہ جہاں کہیں بھی ہوں ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن چکی ہے یہ آیت تبارکہ بڑی طویل ہے مگر حالات و کوائف اس کے شاہد ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے ان بدترین دشمنوں کو آج تک کہیں بھی عزت نہیں ملی اور نہ ہی تاقیام قیامت عزت ان کے مقدر میں ہو سکے گی۔ رسوائی سائے کی طرح ان کا تعاقب جاری رکھے گی۔ کیونکہ یہ اللہ پاک کا فیصلہ ہے کہ جب تک یہ ایمان لا کر اسلام میں داخل نہ ہو جائیں گے اور صحابہ کرامؓ کا احترام کرنے کا قلبی عہد نہ کریں گے آیت کے الفاظ کو عام ہیں مگر یہ خاص مفہوم لینا درست ہے آیت مبارک کے سیاق و سباق بتا رہے ہیں کہ اس کے اول مصداق صحابہ کرامؓ کے دشمن اور صحابہؓ کے بعد دوسرے مراد ہیں اس لیے کہ آیت میں صحابہ کرامؓ کی کامیابی

ہیں وہ موت سے ڈرتے نہیں بلکہ موت کے حقیقی طالب ہیں اسی مفہوم میں اسلامی فوج کے سربراہ سیدنا حضرت سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے ایرانی فوج کے کافر سربراہ کو لکھ کر حیران کر دیا تھا کہ ”خبردار میرے ساتھ ایسی قوم ہے (صحابہ کرامؓ) جو موت کے ساتھ ایسے محبت کرتی ہے جسے تم (کفار) زندگی سے محبت کرتے ہو“۔ (ابن خلدون)

قرآن کریم سے بوقت مطالعہ صحابہ کرامؓ کے ایسے واضح اور روشن اوصاف واضح ہوتے ہیں جن کا انکار صرف ایک مخصوص بدقسمت گروہ کے اور کوئی کافر بھی ہرگز نہیں کر سکتا ہاں اس قدر قرآنی بدیہیات اظہار من القموس دلائل کسی شہرہ صفت محرم القموس کو نظر نہ آئیں تو بیان کی بد قسمتی ہے۔

اگر نہ بیند بروز شیرہ چشم
چشمہ آفتاب راجہ گناہ
اور حقیقت میں:

ہو بہو قرآن کی تفسیر اصحاب رسول
بے گماں اسلام کی تو قیر اصحاب رسول
عزت اصحابؓ ہے عزت رسول اللہ کی
ہے ستاروں سے فزوں اصحابہؓ رسول
آج تک ان کا کوئی ہمسر نہیں پیدا ہوا
اسوہ حسنہ کی ہیں تصویر اصحاب رسول

شہادت پر جو کہ ایک ایرانی فیروز ابو لولولمہون کے ذریعہ ہوئی ایک پتھر پر درج ذیل عبارت کندہ کر اکر گرے میں چسپاں اور نصب کرائی تھی کہ یادگار رہے وہ عبارت یہ تھی.....
ترجمہ:..... اگر ایک عمر دنیا میں اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا سے کفر غیبت و نابود ہو جاتا ”اولیک آبائی فجشنی بمثلہم“ جب یہ معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرامؓ اللہ پاک کی مخصوص و فادار پیاری سی جماعت تھی جن پر حسد کرنا ان کو ایذا دینا ان کے خلاف گالی گلوچ کا بازار گرم رکھنا بہتان تراشی کرنا وغیرہ اللہ پاک نے خود اپنی اس جماعت صحابہ کرامؓ کے خلاف ایسے امور قبیحہ کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ایسے گندے الزامات لگانے والوں کو سزا کا بھی مستحق قرار دیا ہے۔ ایسے مجرموں کو اللہ پاک جنگ کی وعید ان مقدس الفاظ میں دیتا ہے۔

ترجمہ:..... ”جو لوگ مومن مردوں اور مومنات عورتوں (صحابہ کرامؓ اور اصحابیات) کو بغیر کسی جرم کے جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں تو گویا ان بد بختوں نے جھوٹے طوفان اور صریح گناہ کا ارتکاب کیا“ (الاحزاب ۷/۱۲)

اس کی تشریح تفسیر ابن کثیر میں دیکھ لیجئے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا ہے کہ وقت کے حکمرانوں کا فرض ہے کہ اپنی رعایا کی مال و جان عزت و آبرو کی مکمل حفاظت کریں ورنہ وہ حکومت بھی مجرم ہوگی یہ الفاظ اگرچہ عام ہیں مگر اس سے اللہ پاک کو مراد صحابہ کرامؓ ہیں اس لیے کہ مدینہ کے منافق صرف اور صرف صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو ہی نقصان پہنچایا کرتے تھے حتیٰ کہ صحابیاتؓ کو راہ چلتے وقت چھیڑتے تھے

جیسا کہ آج کل بھی یہ مخصوص گروہ صحابیات بلکہ امہات المومنین خصوصاً افضل النساء علی العالمین بی بی اماں عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ کے خلاف منافقین معاندین کافرین مشرکین نے جو جھوٹے الزامات لگائے جن کی تردید بڑی تفصیلی وضاحت سے خود اللہ پاک نے سورۃ نور کے ایک

صحابہ کرام کے بدترین دشمنوں کو آج تک کہیں بھی عزت نہیں ملی اور نہ ہی تاقیام قیامت عزت ان کے مقدر میں ہو سکے گی رسوائی سائے کی طرح ان کا تعاقب جاری رکھے گی۔

خود آنحضرت ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں اپنے خلفاء کی پیروی کو بعد میں آنے والے عام مسلمانوں کے لیے لازم قرار دیا ہے فرمایا.....
”کہ میری اور میرے بعد میرے خلفائے راشدینؓ جو ہدایت یافتہ ہیں کی پیروی تم پر لازم ہے۔“

کا ذکر اور ان کے دشمنوں کی بربادی کی نوید کا شاندار بیان مذکور ہے پھر حاسدین و معاندین صحابہ کرامؓ کے ذکر کے بعد حق کے حقیقی طالبین کے لیے صحابہ کرامؓ کی مقدس جنتی جماعت میں داخل ہونے کے لیے کچھ شرائط بیان فرمائی ہیں کہ جو لوگ بھی حزب اللہ میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو صحابہ کرامؓ کی تابعداری لازمی اور ضروری ہے۔
وہ خوشبو ہیں کرن ہیں چاندنی ہیں
کسی کو اعتبار آئے یا نہ آئے

بڑے حصے میں کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”ہذا بہتان عظیم“ کہ یہ ایک بہت بڑا جھوٹا بہتان ہے اللہ رب کائنات نے ایسے خبیث مجرموں کے لیے اس سلسلے میں ان کی خود سزا تجویز فرمائی ہے کہ ان پر حد قذف کی سزا اسی (۸۰) درے لگائے جائیں گے آج بھی اللہ پاک کے اسی بنائے ہوئے قانون پر کم از کم۔

چیف جسٹس صاحب پاکستان خود ایسے سخت ترین جرم کا از خود نوٹس لے کر اس خدائی اعلان کے مطابق ان کو سزا دیں تو ملک امن

و برکات کا ایک عظیم الشان خطہ پوری دنیا کے سامنے اپنا وجود قائم رکھ سکتا ہے۔ مگر ہائے افسوس کہ اس اسلامی ملک جس کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر رکھی گئی تھی۔ اسے ملاحظہ کر کے جسم میں کچکی پیدا ہوتی ہے۔ جو رستم کی انتہا ہے کہ ہر کہ و صہ رٹیں ترین منکرین عظمت صحابہ کرام شیعہ مسلک کے ذاکر اور ان کی عوام بڑی گندی زبان سے ان مقدس حضرت پر کچڑا اچھال رہی ہے۔ معاف کرنا اس سلسلے میں اپنے لوگوں پر بھی افسوس ہے انہوں کی سردمہری بھی ملاحظہ کر کے شیخ سعدی کا ارشاد مبارک۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند۔

سعدی از دست خویش تن فریاد

اب وقت ہے کہ ہم سب خدام اسلام خدام صحابہ کا کردار ادا کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر حضرت نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ اسوہ حسنہ تک رسائی حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کی سعادت حاصل کریں جو ہم کو منزل مقصود تک پہنچے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس کے بغیر منزل مقصود یعنی اسلامی آئین تک رسائی قطعاً نا

مقوم ہیں جن سے اہل حق کی دل آزاری اور اس ملک کی قانون شکنی ہو رہی ہے۔ اس گندی زبان کے پلندے کو جب بحر العلوم امیر اہل علمین مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید روح اللہ روحہ و نور اللہ مرقدہ نے پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب محترم سجاد علی شاہ کے

جب شیعیت کا امت محمدیہ کے ساتھ کہیں بھی اجتماع نہیں ملتا تو پھر اپنے آپ کو کس طرح ملت اسلامیہ کے ساتھ منسلک کر کے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے داعی ہو سکتے ہیں؟

اسی وقت ہی ہم سمجھ گئے تھے کہ اب حکومت دو گروہوں کے قبضہ میں ہوگی۔ شیعہ اور مرزائی شیعہ زیادہ ہیں اور مرزائی کم مگر خطرہ ان سے زیادہ ہے باقی یہ خیال

اب دل سے نکال دو کہ شیعہ کسی بھی گوشہ میں تمہاری رعایت یا مدد کریں گے۔ وہ (یعنی شیعہ) صرف اپنے ہیں اور کسی کے نہیں صوبوں سے لے کر مرکز تک وہی (یعنی شیعہ) قابض ہیں۔ باقی رہا قرآن اور اسلام تو سمجھ لو کہ اب جب تک ان کا بس ہے وہ ان کو فیل کر کے رہیں گے تمہیں تو معلوم نہیں پچھلے سال اسی غصہ نے راولپنڈی میں خاص طور پر میراث نام لے کر یہاں تک کہا ہے کہ وہ زمانہ اب گیا جب بخاری قرآن سنا سنا کر..... لوگوں کو اُٹو بنایا کرتا تھا اب پاکستان بن گیا ہے اور یہاں ان چیزوں کی اب کوئی ضرورت نہیں اور کوئی گنجائش نہیں تو دین کا انجام اب خود سمجھ لو کہ کیا ہوگا؟ اس گفتگو کے تاثر میں ہی ایک روز محترم سیدنا حضرت امیر شریعتؒ نے درج ذیل منظوم کلام لکھ کر حقیقت کی واضح ترجمانی فرمائی شاہ جی کا فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ اور شیعہ کو چھوٹا دشمن سمجھنے والوں کی غلط فہمی کے ازالے کی ان کو ضرور دعوت دیں۔

تیرا بیوا اب تیری کرو..... گیا وقت قرآن خوانی گیا کرو گویا علی یا علی..... کہ اب ذکر اول و ثانی گیا

سامنے شیعہ خرافات برائے صحابہ کرامؓ پیش کیں تو پاکستان کے محترم سابق چیف جسٹس کی آنکھوں سے بارش کی مانند افسوس سے آنسو بہنے لگے تحفظ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح ہے جس کی شیعہ معتبر کتب میں دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب اہم مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے خلاف جھوٹے نبیوں نے آواز بلند کی تو خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سیکڑوں حفاظ قرآن مجید صحابہ کرامؓ شہید کر کے تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ فرمایا اس سلسلے میں ایک عورت نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جب اس کے پاس اہل حق نے نبی پاک ﷺ کی ختم نبوت کا پیغام پہنچایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ”لا بنی بعدی“ تو اس چالاک عورت کا ذہن نے فوراً کہا کہ میں اس کی منکر نہیں ہوں نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”لا نبی بعدی“ آپ نے یوں نہیں فرمایا کہ ”لا نبیۃ بعدی“ کہ میرے بعد کوئی عورت بھی نبی یعنی نبوت میں آئے گی۔ میں نے تو عہدہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جو اسلام کے خلاف نہیں تو اہل حق نے اس دجال عورت کا منہ قرآن پاک کی اس آیت

عبداللہ بن سبا نے اسلام کے وسیع پھیلاؤ سے تنگ آ کر اسلام کو ختم کرنے کی ایک مذموم سعی کی بنیاد اسلام کے نام سے ہی رکھی اس لیے اہل اسلام سبائیوں کو ان کے جھوٹے دعاوی سے مسلمان سمجھتے رہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔

ممکن ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ دوست

اگر باں نرسیدی تمام یو لہیست

مصیبت یہ ہے کہ تعصبات نے حق سمجھنے سے بھی

عاری کر دیا ہے۔ اب اس کے بغیر کیا کہوں کہ

ان کنت لاندری فتلک مصیبتہ

و ان کنت ندری فال مصیبتہ اعظمہ

شیعیت کی ہزاروں خرافات ان کی متعدد کتب میں

مبارک سے بند کر دیا کہ ”اللہ پاک کا فرمان ہے ”وَمَا ارسلنا قلیک الا رجلاً نوحی الہم“ کہ آپ ﷺ سے قبل جمیع انبیاء کرام مردوں سے ہی آئے ہیں۔ عورتوں سے کوئی نہیں اب بھی شیعہ اپنے بارہ اماموں کو انبیاء سے بھی افضل بلکہ حلت و حرمت کے بھی حامل نظریات پھیلائیں تو ان کو اجازت ہے اور جوان کے خلاف آواز بلند کرے تو افسوس ان کے اپنے حضرات بھی مخالف ہیں۔

شیعیت کا فروغ تو قبل از تقسیم ملک واضح اور عیاں

(بحوالہ سواطع الاحلام ص 129 شاہ جی کا مجموعہ کلام)

سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ:

اسماء الرجال کے معروف امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص گالیاں بکتے بکتے داماد نبی ﷺ حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچ جائے وہ اسلامی قانون کے تحت سخت ترین سزا کا مستحق ہے ویسے کسی بھی صحابی کو گالیاں دینے والا دجال ہے اس کی روایت کردہ حدیث قطعاً نقل نہ کی جائے صحابہؓ کو برا کہنے والے پر اللہ پاک اور فرشتوں کی لعنت

ہو۔ ملاحظہ فرمایا کہ فن رجال کے مشہور امام حضرت امام بیہقی بن معینؒ اپنے مخصوص فنی انداز فکر کے پیش نظر واضح طور پر فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور صحابیات کو گالی دینا ہر لحاظ سے قابل سزا جرم ہے کسی بھی صحابی کو گالی دینے والا دجال ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی لعنت ہو۔

اب غور و فکر کی یہ بات ہے کہ تقریباً جمیع اصحاب علم مفسرین محدثین فقہاء کرام تو منکرین اور معاندین صحابہ کرامؓ کو دجال، کافر، فاسق، فاجر سمجھتے ہیں مگر کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چھوٹے دشمن ہیں کم از کم ہماری سمجھ سے ان کی یہ نرالی منطق نا قابل فہم ہے ایسا فتنہ جس نے اللہ پاک کی توحید نبی ﷺ کی ختم نبوت صحابہ کرامؓ کی عظمت اور پورے دین اسلام کے ہر ایک رکن کی تحریف کر کے دین اسلام کو مذاق بنا دیا ہو۔ وہ اسلامی نقطہ نظر سے تمام آئیمہ دین کے نزدیک اسلام کا بدترین دشمن اور اسلام کا بہت بڑا دشمن ہے جس کے ساتھ اتحاد اسلام دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔

لطیفہ..... کہتے ہیں کہ ایک قصائی قیمہ فروخت کر رہا تھا۔ اور آوازیں لگا رہا تھا کہ قیمہ لے لو قیمہ لے لو۔ ایک آدمی نے دریافت کیا کہ یہ کس چیز کا قیمہ ہے قصائی نے کہا کہ جھوٹ نہ بلو او یہ کس مختلف جانوروں کا قیمہ ہے اس نے کہا کہ کیا مطلب؟ قصائی نے کہا کہ ایک ٹانگ بکری کی ہے، ایک ٹانگ اونٹ کی ہے، او ایک ٹانگ گائے کی ہے ایک ٹانگ بھینس کی ہے اور افسوس کہ ایک ٹانگ کتے کی بھی ہے۔ تو اس نے مزاحاً ہنستے ہوئے کہا کہ یہ قیمہ ہے یا متحدہ مجلس عمل ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مخالفین کو اپنے اس کردار سے ہم خود مذاق اڑانے کی دعوت دے رہے ہیں۔

شیعہ تحریک کب شروع ہوئی:

ویسے یوں تو اسلام کے خلاف یہودیوں کی یہ تحریک عہد نبوی کے آخری دور میں شروع ہو چکی تھی پھر خلیفہ دوم

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ بڑی بے دردی اور ان دہشت گردوں کے ظالمانہ فعل سے شہید کر دیئے گئے اس کے بعد اسی ظالم فاسق فاجر اور کافر تحریک نے سیدنا حضرت طلحہؓ، سیدنا

تقیہ (جھوٹ) اور متعہ (زنا) کو کارثواب سمجھتے ہیں۔ حضرت امام ابن تیمیہؒ نے شیعوں کی رد میں اپنی ایک عظیم الشان کتاب منہاج السنۃ لکھی ہے جو کئی جلدوں میں ہے۔

روم کے ایک لاث پادری نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد ایک پتھر پر ”اگر ایک عمر دنیا میں اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا سے کفر نیست و نابود ہو جاتا“ کندہ کرا کر گرے میں نصب کرائی تھی۔

حضرت زبیرؓ، سیدنا امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ، شباب اہل الجنۃ سیدنا حضرت حسینؓ کو بھی شہید کر دیا۔

انہوں نے سیدنا حضرت شباب اہل الجنۃ حسنؓ بن علیؓ کو پہلے بہت ہی تنگ کرنا شروع کیا جب انہوں نے امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کر کے ان کی بیعت کر لی تھی تنگ کرتے کرتے گالی گلوچ پر اتر آئے پھر آخر آپؓ کو زہر دے کر شہید کر دیا اس ظالم جابر تحریک عدوان صحابہ کرامؓ سے متعلق آنحضرت ﷺ سے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے صحابہ کے آخری دور میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہوگا جو صحابہ کرامؓ کی بدگوئی کرے گا۔ ”فلا تجالسوہم“ تم نہ ان کے ساتھ اٹھو نہ بیٹھو، ”فلا توادلوہم ولا تشاربوہم“ نہ تم ان کے ساتھ کھاؤ نہ پیو، ”فلا تناسکواہم“ نہ ہی ان کے ساتھ نکاح بیاہ کرو۔ ”واذا مرضو افلا تودوہم“ نہ ہی تم ان کے مریضوں کی عبادت کرو، واذا ماتوا فلا تصلوا علیہم“ نہ ہی تم ان کی نماز جنازہ پڑھو ولا تدفنوا فی مقابر المسلمین“ نہ ہی ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو ”فاذا یقتموہم فلا تسلموا علیہم“ اور جب یہ ملیں تو ان کو السلام علیکم بھی نہ کہو۔ فرمایا اس کی وجہ یہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ تمام بدعتی فرقوں میں بدترین فرقہ کے یہ لوگ ہیں جو پیغمبر ﷺ کے اصحابؓ سے بغض رکھتے ہیں۔ جب کہ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں اس فرقے کا نام کفار رکھا ہے۔ فرمایا..... ”لِیَفْیِظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ“ سیدنا حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی بہت مشہور کتاب تھہیمات الہیہ میں لکھا ہے کہ نظریہ امامت کو تسلیم کر کے شیعہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور لکھا ہے کہ نظریہ امامت کو ماننے والے شیعہ زندیق ہیں۔ قارئین محترم ان مختصر ترین آئیمہ دین کے اقوال میں آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ مسلمانوں کے اسلاف بزرگان دین کے نزدیک شیعہ گروہ کا فتنہ دیگر جمیع فتنوں سے بہت ہی بڑا فتنہ ہے مگر نہ جانے کیوں موجودہ حضرات ایسے دین اسلام کے بہت بڑے دشمن کو چھوٹا دشمن قرار دے کر شیعہ نوازی میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت، توحید رب العلمین اور پورے اسلام کی ضمتاً مخالفت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جب کہ پوری دنیا کے اہل علم حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مغل شہنشاہ اکبر سے لے کر آخری تاجدار دکن تک اور ان سے قبل اور بعد کے جتنے بادشاہ اور حکمرانوں نے شیعیت کی سرپرستی کی اس کی واحد وجہ یا تو شیعوں کے گندے عقیدہ متعہ اور تقیہ کی لذت تھی یا شیعوں کی بے راہ روی یا شیعوں کی اسلام دشمنی اس لیے فروغ کافی میں انہوں نے امام باقر کا ایک فرضی خطرناک بیان شائع کیا ہے.....

”اِنَّ النَّاسَ كُلُّہُمْ اَوْلَادُ بَغْیَا مَا خَلَا شِیعَتَا“

یعنی! شیعوں کے علاوہ باقی سب فاحشہ کجی عورتوں کی اولاد ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

صحابہ کرامؓ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی نسبت مبارک سے دیکھا جائے کہ یہ مقدس حضرات کس مقدس نبی ﷺ کے صحابی ہیں دوسری عظیم الشان نسبت ”حزب اللہ“ ہونا ہے

ہے کہ ”فانہم لیون ابا بکر و عمر“ (نوٹ):..... یہ روایت مختلف الفاظ میں مختلف کتب میں مرقوم ہے جس میں سے سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ پیران پیر علیہ الرحمۃ نے بھی اس کا ایک حصہ اپنی مشہور تصنیف غنیۃ الطالبین میں بھی درج فرمایا ہے اور اکابرین امت علیہم الرحمۃ اس کو ہر دور میں بیان کرتے چلے آ رہے ہیں۔ نیز پیران پیر حضرت سید جیلانیؒ نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ..... شیعہ بدترین خلائق ہیں کیونکہ

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی شہادت میں بھی اسی تحریک کے ایرانیوں کا ہاتھ تھا لیکن اس وقت تک یہ تحریک زیر زمین کام کر رہی تھی خلیفہ سوم امیر المومنین داماد النبی ﷺ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے آخری سالوں میں اس تحریک نے جو اس وقت تک انڈر گراؤ نہ تھی اپنے بال و پر نکالنا شروع کیے اور عبداللہ بن سبا یہودی کی قیادت میں ابھر کر اور نمایاں ہو کر بزم خویش اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے میدان میں کود پڑی بالآخر اسی تحریک کے ہاتھوں

اپریل کے آخری ہفتے راجن پور کے دیہاتی علاقے سے میرے ایک دوست کا فون آیا کہ ہماری بستی میں ایک پڑھا لکھا نوجوان شیعہ مذہب سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا ہے۔ میں نے اس نو مسلم شیعہ نوجوان سے ملاقات کرنے کا وعدہ کر لیا۔ قریباً تین دن بعد راجن پور سے مغرب کی طرف ایک گاؤں بھیٹ سوتراہ سے آگے موضع غزلانی کے قریب بستی میں پہنچ گیا۔ یہ بستی قریباً 50 گھروں پر مشتمل چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں پر تمام لوگ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہت بڑا امام باڑہ ہے اس بستی کے ساتھ ایک

بہت بڑا میدان ہے۔ جہاں بہت پہلے زمانے میں ہر سال واقعہ کربلا کا منظر نامہ پیش کیا جاتا تھا۔ ایک طرف یزید کی فوجیں تو دوسری طرف حضرت حسینؑ کے قافلے کا پورا منظر نامہ دکھا کر لوگوں کو رولایا جاتا تھا۔ حضرت حسینؑ کا گھوڑا ایسا سدھایا ہوا ہوتا تھا کہ وہ حضرت حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کے قافلے کے ہر فرد کے آگے جھک کر حضرت حسینؑ کی شہادت کی خبر سناتا تھا اور زار و قطار روتا جاتا تھا۔ گھوڑے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کرتے ہوئے آنسو اور اس منظر کو دیکھ کر سخت سے سخت دل بھی آہیں بھر کر رونے لگتا تھا اب تو نہ وہ گھوڑا رہا اور نہ وہ لوگ۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے وہ گھوڑا امر گیا تھا۔ اور اس گھوڑے کو اس کام پر سدھانے والے اور سارا منظر نامہ پیش کرنے والے لوگ بھی اب جہنم رسید ہو چکے ہیں۔

اس بستی کے امام باڑے کے ساتھ ہی نو مسلم ناظم عباس جس نے اپنا نام علی معاویہ رکھ لیا ہے کہ آباؤ اجداد کی بہت بڑی حویلی ہے۔ میں اس بستی میں پہنچا تو مغرب کا

ہمارے علاقے میں غلام عابد شاہ وڈیرے کے آباؤ اجداد کا مکمل ہولڈ تھا۔ ان کی مرضی کے بغیر کوئی پر بھی نہیں مار سکتا تھا۔ شیعہ مذہب کے علاوہ کسی مذہب کا ہمیں کوئی تعارف نہ تھا۔ شیعہ مذہب سے تائب ہونے کے سوال پہ کہا کہ میٹرک تک راجن پور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے ماموں کے ہاں کراچی چلا گیا۔ ماموں کے بیٹے غلام رضا کاظمی کے ساتھ گورنمنٹ کالج لائڈھی فسٹ ایئر میں داخل ہو گیا۔ بالآخر 1990 میں جامعہ کراچی سے ایم بی اے کی ڈگری لے کر ایک انٹرنیشنل انڈسٹریل گروپ کے شعبہ بزنس میں

غلام رضا نے سنی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ جس سے ہمارے سارے گھروالے اور تمام رشتہ دار بہت پریشان ہیں میں نے کہا آپ غلام رضا کو میرے پاس بھیجنا میں اس کو سمجھاؤں گا اس کے ایک ہفتہ بعد مجھے ماموں کا فون آیا کہ غلام رضا کو موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے نامعلوم دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا ہے۔

میں فوری طور پر ماموں کے گھر پہنچا غلام رضا کی میت ابھی ہسپتال سے گھر نہیں پہنچی تھی۔ مجھے بہت دکھ اور افسوس ہوا۔ غلام رضا کی تدفین کے بعد کئی روز بہت پریشان رہا آخر ایک دن مجھے غلام رضا کے دیے ہوئے تحفے کا خیال آ گیا رات دو بجے کا وقت تھا سب گھروالے سوئے ہوئے تھے۔ میں نے ٹیبل کے دراز سے غلام رضا کا دیا ہوا پیکٹ نکالا اس میں سے وہ کیسٹ لگا کر سننے لگا۔ صبح تک میں نے تقریباً تین مرتبہ وہ کیسٹ سنی آواز میں ایسی روانی ایسا درد اور خلوص شامل تھا کہ ہر جملہ میرے قلب و جگر میں اترتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ یہ غالباً پنجاب کے کسی کبیر والا نام کے شہر میں کی گئی تقریر تھی۔ اس تقریر کے ایک جملے نے مجھے بہت متاثر کیا تھا اور اسی ایک جملہ کو میں نے تقریباً 100 مرتبہ ریپس کر کے سنا جس میں کہا گیا تھا

”اے اللہ رات کا آخری پہر ہے شیعہ کی طرف سے اصحاب رسول کو ایسی گالیاں دی گئی ہیں اگر آج کے بعد میں چین کی نیند سو جاؤں تو مجھ پر لعنت کرنا۔“

اس ایک جملے نے مجھے ہلا کر رکھا دیا تھا میرے شیعہ مذہب چھوڑنے کا اصل سبب تو علی رضا کی المناک

ملازمت اختیار کر لی۔ میرے ماموں کا بیٹا غلام رضا لیور برادرز میں بطور سیل مین کام کرنے لگا۔ ایک دن غلام رضا میرے پاس آیا اس نے کہا میں تمہارے لیے بہت بڑا تحفہ لے کر آیا ہوں۔ اس نے

تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو شیعیان علی قرار دے کر خلفائے ثلاثہ کو مورد الزام ٹھہراتے رہے تھے انہی لوگوں کی بے وفائی کی وجہ سے ہی سیدنا علی المرتضیٰؑ نے انہیں دھوکا باز قرار دیا تھا۔

شہادت بنی لیکن اس جملے نے مجھے بہت متاثر کیا تھا حسرت بھری بات یہ ہے کہ جب میں نے مولانا حق نواز جھنگویؒ کی تقریریں سننا شروع کیں۔ اس وقت وہ شہید ہو چکے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی تقریروں کی کیسٹیں سن کر ہی میں اس کا دیوانہ بن گیا تھا۔ غلام رضا کے قتل کا پرچہ نامعلوم لوگوں پر درج ہوا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد اصل قاتلوں کا بھی پتہ چل گیا۔ یہ لوگ المختار فورس کراچی کے رضا کار تھے۔

خوبصورت ڈبے میں پیک ایک کیسٹ دی اور کہا کہ یہ فارغ وقت میں بڑے غور سے سننا۔ میں نے ڈبہ کھولے بغیر وہ کیسٹ ٹیبل کی دراز میں رکھ دی دن گزرتے رہے بعد میں مجھے پتہ چلا کہ غلام رضا کا سپاہ صحابہ کے نوجوانوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے۔ ایک روز میرے ماموں ہمارے گھر آئے اور رونے لگے میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا لائڈھی میں دہشت گردوں کے ایک جلسہ کے دوران

وقت ہو چکا تھا۔ علی معاویہ سے ٹیلی فون پر تعارف ہو چکا تھا۔ علی معاویہ کے ساتھ بات چیت کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ یہ بہت پڑھا لکھا نوجوان ہے اس نے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ اور کراچی میں کسی غیر ملکی ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازم ہے۔ اور پندرہ دن کی چھٹی پر اپنے گھر آیا ہوا ہے۔ خاندانی پس منظر کے سوال پر پتہ چلا کہ یہ لوگ کئی پشتوں سے شیعہ چلے آ رہے ہیں۔ علی معاویہ نے بتایا کہ

انہوں نے غلام رضا کو شیعہ مذہب کے خلاف کام کرنے کی پاداش میں شہید کیا تھا۔

غلام رضا کے قاتل گرفتار بھی ہو گئے لیکن نامعلوم وجوہات کی وجہ سے وہ جلد ہی رہا ہو گئے۔

شیعہ مذہب چھوڑنے تک اس مذہب سے متعلق میری معلومات واجبی سی تھیں۔ لیکن شیعہ مذہب سے تائب ہو کر میں نے بہت گہرائی کے ساتھ اس مذہب کا مطالعہ شروع کیا تو پتہ چلا کہ اسلام کے مقابلے میں یہ مذہب ریت کی دیوار سے زیادہ بنیاد نہیں رکھتا ہے۔

اسلام ایک عالمگیر آفاقی مذہب کی حیثیت سے نمودار ہوا اس کی تاریخ اور اشاعت میں آنحضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا کردار آپ ﷺ کے اصحاب ہیں جنہوں نے اعلیٰ کردار اور مخلصانہ افعال کے ذریعے نصف صدی کے مختصر عرصہ میں نصف دنیا پر اسلام کا پرچم بلند کر کے اقوام عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

شیعہ مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ تمام صحابہ رسول ﷺ، اہل بیت رسول ﷺ کے دشمن تھے یہ لوگ طمع اور لالچ کی وجہ سے اسلام سے وابستہ ہوئے۔ انہوں نے منصوبہ بندی کے تحت سیدنا علی المرتضیٰ اور ان کے گھرانے کے لوگوں کو اقتدار پر براجمان نہیں ہونے دیا اس کے برعکس تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو شیعیان علی قرار دے کر خلفاء ثلاثہ کو موروثی وراثت کے طور پر سنبھالتے رہے تھے

انہوں نے زندگی میں سیدنا علی المرتضیٰ کے ساتھ کبھی بھی وفا نہیں کی بلکہ ان کے رویہ ہی کی وجہ سے سیدنا علی المرتضیٰ نے ان کو دھوکا باز قرار دیا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰ کے فرزند سیدنا حضرت حسنؑ نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر کے نام نہاد شیعیان علیؑ کی تمام سازشوں کا قلع قمع کر دیا تھا۔ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں ہے۔ اس کے متعلق پھر کبھی بات کروں گا۔ اس وقت میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ پاک نے ہدایت کے نور سے سرفراز کیسے کیا تھا

انہوں نے زندگی میں سیدنا علی المرتضیٰ کے ساتھ کبھی بھی وفا نہیں کی بلکہ ان کے رویہ ہی کی وجہ سے سیدنا علی المرتضیٰ نے ان کو دھوکا باز قرار دیا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰ کے فرزند سیدنا حضرت حسنؑ نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر کے نام نہاد شیعیان علیؑ کی تمام سازشوں کا قلع قمع کر دیا تھا۔ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں ہے۔ اس کے متعلق پھر کبھی بات کروں گا۔ اس وقت میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ پاک نے ہدایت کے نور سے سرفراز کیسے کیا تھا

ممبران کو ملائشا جانے کی آفر آئی۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں دس سال کے لیے ملائشا چلا گیا۔ وہاں پر ڈیوٹی کے بعد جو وقت ملتا میں اسلام اور شیعہ مذہب کے مطالعہ میں

بلکہ ہر اسلامی ملک میں ایسی ہی سازشیں کارفرما ہیں جنہیں نہ ہم خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں ہم تو دیوبندی، بریلوی، اور اہلحدیث کو آپس میں

میرے ماموں کے بیٹے غلام رضا کے ڈبے میں پیک ایک خوبصورت تحفے نے مجھے جہنم سے نکال کر جنت والے راستہ پر ڈال دیا۔ جس پر میں اللہ رب العزت اور غلام رضا کا شکر گزار ہوں۔

گزارنے لگا۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ 1400 سال کی تاریخ میں کوئی جماعت شیعہ مذہب کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا نہیں ہو سکی۔ انفرادی طور پر بہت سے لوگوں نے کتابیں بھی لکھیں اور درس بھی دیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر واعظ نے شیعہ مذہب کے پیروکاروں کو اپنا بھائی بھی قرار دیا ہے۔ جس سے شیعہ مذہب کے سد باب میں وہ پائیداری نہ آ سکی جس کی اس منظم گروہ کی سازشوں کو روکنے کے لیے ضرورت تھی۔

تاریخ اٹھا کر دیکھیں بڑے بڑے حکمران، ریاستوں کے نواب، بڑی بڑی جاگیروں کے زمیندار حتیٰ کہ مغلیہ سلطنت کے بادشاہ بھی ان اسلام دشمن سازشوں کو اپنے حرم

دست و گریباں کر کے ایک دوسرے کے خلاف فح حاصل کرنے میں ہی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں بطور قوم پوری اسلامی دنیا (اہلسنت) کو اکٹھا کر کے متعلقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی جدوجہد بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ خدا را اس جدوجہد کو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے فروعی مسائل کا شکار نہ ہونے دیں بلکہ ان فروعی اختلاف کو اختلاف امتی رحمتاً کا مصداق سمجھتے ہوئے اصل مسائل اور منزل کے حصول کی طرف جدوجہد فرمائیں۔

شیعہ لوگ قرآن پاک کو اپنے نظریات کے حق میں استعمال کرنے کی حد تک مانتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ شیعہ مذہب کے پیروکاروں جیسا منافقت کرنے والا طبقہ آج تک روئے زمین پر پیدا نہیں ہوا ہوگا۔

ان لوگوں نے روز روشن کی طرح واضح اور اٹل حقیقت سیدنا صدیق اکبرؑ کی خلافت اول کو جھٹلانے کے لیے علی ولی اللہ غلیفہ بلا فصل کا عقیدہ گھڑ کر اس کو زبانِ ردِ عام کرنے کے لیے اذان اور کلمے کا حصہ بنا دیا ہے قرآن کی طرف سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی صدیق اکبرؑ کے ثانی اثنین اور سیدنا عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے بیعت رضوان جیسے واضح حقائق کے مقابلہ میں حدیث ثقلین اور مسئلہ فدک جیسے غیر ضروری اور غیر اہم واقعات کو اتنی اہمیت اس لیے دی ہے کہ بنیادی اور اصولی مسائل سے دنیا کی توجہ ہٹ جائے۔ اس کے ساتھ واقعہ کربلا کی جھوٹی کہانیوں کو اتنا عام کر دیا ہے کہ لوگ قاتلانِ حسین کو بھول جائیں۔ علی معاویہ کی یہ گفتگو جاری تھی کی صبح کی اذانیں ہونے لگیں مجھے ضروری کام کے لیے واپس آنا تھا پھر کسی وقت کراچی میں تفصیلی ملاقات کا وعدہ لے کر واپس آ گیا۔

اسلام کی اشاعت میں آنحضور ﷺ کے بعد سب سے عظیم کردار آپ ﷺ کے اصحاب ہیں۔ جنہوں نے اعلیٰ کردار اور مخلصانہ افعال کے ذریعے نصف صدی کے مختصر عرصہ میں نصف دنیا پر اسلام کا پرچم بلند کر کے اقوام عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

میں پنپنے سے نہ روک سکے۔ پاکستان کی تاریخ دیکھ لیں، سرشاہ نواز کے خاندان میں ذوالفقار علی بھٹو کی بیوی کے طور پر ایرانی شیعہ عورت نصرت بھٹو کو ایک منظم سازش کے تحت داخل کیا گیا تھا جس نے اس سازش کو دوام بخشنے کے لیے اپنی سب سے بڑی بیٹی بے نظیر کے لیے آصف علی زرداری جیسا شوہر تلاش کر کے کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں شیعہ حکمرانی کی راہیں ہموار کرنے کی سازش کو پروان چڑھانے

مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی جدوجہد بارش کا پہلا قطرہ ہے خدا را اس کو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے فروعی مسائل کا شکار نہ ہونے دیں۔

میں اہم کردار ادا کیا۔ ہمارے عام طبقہ، اور علماء کے لیے ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے صرف پاکستان میں ہی نہیں

علامہ رضا کی موت کے بعد میں نے کراچی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اتفاق سے ہماری کہنی کی طرف سے ہمارے سٹاف

تحریر: محمد سکندر شاہ سیکریٹری اطلاعات سنی ایکشن کمیٹی سندھ 03332837919

اس وقت ملک جن مشکلات کا شکار ہے اس میں ہر محب وطن شہری اضطراب کا شکار ہے نا صرف حکومت بلکہ اپوزیشن کا کردار بھی عوام کے لئے کوئی بہت مثالی نہیں ہے ایک انقلابی جماعت تبدیلی کا نعرہ ضرور لے کر اٹھی لیکن وقت کے ساتھ اس انقلاب سے جو چہرے جلوہ افروز ہوئے عوام ان پرانے شکاریوں کے نئے جال میں پھنسنے کو تیار نظر نہیں آرہے۔ ملک کی حالت اس شعر کی مصداق آئے روز بگڑتی جا رہی ہے کہ.....

مرض پڑھتا گیا۔۔۔۔۔ جوں جوں دوا کی۔

ایسے میں دفاع پاکستان کونسل کا قیام خوشگوار ہوا کہ ایک جھوٹکا ہے جو بے سرو سامانی کے عالم میں اللہ پر بھروسہ کر کے میدان عمل میں آگیا۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں نے دفاع پاکستان کونسل کی جانب سے منعقد کئے جانے والے عوامی اجتماعات سے لاطعلقی کا اظہار کیا ایک طبقہ مسلسل یہ واویلا مچاتا رہا کہ دفاع پاکستان کونسل کے پیچھے ایجنسیوں کا ہاتھ کار فرما ہے لیکن اس کے باوجود لاہور، پٹنڈی، ملتان، کراچی اور اسلام آباد میں دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کے حکم پر جس انداز میں عوام گھروں سے نکلے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دفاع پاکستان کونسل کے قائدین عوام میں اچھی شہرت رکھتے ہیں اور عوام کا ان پر مکمل اعتماد ہے ورنہ بغیر حکومت اور میڈیا کی سپورٹ کے اتنے بڑے عوامی اجتماعات کرنا ناممکن بات ہے۔

دفاع پاکستان کونسل نے پاکستان کے دفاع کی بات بالکل درست موقع پر کی جب ہماری فوج، پارلیمنٹ، ایجنسیاں اور سیاسی و مذہبی جماعتیں امریکا کے شدید دباؤ میں تھیں اس وقت عوام کو سڑکوں پر لا کر یقیناً اس دباؤ کو ایک

پاکستان کو نسل ایک غیر سیاسی اتحاد ہے وقت اور حالات کے اعتبار سے مناسب نہیں۔ اس نعرے کو غیر سیاسی کی بجائے اگر یوں کہا جائے کہ یہ اتحاد اقتدار کے حصول یا ذاتی مفاد کے لئے نہیں تو یہ زیادہ مناسب بات ہوگی۔ کیونکہ جب بات دفاع یعنی چوکیداری کی آجائے تو دفاع کرنے والے سپاہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہوشیار اندرونی خطرات

سے بھی رہے اور بیرونی خطرات سے بھی۔

دفاع پاکستان کونسل کے تمام مذہبی قائدین کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں کہ میری نظر میں یہ مخلص ترین لوگوں کا مجموعہ ہے ان کے طریقے اور انداز سے یقیناً اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ان پر لالچ اور مفادات کا الزام ہرگز نہیں لگایا جاسکتا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ یہ مخلص ترین لوگ آگے بڑھیں اور قوم کے جذبات کے ساتھ قوم کے مسائل کی بھی ترجمانی کریں۔

اس وقت پاکستان کو جہاں امریکا، بھارت اسرائیل اور ایران کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی وجہ سے خطرات لاحق ہیں وہیں موجودہ حکمرانوں کا طرز حکمرانی بھی پاکستان اور پاکستانیوں کے لئے عذاب کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے دفاع پاکستان کو نسل کو اس کا بھی سدباب کرنا ہوگا۔

دفاع پاکستان کونسل میں مولانا سمیع الحق جیسے تجربہ کار اور علامہ محمد احمد لدھیانوی جیسے آزمودہ لوگ موجود ہیں مولانا سمیع الحق اکثر اوقات ایوان بالا میں موجود رہے ہیں

لدھیانوی نے ایسے وقت میں اپنی جماعت کی قیادت سنبھالی جب اپنے اور بیگانے یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ لیکن علامہ محمد احمد لدھیانوی نے اپنی مدبرانہ سوچ اور اپنی انتھک محنت سے وہ کر دکھایا جو کسی نے سوچا بھی نہیں تھا قیادت کے جانے کے بعد اکثر جماعتوں کا شیرازہ بکھر جاتا ہے لیکن علامہ محمد احمد لدھیانوی

تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین اپنی اپنی جماعت کے مفادات سے بالاتر ہو کر کام کریں تو ملک میں استحکام آئے گا۔ اور عوام کو لیٹروں سے نجات مل جائے گی۔

نے اپنی جماعت کو پہلے سے زیادہ منظم کر دیا۔ اپنی جماعت کو آج وہ قومی دھارے میں لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ہر مشکل مرحلے سے علامہ محمد احمد لدھیانوی اور ان کی جماعت گزر چکی ہے ایسے آزمودہ مخلص لوگ ڈھونڈنے سے بھی شاید نہ ملیں پورے ملک میں علامہ محمد احمد لدھیانوی کی جماعت کی جڑیں موجود ہیں جھنگ، پشاور اور ڈیرہ اسماعیل خان سے علامہ محمد احمد لدھیانوی کی جماعت انتخابات میں کامیابی حاصل کر چکی ہے۔ پر جوش اور کچھ کر دکھانے کے جذبے سے سرشار لاکھوں پر عزم نوجوان آج بھی اپنی قیادت کے حکم کے منتظر ہیں۔ اس لئے دوسروں کے در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے مذہبی لوگ خود ایک ایسا انتخابی اتحاد تشکیل دیں جو ملک اور قوم کو امریکی غلامی کے ساتھ ساتھ لوڈ شیڈنگ، مہنگائی، دہشت گردی، بے روزگاری، فحاشی، عریانی، ظلم، بھتہ خوری اور بیرونی مداخلت سے نجات دلائے اس کے لئے اول کوشش تو یہی کی جائے کہ اس انتخابی اتحاد میں جمعیت علماء اسلام (ف) جمعیت علماء پاکستان (ابوالخیر زبیر) جماعت اسلامی، جمعیت المجددین

دفاع پاکستان کو نسل کا قیام خوشگوار ہوا کا ایک جھوٹکا ہے جو بے سرو سامانی کے عالم میں اللہ پاک پر بھروسہ کر کے میدان عمل میں آیا ہے۔ ملک کے پانچ بڑے شہروں میں قائدین کے حکم پر جس انداز میں عوام گھروں سے نکلے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عوام کا ان پر مکمل اعتماد ہے۔

حد تک کم کر دیا جس سے فوج اور پارلیمنٹ کو بھرپور اعتماد حاصل ہوا اس کے باوجود دفاع پاکستان کونسل کے قائدین سے ایک اختلاف ضرور ہے۔

دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کا یہ نعرہ کہ دفاع

وہ پاکستانی سیاست کے اتار چڑھاؤ سے بخوبی واقف ہیں ان کے تجربے سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے یہ اتحاد غیر معمولی نتائج دے سکتا ہے۔

مولانا اعظم طارق کی شہادت کے بعد علامہ محمد احمد

سمیت ملک کی تمام چھوٹی بڑی مذہبی جماعتوں کو شامل کیا جائے لیکن اگر یہ جماعتیں اس انتخابی اتحاد کا حصہ بننے سے گریز کریں تو جمعیت علماء اسلام (س) جمعیت علماء اسلام (نظریاتی) اہلسنت والجماعت، سنی علماء کونسل، پاکستان علماء

آپ کی مشکلات کا روحانی و طبی حل

خالق کائنات اللہ رب العزت نے حضور پاک ﷺ کو طبیب کامل بنا کر بھیجا آپ ﷺ نے لوگوں کا علاج قرآن پاک کے ساتھ ساتھ جڑی بوٹیوں سے بھی فرمایا کبھی شہد کبھی کلونجی اور کبھی عجوہ کھجور کے ساتھ مختلف امراض کا علاج کیا ہے۔ غرض یہ کہ آقا و جہاں ﷺ نے انسانیت کا علاج روحانی بھی کیا اور جسمانی بھی ذیل میں ہم طب نبی ﷺ کے دونوں طریقوں کو عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں۔

حب جاہ و مال کا علاج

حب جاہ اور حب مال کے مرض کو دور کرنے اور دینی شوق پیدا کرنے کے لیے نماز فجر کے بعد تین بار با وضو سورۃ النکاث پڑھے انشاء اللہ اس مرض کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مردہ کو خواب میں دیکھنا

جو شخص اپنے کسی عزیز کو خواب میں دیکھنا چاہتا ہو اور اس سے بات چیت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ شب جمعہ کو با وضو سورۃ النکاث ایک سو تیرہ (۱۱۳) مرتبہ پڑھ کر سوئے انشاء اللہ مردہ کی خواب میں زیارت ہوگی۔

ناف ٹلنے کا عمل

ناف کو اپنے مقام پر واپس لانے کے لیے سورۃ الفیل مکمل 10 مرتبہ اور اول آخر تین تین مرتبہ درود ابراہیمی پڑھ کر دم کریں انشاء اللہ ناف اپنی جگہ واپس آ جائے گی۔

دوران سفر سواری کا حصول

حالت سفر میں ہو یا سفر شروع کرنے کا ارادہ ہو سواری ملنے کا امکان نہ ہو تو اسی حالت میں سورۃ القدریش کی بکثرت تلاوت کرے انشاء اللہ تعالیٰ سواری کا بندوبست ہو جائے گا۔

استحاضہ (کثرت حیض)

اگر کسی عورت کو استحاضہ کا مرض ہو تو روزانہ با وضو سورۃ الکوثر تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ بارش کے پانی پر دم کر کے پلائیں۔ اگر دستیاب نہ ہو تو نہر کے کنارے والے نلکے سے پانی لیں انشاء اللہ اس مرض سے نجات ہوگی۔

اولاد کے لیے

اگر کوئی شخص اولاد سے محروم ہو تو سورۃ الکوثر کو با وضو پانچ سو (۵۰۰) بار پڑھے پابندی کے ساتھ ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھ لے اول آخر تین تین مرتبہ درود ابراہیمی تین ماہ کا عمل ہے۔ انشاء اللہ صاحب اولاد ہو جائے گا۔

خلال

دانتوں کے درمیان دوران طعام کھانے کے اجزا جو پھنس جاتے ہیں انہیں خلال کہا جاتا ہے۔

اسی طرح ان اجزاء کو جس لکڑی (تیکے) کے ساتھ نکالا جاتا ہے یا جو عمل کیا جاتا ہے اسے بھی خلال کہا جاتا ہے۔ آج کے ماڈرن دور میں ہوٹل ہو یا گھر تمام جگہوں میں کھانے کے بعد لکڑی کے خلال پیش کیے جاتے ہیں۔

اس کی ترغیب کتب احادیث میں بکثرت ملتی ہے۔ یہ طبیب دو عالم ﷺ کی عظیم سنت ہے کھانے کے بعد غذائی اجزاء مسوڑھوں اور دانتوں کے درمیان پھنس جاتے ہیں اگر ان کو خلال کے ذریعے نہ نکالا جائے تو وہ غذائی ذرے (FOOD.PARTICLES) متعفن ہو جاتے ہیں اور ایک خاص پلازما بن کر مسوڑوں کو پہلے متورم اور پھر دانتوں اور مسوڑھوں کے تعلق کو آہستہ آہستہ ختم کرتا ہے۔ دانت مسوڑھوں سے جدا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دانت گر جاتے ہیں۔

اگر ان غذائی ذرات کو خلال کے ذریعے دانتوں سے نہ نکالا جائے تو (PYORIA) پائوریاء ماخوڑہ کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ بلکہ یہ مرض اسی لا پرواہی سے ہوتا ہے۔

اس وجہ سے مسوڑھوں میں پیپ پڑ جاتی ہے اور یہ پیپ بذریعہ لعاب معدہ میں چلی جاتی ہے اور معدہ میں مہلک امراض السر معدہ کی تیزابیت کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے جو غذائی ذرہ منہ سے بغیر خلال کے نکلے اسے نگل یا کھا سکتے ہیں اور جو غذائی ذرہ خلال کے ذریعے نکلے اسے پھینک دینا چاہیے۔

خلال کے بغیر نگلی ہوئی غذا چونکہ چھوٹے غذائی ذرات ہوتے ہیں اور یہ غذائی ذرات کھانے کے دوران دانتوں میں اٹک جاتے ہیں چونکہ وہ بھی غذا کا حصہ ہیں اس لیے ان کے کھانے اور نگلنے میں قطعی نقصان نہیں لیکن جو غذائی ذرات خلال کے ساتھ نکلیں وہ کھانے نہیں چاہیں۔ اس کی احتیاط بلکہ بعض اوقات مسوڑھوں اور دانتوں کے خلاؤں میں پیپ (PUS) یا جراثیم ہوتے ہیں اب اگر یہ

غذائی ذرات جو اب پیپ اور جراثیم آلودہ ہو چکے ہیں اندر چلے جائیں تو اندر بھی مہلک ثابت ہوں گے اس لیے خلال سے نگلی ہوئی غذا مفید نہیں۔ خالق شفا ہمیں امراض سے محفوظ رکھیں اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سنتوں پر عامل بنادیں آمین۔

خط و کتابت کے لیے

نقشبندی روحانی علاج گاہ

محمد عمر فاروق نقشبندی

جامع مسجد محمدی بخاری چوک قاسم بازار سندری فیصل آباد

0303-7740774

صبح 10 بجے سے 12 بجے تک..... وقت کا لحاظ رکھیں

بقیہ صفحہ نمبر 49

کونسل اور دیگر نیک نام جماعتوں پر مشتمل نیا انتخابی اتحاد تشکیل دیا جائے جماعۃ الدعوة اور انصار الامہ جیسی با کردار جماعتیں اس اتحاد کی پشت پر ہوں تو یہ اتحاد پارلیمنٹ کے اندر بھی ایک مثبت پریشر گروپ کا کردار ادا کر سکتا ہے۔

مشرف دور میں حدود اللہ آرڈیننس میں ترامیم اور موجودہ دور میں خواتین پر تشدد کے نام پر پیش کیا جانے والا بل اور اس بل کے لیے راہ ہموار کرنے والی این جی اوز کے کردار کو مد نظر رکھا جائے تو یہ حقیقت مسلمہ ہوتی جا رہی ہے کہ پارلیمنٹ کے اندر مذہبی جماعتوں کا مضبوط گروپ ہونا انتہائی ضروری ہے اس کے لیے مذہبی جماعتوں کے قائدین اپنی اپنی جماعت کے مفادات سے بالاتر ہو کر کام کریں تو ملک میں استحکام آئے گا اور عوام کو لٹیروں سے نجات مل جائے گی دوسری صورت میں اگر مذہبی جماعتیں متحد ہو کر یہ راستہ اختیار نہیں کرتیں تو پھر ملک میں توہین رسالت ﷺ آرڈیننس کے خلاف سازشیں، لوٹ مار، توہین صحابہؓ، بلوڈ شیڈنگ، مہنگائی، بے روزگاری، دہشت گردی، فحاشی، عریانی، ظلم، بھتہ خوری اور بیرونی مداخلت جاری رہے گی اور ہم ہمیشہ سڑکوں پر اس کے خلاف احتجاج کرتے رہیں گے فیصلے کی گھڑی قریب آ گئی ہے ہم نے صرف احتجاج ہی کرنا ہے یا پھر آگے بڑھ کر کچھ اختیارات بھی خالص اور لٹیروں سے چھیننے ہیں تاکہ ملک قوم اور اسلام کی خدمت کا صحیح حق ادا کیا جاسکے۔

زندگی بھر جو ہے احمد مختار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
موت کے بعد بھی آسودہ ہیں سرکار کے ساتھ

اسلامی تاریخ کے عظیم حکمران، عدل انصاف کے تاجدار
سیدنا عمیر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کو منظوم نذرانہ عقیدت
پیش کرنے والی 1600 سے زائد اشعار پر مشتمل منفرد کتاب

مناقب و مراد مصطفیٰ

اسلامی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے عظیم شاعر
حیدر مرزا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے

ہدیہ 150 روپے

041-3420396

0300-7916396

اشاعت المعارف فیصل آباد پاکستان

خلیفہ بلا فصل
حضرت سیدنا

ابوبکر صدیقؓ

رضی اللہ عنہ

وفات 18 جمادی الثانی

اُنکی عظمت کی خوشبوئیں ہم عالم میں مہکائیں گے
صدیقؓ خلیفہ اول ہے ہم منکر کو بتلائیں گے
ہم جان فروش محمد ﷺ پر اپنا جی جان ہمیشہ کھپائیں گے
صدیقؓ اسلام کا محسن ہے ہم یوم صدیق منائیں گے
ہم ان کی خلافت کا پرچم پورے عالم میں لہرائیں گے
محبوب ﷺ سے لیکر امت کو کونٹر کے جام پلائیں گے
جو طاہر دل کے اندھے ہیں ہم نور انہیں دکھلائیں گے

صدیقؓ ہمارا رہبر ہے ہم رہبر کے گن گائیں گے
صدیقؓ مسلم اول ہے یہ صاحب ایمان اول ہے
سرکارِ دو عالم ﷺ پر جس نے قربان کیا سب کچھ اپنا
تکریم تمام صحابہؓ کی لازم ہے اہل ایمان پر
وہ افضل امت ہے بیشک وہ اول خلیفہ ہے برحق
جو غار مزار کا ساتھی ہے وہ کونٹر پہ بھی ساتھ ہوگا
اصحاب نبیؓ، اولاد علیؓ ایمان کی یہ دو آنکھیں ہیں

انتخاب: محمد امان اللہ اور اشہر

کلام: شاعر اسلام طاہر جھنگوی

عطیہ اشتہار

برائے ایصال ثواب والدہ محترمہ مرحومہ